بسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیمِ

یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا

(پ ۲۲ ع ۳)

راہِ ایمان

جلد سوم

ردِّ تفسیر
نجدیہ سعودیہ وہابیہ

از حضرت مولانا
ابوالحسان محمّد رمضان علی مدظلہ قادری

پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
۶۸-۶۷ اوورسیز اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸ - کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا

(پ ۲۲ ع ۳)

راہِ ایمان

جلد سوم

ردِّ تفسیر
نجدیہ سعودیہ وہابیہ

از حضرت مولانا

ابو الحسّان محمّد رمضان علی مدظلہٗ قادری

پبلشرز:

حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ

۶۸-۶۷ اوورسیئر اوورسیئر ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۸/۷ - کراچی

نام کتاب ـــــــ راہِ ایمان جلد سوم

ترتیب و پیشکش ـــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ـــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
محرم الحرام ۱۴۲۶ھ فروری ۲۰۰۵ء	۲۰۰۰
شوال ۱۴۲۹ھ اکتوبر ۲۰۰۸ء	۲۵۰۰

E-mail:arfeen@cyber.net.pk

فہرست

تعارف راہِ ایمان

(حصّہ سوئم)

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے رد میں اس سے قبل فقیر کی تصنیف کردہ کتاب "راہِ ایمان" کے دو حصے چھپ کر محترم قارئین کی خدمت میں پہنچ چکے ہیں۔ زیرِ نظر تصنیف اسی سلسلہ کی تیسری کڑی ہے، جس میں چند نئے موضوعات پر تفسیر نجدیہ میں مذکور گمراہ کن تاویلات، تحریفات اور من گھڑت توضیحات کا بدلائل قاہرہ رد کیا گیا ہے۔

حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں شروع سے آخر تک ایسے مواد کی بھرمار ہے کہ جسے پڑھ کر عام مسلمان کا گمراہ ہونا یقینی ہے۔ اگرچہ اس کے رد اور جملہ خرافات و ہفواتِ نجدیہ کے جواب کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں، لیکن فقیر نے کوشش کی ہے کہ راہِ ایمان کے ان تین حصوں میں زیادہ سے زیادہ تحریفات کا رد کیا جائے۔

اسی طرح فقیر کا ارادہ ہے کہ برضائے الٰہی و بشرطِ زندگانی باقی ماندہ مسائل و موضوعات کو راہِ ایمان کے چوتھے اور آخری

حصہ میں سمیٹنے کی کوشش کرے...

وباللہ التوفیق وھو المستعان

فقیر ابو الحسان قادری غفرلہٗ

انتباہ

نجدیہ سعودیہ کی شائع کردہ تفسیر قرآن کا مطالعہ کرنے والے اپنا دین وایمان بچانے کی خاطر مندرجہ ذیل تنبیہہ پر غور کر لیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد :-

"عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذَا الْعِلْمُ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ"۔ (رواہ حاکم فی المستدرک)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ علم "دین" ہے پس یہ دیکھ لو، (غور کر لو) کہ تم اپنا دین کس سے لے رہے ہو"۔

"راہِ ایمان"

(جلد سوم)

ردِ تفسیر

نجدیہ سعودیہ وہابیہ

اولیاء اللہ صِفاتِ حق تعالیٰ

کے مَظہر و مُظہر ہیں

پ ۱۹ —— تفسیر نجدی صد ۱۰۰۳ —— سورۃ الفرقان

آیت مُبارکہ :۔ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ○

ترجمہ نجدی :۔ اور تمہیں بھی دیکھتے ہیں تو تم سے مسخراپن کرنے لگتے ہیں کہ کیا یہی وہ شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسُول بنا کر بھیجا ہے۔"

تفسیر نجدی :۔ دوسرے مقام میں اس طرح فرمایا۔" اَهٰذَا الَّذِیْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ" (الانبیاء ۳۶) "کیا یہی وہ شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر کرتا ہے"

یعنی ان کی بابت کہتا ہے کہ وہ کچھ اختیار نہیں رکھتے، اس حقیقت کا اظہار ہی مشرکین کے نزدیک ان کے معبودوں کی توہین تھی، جیسے آج بھی قبر پرستوں کو کہا جائے کہ قبروں میں مدفون بزرگ کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار نہیں رکھتے تو کہتے ہیں کہ یہ اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں۔

○

پ ۱ —— تفسیر نجدی صد ۵ اور ۶ —— سورۃ الفاتحہ

آیت مُبارکہ :۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

توحید الوہیت کا مطلب ہے کہ عبادت کی تمام اقسام کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عبادت ہر وہ کام ہے جو کسی مخصوص ہستی کی رضا کے لئے یا اس کی ناراضی کے خوف سے کیا جائے۔ اس لئے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ صرف یہی عبادات نہیں ہیں بلکہ کسی مخصوص ہستی سے دُعا و التجا کرنا، اس کے نام کی نذر و نیاز دینا، اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا، اس کا طواف کرنا، اس سے طمع اور خوف رکھنا، وغیرہ بھی عبادات ہیں۔

توحید الوہیت یہ ہے کہ یہ تمام کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کئے جائیں۔ قبر پرستی کے مرض میں مبتلا عوام و خواص اس توحید الوہیت میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور مذکورہ عبادات کی بہت سی قسمیں وہ قبروں میں مدفون افراد اور فوت شدہ بزرگوں کے لئے بھی کرتے ہیں۔

توحید صفات کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں ان کو بغیر کسی تاویل اور تحریف کے تسلیم کریں اور وہ صفات اس انداز میں کسی اور کے اندر نہ مانیں۔ مثلاً جس طرح اس کی صفت علم غیب ہے یا دور و نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سُننے پر وہ قادر ہے، کائنات میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اسے اختیار حاصل ہے، یہ یا اس قسم کی اور صفاتِ الٰہیہ

ان میں سے کوئی صفت بھی اللہ کے سوا کسی نبی، ولی یا کسی بھی شخص کے اندر تسلیم نہ کی جائیں اگر تسلیم کی جائیں گی تو یہ شرک ہوگا۔

افسوس ہے کہ قبر پرستوں میں شرک کی یہ قسم بھی عام ہے۔ اور انہوں نے اللہ کی مذکورہ صفات میں بہت سے بندوں کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ اعاذنا اللہ عنہ۔ صراطِ مستقیم پر چلنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہود اور نصاریٰ دونوں کی گمراہیوں سے بچ کر رہیں۔ یہود کی بڑی گمراہی یہ تھی کہ وہ جانتے بوجھتے۔ صحیح راستے پر نہیں چلتے تھے۔ آیاتِ الٰہی میں تحریف اور حیلہ کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے۔ اپنے احبار و رہبان کو حرام و حلال کرنے کا مجاز سمجھتے تھے۔ نصاریٰ کی بڑی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں غلو کیا اور انہیں ابنِ اللہ اور ثالث ثلاثہ اللہ کا بیٹا اور تین خداؤں میں سے ایک قرار دیا۔

افسوس ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں بھی یہ گمراہیاں عام ہیں اور اسی وجہ سے وہ دنیا میں ذلیل و رسوا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ضلالت کے گڑھے سے نکالے تاکہ ادبار و نکبت کے بڑھتے ہوئے سایہ سے وہ محفوظ رہ سکے۔

پ ۶ ———— تفسیر نجدی ص ۲۷۷ ———— سورۃ النساء

آیت مبارکہ :۔ یٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ ○

ترجمہ نجدی :۔ "اے اہلِ کتاب اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ"۔ الخ

تفسیر نجدی :۔ لیکن افسوس اُمتِ محمدیہ اس کے باوجود بھی اس غلو سے محفوظ نہ رہ سکی جس میں عیسائی مُبتلا ہوئے اور اُمت محمدیہ نے بھی اپنے پیغمبر کو بلکہ نیک بندوں تک کو خدائی صفات سے متصف ٹھہرا دیا جو دراصل عیسائیوں کا وطیرہ تھا۔ الخ

○

پ ۲ ———— تفسیر نجدی ص ۶۵ ———— سُورۃ البقرۃ

آیت مُبارکہ :۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ○

ترجمہ نجدی :۔ "اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں"۔

تفسیر نجدی :۔ مذکورہ دلائل واقعہ اور براہین قاطعہ کے باوجود ایسے لوگ ہیں جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اس کا شریک بنا لیتے ہیں اور ان سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ سے کرنی چاہیئے۔ بعثت محمدیہ کے وقت ہی ایسا نہیں تھا۔ شرک کے یہ مظاہر آج بھی عام ہیں۔ بلکہ اسلام کے نام لیواؤں کے اندر بھی یہ بیماری گھر کر

گئی ہے۔ انہوں نے بھی نہ صرف غیر اللہ اور پیروں فقیروں اور سجادہ نشینوں کو اپنا ماویٰ وملجا اور قبلہ حاجات بنا رکھا ہے۔ بلکہ ان سے ان کی محبت اللہ سے بھی زیادہ ہے اور توحید کا وعظ ان کو بھی اسی طرح کھلتا ہے جس طرح مُشرکینِ مکّہ کو اس سے تکلیف ہوتی تھی۔ الخ

صـ۶۶ پر لکھا ہے۔ آخرت میں پیروں اور گدّی نشینوں کی بے بسی اور بے وفائی پر مشرکین حسرت کریں گے لیکن وہاں اس حسرت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، کاش دنیا ہی میں وہ شرک سے توبہ کر لیں۔

○

پ۱ ——— تفسیر نجدی صـ۲۳ ——— سورۃ البقرہ

آیت مبارکہ :۔ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ○

ترجمہ نجدی :۔ ”اور ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑا پوجنا شروع کر دیا اور ظالم بن گئے“۔

تفسیر نجدی :۔ انسان کتنا ظاہر پرست ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھنے کے باوجود اور نبیوں (حضرت ہارون و

موسیٰ علیہم السلام) کی موجودگی کے باوصف بچھڑے کو اپنا معبود سمجھ لیا۔
آج کا مسلمان بھی شرکیہ عقائد و اعمال میں بری طرح مبتلا ہے لیکن
وہ سمجھتا یہ ہے کہ مسلمان مشرک کس طرح ہو سکتا ہے ؟ ان مشرک مسلمانوں
نے شرک کو پتھر کی مورتیوں کے پجاریوں کے لئے خاص کر دیا ہے۔
کہ صرف وہی مشرک ہیں جب کہ یہ نام نہاد مسلمان بھی قبروں پر
قبتوں کے ساتھ وہی کچھ کرتے ہیں جو پتھر کے پجاری اپنی مورتیوں کے
ساتھ کرتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ۔

تفسیر نجدی ص۴۰ پر لکھا ہے

"مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْحَرْبِ" (صحیح بخاری
کتاب الرقاق باب التواضع)۔
جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی رکھی اس نے میرے
ساتھ اعلانِ جنگ کیا ہے۔ گویا اللہ کے کسی ایک ولی سے دشمنی
سارے اولیاء اللہ سے بلکہ اللہ تعالیٰ سے بھی دشمنی ہے۔ اس سے
واضح ہوا کہ اولیاء اللہ کی محبت اور ان کی تعظیم نہایت ضروری اور
ان سے بغض و عناد اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے خلاف اعلانِ
جنگ فرماتا ہے۔
اولیاء اللہ کون ہیں ؟ اس کے لئے ملاحظہ ہو سورۃ یونس

آیت ۶۲، ۶۳ لیکن محبت اور تعظیم کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان کے مرنے کے بعد ان کی قبروں پر گنبد اور قبے بنائے جائیں، ان کی قبروں پر سالانہ عرس کے نام پر میلوں ٹھیلوں کا اہتمام کیا جائے' ان کے نام کی نذر و نیاز اور قبروں کو غسل دیا جائے اور ان پر چادریں چڑھائی جائیں۔ اور انہیں حاجت روا مشکل کشا نافع و ضار سمجھا جائے، ان کی قبروں پر دست بستہ قیام اور ان کی چوکھٹوں پر سجدہ کیا جائے وغیرہ جیسا کہ بد قسمتی سے "اولیاء اللہ کی محبت" کے نام پر یہ کاروبار لات و منات فروغ پذیر ہے۔ حالانکہ یہ محبت نہیں ہے ان کی عبادت ہے جو شرک اور ظلم عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فتنۂ عبادتِ قبور سے محفوظ رکھے۔

○

پ ۱ ——— تفسیر نجدی ص ۱۹ و ۲۰ ——— سورۃ البقرہ

آیت مبارکہ:۔ فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

ترجمہ نجدی:۔ (حضرت آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی بیشک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

تفسیر نجدی:۔ حضرت آدم علیہ السلام جب پشیمانی میں ڈوبے دنیا

میں تشریف لائے تو توبہ واستغفار میں مصروف ہو گئے۔ اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے رہنمائی و دستگیری فرمائی اور وہ کلمات معافی سکھا دیئے جو "الاعراف" میں بیان کئے گئے ہیں (رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا) الآیۃ

بعض حضرات یہاں ایک موضوع روایت کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم نے عرشِ الٰہی پر لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، لکھا ہوا دیکھا اور محمد رسول اللہ کے وسیلے سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا یہ روایت بے سند ہے اور قرآن کے بھی معارض ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقے کے بھی خلاف ہے۔ تمام انبیاء نے ہمیشہ براہِ راست اللہ سے دُعائیں کی ہیں، کسی نبی، ولی، بزرگ کا واسطہ اور وسیلہ نہیں پکڑا، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء کا طریقہ دعا یہی رہا ہے کہ بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی جائے۔

ص ۲۰ پر آیت مبارکہ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ کی تفسیر نجدی میں لکھا گیا ہے "ان پر خوف نہیں ہوگا" کا تعلق آخرت سے ہے۔ ای فِيمَا يَسْتَقْبِلُونَهُ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ " اور حزن نہیں ہوگا" کا تعلق دنیا سے ہے ای ما فاتھم

مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا (جو فوت ہو گیا امورِ دنیا سے یا اپنے پیچھے دنیا میں چھوڑ آئے) جس طرح دوسرے مقام پر ہے (فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی (طٰہٰ - ۱۲۳) جس نے میری ہدایت کی پیروی کی پس وہ (دنیا میں) گمراہ ہو گا اور نہ (آخرت میں) بد بخت۔

(ابنِ کثیر)

گویا لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْن کا مقام ہر مومن صادق کو حاصل ہے، یہ کوئی ایسا مقام نہیں جو صرف بعض اولیاء اللہ ہی کو حاصل ہو اور پھر اس "مقام" کا مفہوم بھی کچھ کا کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ تمام مومنین و متقین بھی اولیاء اللہ ہیں۔ "اولیاء اللہ" کوئی الگ مخلوق نہیں۔ ہاں البتہ اولیاء کے درجات میں فرق ہو سکتا ہے۔

○

پ ۱ ——— تفسیر نجدی ص ۳۷، ۳۸ ——— سورۃ البقرہ

آیت مبارکہ:۔ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ○

ترجمہ نجدی:۔ اور ان کے پاس جب اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کی کتاب کو سچا کرنے والی آئی حالانکہ پہلے یہ خود (اس کے ذریعہ

کافروں پر فتح چاہتے تھے تو باوجود آجانے اور باوجود پہچان لینے کے پھر کفر کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کافروں پر"۔

تفسیر نجدی :۔ یستفتحون کے ایک معنیٰ یہ ہیں غلبہ اور نصرت کی دعا کرتے تھے۔ یعنی جب یہ یہود مشرکین سے شکست کھا جاتے تو اللہ سے دعا کرتے، یا اللہ آخری نبی جلد مبعوث فرما تاکہ اس سے مل کر ہم ان مشرکین پر غلبہ حاصل کریں۔ یعنی اِستِفتاح بمعنی اِستِفسار ہے۔ دوسرے معنی خبر دینے کے ہیں۔ ای یخبرونھم بانہٗ سیبعث۔ یعنی یہودی کافروں کو خبر دیتے کہ عنقریب نبی کی بعثت ہوگی۔ (فتح القدیر)

لیکن بعثت کے بعد علم رکھنے کے باوجود نبوت محمدی پر محض حسد کی وجہ سے ایمان نہیں لائے۔ جیسا کہ اگلی آیت میں ہے۔

بِئۡسَمَا اشۡتَرَوۡا بِهٖۤ اَنۡفُسَهُمۡ اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بَغۡيًا اَنۡ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ۝ یعنی اس بات کی معرفت کے بعد بھی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی آخری پیغمبر ہیں جن کے اوصاف تورات وانجیل میں مذکور رہیں اور جن کی وجہ سے ہی اہلِ کتاب ان کے ایک "نجات دہندہ" کے طور پر منتظر بھی تھے لیکن ان پر محض اس جلن اور حسد کی وجہ سے ایمان

نہیں لائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم ہماری نسل میں سے کیوں نہ ہوئے۔ جیسا کہ ہمارا گمان تھا یعنی ان کا انکار دلائل پر نہیں نسلی منافرت اور حسد و عناد پر مبنی تھا۔

غضب پر غضب کا مطلب ہے بہت زیادہ غضب کیونکہ بار بار وہ غضب والے کام کرتے رہے جیسا کہ تفصیل گزری۔ اور اب محض حسد کی وجہ سے قرآن اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا انکار کیا۔"

نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے اقتباس ختم!

مندرجہ بالا عبارت میں استعمال کئے گئے

شیطانی حربہ کا پوسٹ مارٹم

نام نہاد تفسیر نجدیہ میں کی گئی تحریفات و تلبیسات اس پر شاہد عادل ہیں کہ حق دشمنی و باطل پرستی اور محبوبانِ خدا سے بغض و عداوت لوازم وہابیت سے ہیں۔ مرض وہابیت سے ان کے ایمان کا بیڑا غرق تو ہو چکا، ان کی عقلیں بھی ایسی تباہ و برباد ہو گئیں کہ انہیں اپنے فاسد مطلب کو ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کی آیات کی ایسی مضحکہ خیز تاویل کرتے ہیں کہ انبیاء اور اللہ تعالیٰ کا بھی مشرک و کافر ہونا لازم آتا ہے۔ یہ اشقیاء ازلی قرآن مجید کے مطالب و مفاہیم کو بدلنے بگاڑنے کے اس قدر ماہر ہیں کہ کم تعلیم یافتہ مسلمان ان کی گمراہ کن لفاظی کو سمجھ ہی نہیں سکتے اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا عبارت میں بھی یہی شیطانی حربہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ضال و مُضلّ نجدی وہابی آیات مُبارکہ کا ترجمہ اور مفہوم بیان کرنے میں صفاتِ ذاتی و صفاتِ عطائی اور نسبتِ حقیقی اور نسبت

مجازی میں فرق نہیں کرتے تاکہ حسبِ اصولِ وہابیہ اپنے مذموم و مردود فاسد مطلب کو ثابت کر سکیں۔ اور شرک و کفر کے فتوے داغنے کی راہ ہموار ہو جائے۔

نام نہاد تفسیر نجدیہ کی مندرجہ بالا عبارت میں ان ظالم وہابیہ کی ہیرا پھیریاں اور ابلیسانہ فریب کاریاں ملاحظہ ہوں۔ لکھا گیا ہے:۔

"توحید صفات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں ان کو بغیر کسی تاویل اور تحریف کے تسلیم کریں۔ اور وہ صفات اس انداز میں کسی اور کے اندر نہ مانیں"۔ الخ

یہ لکھ کر مسلمانوں پر بہتان باندھا گیا ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں ان میں تاویل اور تحریف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات اسی انداز میں انبیاء اور اولیاء کے اندر تسلیم کرتے ہیں۔ نجدیہ وہابیہ کا یہ لکھنا مسلمانوں پر بہتان طرازی اور الزام تراشی اور ان کے خبثِ باطن کی واضح دلیل ہے۔ اس لئے کہ کوئی مسلمان قرآن و حدیث میں وارد اللہ تعالیٰ کی صفات میں تاویل و تحریف نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی صفات اسی انداز میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

اور اولیاء کرام قدسنا اللہ باسرارہم کے اندر تسلیم کرتا ہے۔

نجدیہ سعودیہ کی نام نہاد تفسیر میں مزید لکھا ہے: "مثلاً جس طرح اس کی صفت علمِ غیب ہے یا دُور و نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سُننے پر وہ قادر ہے کائنات میں ہر طرح کا تصرّف کرنے کا اسے اختیار حاصل ہے۔ یہ یا اس قسم کی اور صفاتِ الٰہیہ ان میں سے کوئی صفت بھی اللہ کے سوا کسی نبی ولی یا کسی بھی شخص کے اندر تسلیم نہ کی جائیں، اگر تسلیم کی جائیں گی تو یہ شرک ہوگا۔ افسوس ہے کہ قبر پرستوں میں شرک کی یہ قسم بھی عام ہے اور انہوں نے اللہ کی مذکورہ صفات میں بہت سے بندوں کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ"۔ انتھی کلام النجدی الخبیث۔

نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی مندرجہ بالا عبارت میں صفاتِ الٰہیہ میں سے کوئی صفت بھی اللہ کے سوا کسی نبی ولی یا کسی بھی شخص کے اندر تسلیم کئے جانے کو شرک ٹھہرایا گیا ہے اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق صحیح عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں پر قبر پرستی کا بہتان باندھ کر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے بہت سے بندوں کو بھی اللہ کی صفات میں شریک کر رکھا ہے۔ جہل مرکب میں گرفتار، توحید شیطانی کے پرستار نجدیہ وہابیہ کی اس صریح غلط بیانی وحرکت شیطانی پر

فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ہ ”ہم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں“۔ کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ منکرین قرآن و حدیث نجدی وہابی بتائیں!

کیا قرآن و حدیث میں شرک بھرا ہے؟

اللہ اور رسول بھی مُشرک ہیں؟

ذیل میں قرآن مجید کی بنظرِ اختصار چند وہ آیات درج کی جاتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات سے انبیاء و اولیاء اور عام انسانوں کو متصف بیان فرمایا گیا ہے۔ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ (پ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۰) ”اور اللہ بندوں پر مہربان ہے“۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (سورۃ فاتحہ) ”سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا بڑا مہربان رحمت والا“۔

فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ الرَّحِيْمِ (پ۱۴ ع ۱۲) ”بے شک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے“۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پ۱۱ سورہ توبہ آیت نمبر ۱۲۸)

"بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔"

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفات رؤف رحیم کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہونا بیان فرمایا گیا ہے اور آیت مبارکہ قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ شَهِیْدًا (پ ۲۱ سورہ عنکبوت آیت ۵۲)۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا (پ ۱۷ ع ۹) اللہ تعالیٰ کی صفت "شہید" کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر بیان فرمایا گیا ہے۔ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا (پ ۵ سورۃ نساء آیت ۴۱) "تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ہم سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔"

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ (پ ۲۲ ع ۲) "اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور ہم نے اسے نعمت دی۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت "نعمت دینا" کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفت "ھادی" وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا ہے۔ وَاِنَّكَ لَتَهۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ۔ (پ ۲۵ ع ۶) اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ سں ۲۴ آیت ۳۵)۔ اللہ تعالیٰ کی صفت "نور" ہے۔ قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ۔ (پ ۶ ع ۷) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی "نور" فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت "سمیع" ہے اور "بصیر" ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔ (پ ۲۴ ع ۷) "بے شک اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے" اور ہر انسان کے لئے فرمایا ہے۔ اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖۗ نَّبۡتَلِیۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا (پ ۲۹ ع ۱۹) "بے شک ہم نے انسان (آدمی) کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ ہم اسے جانچیں تو اسے سنتا دیکھتا کر دیا" انسان بھی سمیع و بصیر ہے۔

قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں صفاتِ الٰہیہ کو مخلوق کے لئے بیان فرمایا گیا ہے اگر وہابیہ نجدیہ سعودیہ میں لکھی گئی ہفوات کو صحیح سمجھ لیا جائے تو معاذ اللہ، اللہ عزوجل پر شرک عائد ہوتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ نجدی سعودی نام نہاد تفسیر لکھنے اور لکھانے والے ہی صراطِ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔ توحیدِ شیطانی کے پرستار ہیں۔ ان پر اللہ و رسول کی پھٹکار ہے۔

کہ یَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُحِنَاجِرَھُمْ۔" یہ لوگ قرآن پڑھیں گے اور قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اُترے گا، قرآن کا نُور اُن کے دلوں میں نہیں پہنچے گا۔ ان کے دل نُورِ ہدایت سے محروم رہیں گے۔ یہ اشقیاء ازلی قرآن کی آیات کا صحیح مفہوم و مطلب نہیں سمجھ سکیں گے۔ یہ بدبخت لوگ آیاتِ مبارکہ میں تحریف و تاویل کر کے الفاظ کے صحیح معنوں کو بدلیں گے اور وہی مطلب نکالیں گے جس سے قرآن و حدیث کا ارتکاز لازم آتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی توہین و تکذیب ہوتی ہو۔ محبوبانِ خُدا، انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء کرام کی تنقیص شان کا پہلو نکلتا ہو۔ اس غرض کے لئے یہ قرن الشیطان کے پُجاری، نجدی وہابی خذلہم اللہ تعالیٰ۔ صفات ذاتی و صفات عطائی اور نسبت حقیقی اور نسبت مجازی میں کچھ فرق و امتیاز نہیں کریں گے۔

ان کے مکر و فریب اور ان کی گمراہیوں سے بچنے کے لئے خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ کسی کام یا "امر" کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو نسبت حقیقی مراد ہوتی ہے۔ اور وہی کام یا امر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی ولی اللہ یا مخلوق میں سے کسی کی طرف منسوب ہو تو نسبت مجازی مراد ہوتی ہے۔ اسی

طرح جب کوئی صفت اللہ کی طرف راجع ہو تو صفت حقیقی
مُراد ہوتی ہے۔ اور وہی صفت جب مخلوق میں سے کسی اور
کے لئے راجع ہو تو صفت عطائی مراد ہوتی ہے۔

اس بیان کی وضاحت کے لئے چند مثالیں درج ذیل
ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ "اللہ سارے
جہان والوں کا رب ہے پروردگار ہے۔" اور قُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا
كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا۔ (پ ۱۵ ع ۳) "اور عرض کی کہ اے میرے
رب تو ان دونوں (ماں اور باپ) پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں
نے مجھے چھٹپن میں پالا۔"

اللہ "رب" ہے۔ "حقیقی" ماں باپ رب مجازی۔
اللہ پالنے والا بالذات۔ ماں باپ رب عطائی۔ بہ عطاء الٰہی۔
اللہ تعالیٰ مومن ہے۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ
الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ۔ (پ ۲۸ ع ۶) "اسلام قبول کرنے
ایمان لانے والا مسلمان مؤمن ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی صفت مومن اور مسلمان کی صفت بھی مومن
ہے۔ مومن کی نسبت اللہ کی طرف کی جائے گی تو اس کا مطلب
ہوگا امان بخشنے والا، امان دینے والا۔ مومن کی نسبت مسلمان
کی طرف ہوگی تو معنے ہوں گے ایمان لانے والا ایماندار۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ (پ۲ ع۱۱) "اور بے شک مومن (مسلمان) غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو۔"

الغرض نسبت حقیقی و مجازی اور صفات ذاتی و صفات عطائی کا فرق ملحوظ رکھا جائے تو کوئی تنازعہ اور اختلاف باقی نہیں رہتا۔ اُمت میں تفرقہ ڈالنے اور فتنہ و فساد برپا کرنے والے یہی اصل الخوارم ہیں جو فہم قرآن و حدیث سے عاری ابن عبدالوہاب نجدی قرن الشیطان کے پجاری ہیں۔ آیاتِ قرآن و روایاتِ حدیث میں تاویل و تحریف کر کے اُمتِ مسلمہ پر شرک کے شیطانی فتوے داغتے ہیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ مسلمان ہرگز مُشرک نہیں ہوں گے۔ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ۔ (صحیح بخاری جلد اوّل ص۱۷۹) خدا کی قسم مجھے تم سب سے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ اَجْمَعِیْنَ۔

صد حیف کہ یہ جہنم کا ایندھن بننے والے نہ اللہ تعالیٰ عزّ

اسمہٗ وجل جلالہ کی بات مانتے ہیں اور نہ رسولِ برحق کی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ...

نجدی وہابی جہنّم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ۔ (پ ۹ ع ۱۲)۔

"اور بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن اور آدمی وہ دل رکھتے ہیں جس میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں (راہِ حق وہدایت) اور وہ کان جن سے سُنتے نہیں (کلامِ حق بگوش قبول) وہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں۔"

بفضلہ تعالیٰ قرآن مجید سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق میں سے کسی کی طرف منسوب کرنا ہرگز شرک نہیں ہے۔ اب فقیر بفضلہٖ تعالیٰ وبفضلہ رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم...

احادیث سے

صفاتِ الٰہیہ کا اولیاءِ عظام قدس اللہ باسرارہ العزیز

میں جلوہ گر ہونے کا ثبوت

بالتفصیل تحریر کر رہا ہے تاکہ اہلِ ایمان ان بے ایمان نجدیوں وہابیوں کی نام نہاد تفسیر میں درج خلافِ قرآن وحدیث ہفوات پڑھ کر گمراہ نہ ہوں۔

بفضلہٖ تعالیٰ و بفضل رسول الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم اجمعین گذشتہ صفحات میں نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں مندرجہ ذیل تحریفات و تلبیسات اور شیطانی ہفوات کی بدلائل قاہرہ مکمل تردید اور وضاحت کردی گئی ہے۔

۱۔ آیہ مبارکہ۔ فَتَلَقّٰیٓ اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ کے متعلق اس حدیث کا انکار جس میں مذکور ہے کہ آدم علیہ السلام کی توبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے توسّل سے قبول ہوئی۔

۲۔ آیت مبارکہ وَكَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا۔ الآیہ میں ترجمہ اور تفسیر میں تحریف و تلبیس۔

۳۔ آیت مبارکہ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ۔ میں تاویلِ فاسدہ و تحریف باطلہ کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی بھی صفت کسی نبی، ولی یا کسی بھی شخص کے اندر تسلیم کرنا شرک ہے۔

آئندہ صفحات میں نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں آیت مبارکہ اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ میں تحریف و تلبیس کے ذریعہ اولیاء اللہ اور مقامات

ولایت کے متعلق کی گئی غلط بکواس اور شیطانی ہفوات کی تردید اوراس آیت مبارکہ کی صحیح تفسیر تحریر کی جاتی ہے۔

○

نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ ص۲ پر لکھا ہے "لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ کا مقام ہر مومن صادق کو حاصل ہے، یہ کوئی ایسا مقام نہیں جو صرف بعض اولیاء اللہ ہی کو حاصل ہو، اور پھر اس مقام کا مفہوم بھی کچھ کا کچھ بیان کیا جاتا ہے، حالانکہ تمام مومنین و متقین بھی اولیاء اللہ ہیں۔" اولیاء اللہ" کوئی الگ مخلوق نہیں۔ ہاں البتہ اولیاء کے درجات میں فرق ہو سکتا ہے۔" (انتہی کلامہ الخبیثہ)

مندرجہ بالا عبارت میں حسب دستور و معمول وہابیہ حق دشمنی و طاغوت پرستی کا بھرپور مظاہرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ بڑی رعونت کے ساتھ بہ لہجۂ فرعونیت منصب ولایت و مقامات اولیاء اللہ کا انکار کرتے ہوئے لکھا ہے۔ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ کا مقام ہر مومن صادق کو حاصل ہے یہ کوئی ایسا مقام نہیں جو صرف بعض اولیاء ہی کو حاصل ہو اور پھر اس مقام کا مفہوم بھی کچھ کا کچھ بیان کیا جاتا ہے حالانکہ تمام مومنین و متقین بھی اولیاء اللہ ہیں۔ اولیاء اللہ کوئی الگ

مخلوق نہیں۔ ہاں البتہ اولیاء کے درجات میں فرق ہو سکتا ہے۔"

جہل مرکب میں گرفتار وہابیہ کی اس گمراہ کن بکواس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ناہنجار ارشادات خدا و رسولِ خدا کی تکذیب، آیات قرآن و روایات حدیث کا انکار کرنے میں کچھ عار محسوس نہیں کرتے۔ محبوبانِ خدا سے عداوت و بغض و کینہ رکھنے کے باعث ان کے قلوب فہم قرآن و حدیث سے اندھے ہو چکے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (پ۱۷ ع ۱۳) تو یہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں"۔ اور دلوں کا اندھا ہونا غضب ہے اسی سے آدمی دین کی راہ پانے سے محروم رہتا ہے۔

فقیر ابو الحسّان قادری غفرلہ بفضلہ تعالیٰ و بفضل رسولہ الاعلیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حسبِ فرمانِ خداوندی بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ (پ۱۷ ع ۲)۔ بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے اور تمہاری

خرابی ہے ان باتوں سے جو بتاتے ہو۔" آیۂ مبارکہ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ کے تحت نجدیہ وہابیہ کی من گھڑت گمراہ کن بکواس کی قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل ومفصل تردید درج ذیل کر رہا ہے تاکہ بھولے بھالے کم علم مسلمان نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں کی گئی تاویلاتِ فاسدہ وتحریفاتِ باطلہ کی اصلیت وحقیقت سے واقف ہوکر گمراہی سے بچ سکیں۔

نام نہاد تفسیر نجدی وہابی کی یہ بکواس کہ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ کا مقام ہر مومن صادق کو حاصل ہے۔ یہ کوئی ایسا مقام نہیں جو صرف بعض اولیاء ہی کو حاصل ہو، خلافِ حقیقت ہے قطعاً غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ہر کافر "عدو اللہ" دشمنِ خدا ہے۔ اور ہر مومنِ صادق ولی اللہ ہے، خدا تعالیٰ کا دوست ہے۔ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۬ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ (پ۳ ع۲)۔ اللہ ولی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے (کفر وضلالت سے ایمان و ہدایت کی روشنی اور) نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں۔" نیز فرمایا۔ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (پ۳ ع۱۵) اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔

یہ ولایتِ عامہ ہے جو ہر مومن کو حاصل ہے اور اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ سے ولایتِ خاصہ مراد ہے۔ جو مخصوص مومنوں کو عطاءِ الٰہی سے ملتی ہے۔ یہ ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے۔ ولایت وہبی شئے ہے کوئی شخص اعمالِ شاقہ سے خود حاصل نہیں کرسکتا۔ البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اس عطیۂ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔ اولیاء کو اللہ نے بہت بڑی طاقت دی ہے۔ ان میں جو اصحابِ خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے، سیاہ وسفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں۔ یہ حضرات سرکارِ دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے سچے نائب ہیں۔ ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم کی نیابت میں علومِ غیبیہ پر اطلاع اور اختیارات و تصرّفات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عطا کئے جاتے ہیں۔
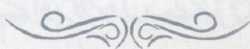
قرآن مجید اور حدیث شریف میں علوم غیبیہ و تصرفاتِ اولیاء کے بہت واقعات مذکور ہیں

فقیر اپنی تالیف راہِ ایمان میں مختلف عنوانات کے تحت آیاتِ قرآن و روایاتِ حدیث درج کر چکا ہے۔ نیز آئندہ صفحات میں بھی درج کرے گا جن سے محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء کے علوم تصرفات کا اثبات ہوتا ہے۔ تاہم اس مقام پر بھی نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ کی مذکورہ بالا خلافِ قرآن و حدیث اس شیطانی بکواس کی کہ "تمام مومنین و متقین بھی اولیاء اللہ ہیں، کی تردید کر دینا ضروری سمجھتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دربار میں موجود لاتعداد مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یٰاَیُّھَا الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ۔ "اے درباریو! تم میں کون ہے جو اس (ملکہ سباء بلقیس) کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں"؛ غور کا مقام ہے کہ اگر بقول وہابیہ خبیثہ تمام مومنین و متقین یکساں منصبِ ولایت پر فائز ہوتے تو حضرت سلیمان علیہ السلام

دربار میں موجود کسی بھی ایک کو حکم فرما دیتے کہ تم ملکہ سباء کا تخت یہاں لے آؤ۔ مگر قرآن شاہد ہے کہ کسی ایک کو حکم فرمانے کے بجائے یہی فرمایا کہ "تم میں کون ہے جو اس کا تخت ان کے یہاں پہنچنے سے قبل میرے پاس لے آئے"۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ کا روئے سخن ولایت عامہ کے حامل مومنین کی جانب نہیں تھا، صرف اُن کی جانب تھا جو ولایت خاصہ کے حامل تھے۔

اس سے نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں لکھی گئی تمام تر شیطانی بکواس کی مکمل تردید ہو جاتی ہے۔

فقیر ابوالحسان قادری غفرلہٗ قرآن مجید سے یہ پورا قصہ نقل کر دیتا ہے تاکہ مسلمان نجدیہ وہابیہ کی تحریفات و خرافات سے گمراہ نہ ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بُلانے پر جب ملکۂ سباء بلقیس حاضر ہونے کے لئے تیار ہوئی تو اس نے اپنا تخت جو اسّی (۸۰) گز طویل اور چالیس (۴۰) گز عریض اور تیس (۳۰) گز اونچا تھا، سونے چاندی اور جواہرات سے مرصّع تھا، اپنے سات محلّات میں سب سے پیچھے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفل کر دیئے اور در دروازوں پر مسلح پہرے دار مقرر کر دیئے اور بھاری لشکر

ساتھ لے کر روانہ ہوئی۔ ملکہ صبا جب تین میل دور رہ گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یَآاَیُّھَا الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ۔ ”اے درباریو! تم میں کون ہے جو اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو۔“

ایک بڑا جن جس کا نام عمرہ تھا بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں (آپ کا اجلاس صبح سے دوپہر تک ہوتا تھا۔ اور میں بے شک اس پر قوت والا اور امانت دار ہوں۔“

یعنی مجھے اس تخت کے لانے کی طاقت بھی ہے اور امانت دار بھی ہوں کہ اس تخت پر جو موتی جواہرات زمرد اور سونا چاندی جڑے ہیں ان کو احتیاط کے ساتھ کسی قسم کی خیانت کئے بغیر آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا۔

اس جن کی رفتار کا یہ عالم تھا کہ جہاں اس کی نظر پہنچتی تھی وہاں ہی وہ اپنا قدم رکھتا تھا۔ اس نے حضرت سے اپنی رفتار کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں جلد ہی تخت لے آتا ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے بھی زیادہ جلد لانے والا شخص ہو۔“

اس پر آپ کے وزیر آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اللہ کا اسمِ اعظم جانتے تھے۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ۔ اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ کہ میں ملکہ کے تخت کو آپ کے پلک جھپکنے سے بھی پہلے حضور میں حاضر کر دوں گا۔ وہ تخت دو ماہ کے طویل سفر کے فاصلے پر تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا "لاؤ حاضر کرو"۔ حکم ملتے ہی آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے وضو کیا اور سجدہ میں جا کر دعا کی اور کہا یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بلقیس کا تخت فوراً آموجود ہوا۔ فَلَمَّا رَاٰہُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَہٗ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا تو تخت کو اپنے پاس موجود پایا۔ (پارہ ۱۹ ع ۱۸)۔

قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ ایک مقام پر رہ کر دُور دراز مقامات پر تصرف کر سکتے ہیں۔ نیز لفظ اٰتِیْکَ بِہٖ میں اس تخت کو آپ کے حضور لے آؤں گا۔ سے جانا بھی ثابت اور تخت لے کر آنا بھی ثابت۔ مگر حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ دربار سے گئے نہ کہیں سے آئے۔ اس سے تجدّد امثال ثابت ہوا۔ اور جب بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ

والسلام کے اُمّتی اولیاء اللہ کی یہ شان ہے تو سید الرسل امام الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمّتی اولیاء اللہ کی شان کس قدر ارفع واعلیٰ ہوگی؛ فَتَدَبَّرُوْا فَهُمْ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْوَهَّابِيْنَ الضَّالِّيْنَ وَالْمُضِلِّيْنَ۔

حضرت عارف باللہ مولانا روم علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ

تیر جستہ باز گردانند ز راہ

اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے یہ قدرت حاصل ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو راستہ ہی سے واپس لوٹا دیں۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ے نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی عقیدت ہو تو دیکھ ان کو

ید بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں!

ے نہ تیغ و تیر میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے

جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے
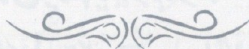
امام الاولیاء پاک و ہند سید علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش قدس سرہٗ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو اپنے مُلک کا والی بنایا اور اپنے فعل و اظہار کا مرکز بنا لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اور ارشاد ہے نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۔ خبردار! اللہ کے اولیاء وہ ہیں جن پر نہ خوف ہوتا ہے اور نہ حزن و ملال اور فرمایا ہم تمہاری دنیاوی اور اُخروی زندگی میں مددگار ہیں۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ ایمانداروں کا مددگار اللہ ہی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَعِبَادًا یَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّهَدَاءُ بلاشبہ بندگانِ خدا میں سے کچھ بندے ایسے ہیں جن پر انبیاء و شہداء غبطہ (رشک) کرتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ مضھم لنا لعلنا نحبھم۔ یارسول اللہ! ہمیں ان کی پہچان بتلائیے تاکہ ہم ان سے محبت قائم رکھیں۔ آپ نے فرمایا۔ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ مِنْ غَیْرِ اَمْوَالٍ وَّاکْتِسَابٍ

وُجُوهُهُم نُورٌ عَلیٰ مَنَابِرِ مِنْ نُورٍ لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَ لَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسِ ثُمَّ تَلَا اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔" یہ وہ لوگ ہیں جو مال و محنت کے بغیر صرف ذاتِ الٰہی سے محبت رکھتے ہیں، ان کے چہرے نُور کے میناروں پر روشن و تاباں ہیں لوگوں کے خوف کے وقت یہ بے خوف اور ان کے غموں کے وقت یہ بے غم ہیں۔" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ بے شک اللہ کے اولیاء وہ ہیں جن پر نہ خوف ہے نہ حزن و ملال۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ اٰذیٰ اَوْلِیَا فَقَدْ اسْتَحَلَّ مُحَارَبَتِیْ۔ "جس نے میرے ولی کو ایذا دی، اس سے میرا لڑنا حلال ہو گیا۔"

کتاب و سُنّت کے ان دلائل سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی دوستی و ولایت سے مخصوص کر کے اپنے ملک کا والی بنایا ہے اور ان کے احوال کو برگزیدہ کر کے اپنے فعل و اظہار کا مرکز بنایا ہے اور متعدد کرامتوں سے سرفراز کر کے ان کی طبع کی آفتوں اور نفس و ہوا کی پیروی سے پاک و منزّہ فرمایا ہے۔ تاکہ ان کے تمام ارادے خدا کے لئے ہی ہوں۔ اور ان کی محبت اسی سے ہو۔ زمانہ ماضی میں ہم سے پہلے بھی

اولیاء اللہ گزرے ہیں اور آج بھی موجود ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کو تمام گزشتہ اُمّتوں پر شرافت و بزرگی عطا فرمائی ہے اور ضمانت دی ہے کہ میں شریعت محمّدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ہمیشہ حفاظت فرماؤں گا۔ اس پر دلائلِ نقلیہ اور براہین عقلیہ علماء کے درمیان آج بھی موجود ہیں اور غیبی دلائل بھی کہ اولیاء اللہ اور خاصانِ خدا کا موجود ہونا ضروری ہے۔

اس مسئلہ میں ہمارا اختلاف دو گروہوں سے ہے ایک معتزلہ سے دوسرے حشویوں سے۔ معتزلہ ایمانداروں میں ایک کی دوسرے پر تخصیص کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ ولی کے خاص ہونے سے انکار کرنا نبی کے انکار کو مستلزم ہے اور یہ کفر ہے اور عام حشوی اگرچہ تخصیص کو جائز تو رکھتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ ولی ہوتے تو ہیں لیکن آج نہیں ہیں۔ حالانکہ ماضی و حال و مستقبل کا انکار سب برابر ہے اس لئے کہ انکار کا ایک رُخ دوسرے رُخ سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے براہینِ نبوت کو آج تک باقی رکھا ہے۔ اور اولیاء کو اس کے اظہار کا سبب بنایا ہے تاکہ آیاتِ حق اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل ہمیشہ ظاہر ہوتے

رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو جہان کا والی بنایا ہے یہاں تک کہ وہ خالص سُنتِ نبوی کے پیروکار ہو کر رہے اور نفس کی پیروی کی راہوں کو چھوڑ دیا۔

آسمان سے رحمتوں کی بارش انہی کے قدموں کی برکت سے ہوتی ہے اور زمین میں جو کچھ اُگتا ہے وہ انہی کی برکت اور ان کے احوال کی صفائی کی بدولت پیدا ہوتا ہے۔ کافروں پر مسلمانوں کی فتحیابی انہی کے ارادے سے ہے۔

مخفی اولیاء کی تعداد

اولیاء اللہ میں سے چار ہزار تو وہ ہیں جو پوشیدہ رہتے ہیں۔ وہ نہ تو ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور نہ اپنے حال کی خوبی و جمال کو جانتے ہیں۔ ان کی حالت خود اپنے سے اور تمام لوگوں سے پوشیدہ رہتی ہے۔ اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اور اولیاء کرام کے اقوال اس پر شاہد و ناطق ہیں۔ مجھ پر خود بحمد اللہ اس کے معانی ظاہر ہو چکے ہیں۔

اولیاء کے اقسام

جو اولیاء حق تعالیٰ کی بارگاہ کے لشکری اور مشکلات کو حل کرنے والے اور حل شدہ کو بند کرنے والے ہیں ان کی تعداد تین سو (۳۰۰) ہے ان کو اخیار کیا جاتا ہے۔ اور چالیس (۴۰) وہ ہیں جن کو ابدال اور سات (۷) وہ ہیں جن کو ابرار اور چار (۴) وہ ہیں جن کو اوتاد اور تین (۳) وہ ہیں جن کو نقباء اور ایک (۱) وہ ہے جسے قطب اور غوث کہا جاتا ہے۔

یہ اولیاء وہ ہیں جنہیں ایک دوسرے پہچانتے ہیں اور امور و معاملات میں ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس پر مروی صحیح حدیثیں ناطق ہیں۔ اور اہل سُنّت و جماعت کا ان کی صحت پر اجماع ہے۔ یہاں شرح و بسط کی گنجائش نہیں ہے۔ (کشف المحجوب ص۳۰۲ تا ص۳۰۳ ترجمہ اردو)۔

الحمدللہ! کہ نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں اولیاءاللہ کے بارے میں تمام تر ہفوات شیطانیہ باطلہ کی تردید و تغلیط مکمل ہوگئی اور ثابت ہوگیا کہ اعداء اللہ کفار کے بالمقابل ہر مومن مومن ہونے کے لحاظ سے اللہ کا ولی ہے لیکن یہ ولایت ولایتِ عامہ ہے۔ ایمان کے لحاظ سے تمام مومن برابر ہیں۔ اس

کے باوجود کوئی مطیع، کوئی عاصی، کوئی عالم، کوئی جاہل ہے۔ اسی بناء پر خصوصیت سے انکار سے ہر معنے کا انکار لازم آتا ہے۔ صحیح یہی ہے کہ ایمان کا حکم عام ہے اور عام لوگوں سے متعلق ہے اور ولایت کرامت کا حکم خاص اور خواص اولیاء سے متعلق ہے۔ فقط:۔

تعریفِ ولایت وصفات وفضائل اولیاءاللہ

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ہ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَالْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ (پ ۱۱ ع ۱۲)۔

"سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے"۔

"ولی" کی اصل وِلاء سے ہے جو قرب ونصرت کے معنی میں ہے۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نُورِ جلالِ الٰہی

کی معرفت میں مستغرق ہو۔ جب دیکھے دلائل قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سُنے اللہ کی آیت میں ہی سُنے۔ اور جب بولے تو اپنے رب کی ثناء ہی کے ساتھ بولے۔ اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قربِ الٰہی ہو۔ اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے، یہ صفت اولیاء کی ہے۔ بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر و معین و مددگار ہوتا ہے۔

متکلمین کہتے ہیں ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالح شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابن زید علیہ الرحمتہ نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے۔ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا

دونوں ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں تو وقتِ خواب اس
کے دل میں سوائے ذکر و معرفت الٰہی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔
اس لئے جب ولی خواب دیکھتا ہے تو اس کا خواب حق اور
اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں بشارت ہوتی ہے۔
بعض مفسرین نے اس بشارت سے دنیا کی نیک نامی بھی مراد
لی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ
وسلم سے عرض کیا گیا اس شخص کے لئے کیا ارشاد فرماتے ہیں
جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں فرمایا
یہ مومن کے لئے بشارت عاجلہ ہے۔
علماء فرماتے ہیں کہ یہ بشارت عاجلہ رضائے الٰہی اور
اللہ کے محبت فرمانے اور خلق کے دل میں محبت ڈال دینے
کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ "اس کو زمین
میں مقبول کر دیا جاتا ہے۔" قتادہ نے کہا کہ ملائکہ وقت موت
اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دیتے ہیں۔
عطاء کا قول ہے کہ دنیا کی بشارت تو وہ ہے جو ملائکہ
وقت موت سناتے ہیں اور آخرت کی بشارت وہ ہے جو
مومن کو جان نکلنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اللہ اس سے
راضی ہے۔" (خزائن العرفان)۔

اولیاء کو ان کی موت کے وقت ملائکہ سلام کہتے اور بشارتیں دیتے ہیں

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرًا لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ۔ (پ ۱۴ ع ۱۰)

"اور ڈر والوں (ایمان والوں) سے کہا گیا تمہارے رب نے کیا اُتارا بولے خوبی (یعنی قرآن شریف جو تمام خوبیوں کا جامع اور حسنات و برکات کا منبع اور دینی و دنیاوی اور ظاہری و باطنی کمالات کا سرچشمہ ہے۔) جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی، (یعنی ایمان لائے اور نیک عمل کئے) ان کے لئے بھلائی ہے۔ (یعنی حیات طیبہ ہے)۔ اور بے شک پچھلا گھر سب سے بہتر اور ضرور (دارِ آخرت) کیا ہی اچھا گھر پرہیز گاروں کا بسنے کے باغ جن میں جائیں گے۔ ان کے نیچے نہریں رواں وہاں انہیں ملے گا جو چاہیں اللہ ایسا ہی صلہ دیتا ہے پرہیز گاروں کو وہ جن کی

جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں (قبض روح کے وقت ان کو جنت و رضوان و رحمت و کرامت کی بشارتیں دی جاتی ہیں اس حالت میں موت انہیں خوشگوار معلوم ہوتی ہے اور جان فرحت و سرور کے ساتھ جسم سے نکلتی ہے۔ اور ملائکہ عزت کے ساتھ اس کو قبض کرتے ہیں۔ (تفسیر خازن و خزائن)۔ یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی ہو تم پر (مروی ہے کہ قریب موت بندۂ مومن کے پاس فرشتہ آکر کہتا ہے اے اللہ کے دوست تجھ پر سلام اور اللہ تعالیٰ تجھے سلام فرماتا ہے اور آخرت میں ان سے کہا جائے گا) جنت میں جاؤ بدلہ اپنے کیئے کا۔ (خزائن العرفان)۔

ولی اللہ کی حرمت کعبۃ اللہ سے زیادہ ہے

عَنْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ عُمَرِو قَالَ رَأَیْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَطُوْفُ بِالْکَعْبَۃِ وَیَقُوْلُ مَا أَطْیَبَکَ رِیْحَکَ مَا أَعْظَمَکَ وَأَعْظَمَ حُرْمَتِکَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٌ بِیَدِہٖ لِحُرْمَۃِ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمَ عِنْدَ اللّٰہِ حُرْمَۃَ مِنْکَ مَالَہٗ وَدَمَہٗ وَاِنْ نَظُنَّ بِہٖ اِلَّا خَیْرًا (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۳۰)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ کعبہ کا طواف

کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں اے کعبہ! اللہ تعالیٰ نے تجھے

کتنا زیادہ خوشبودار بنایا ہے اور تیری ہوا کو کتنا زیادہ خوشبودار

کیا ہے، تجھے کتنی زیادہ عظمت (بزرگی) بخشی ہے اور تیری عزت

و آبرو کو کتنا زیادہ عظمت (بزرگی) عطا کی ہے۔ مجھے اس ذاتِ

مقدس کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی

جان ہے مومن کی حرمت (عزت و آبرو) اللہ کی بارگاہ میں

تیری حرمت سے بہت زیادہ عظیم ہے، اس کا مال اور اس کا

خون بھی۔ اور اس لئے ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان

رکھنا چاہیئے۔

اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں!
تکوینی ولی اور تشریعی ولی!

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِنَّهٗ خَرَجَ یَوْمًا اِلٰی مَسْجِدِ رَسُوْلِ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ

قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْکِیْ فَقَالَ مَا یُبْکِیْکَ قَالَ

یُبْکِیْنِیْ بِشَیْءٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ یَسِیْرَ الرِّیَاءِ شِرْکٌ وَمَنْ عَادٰی لِلّٰہِ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَاللّٰہَ بِالْمُحَارَبَۃِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِیَآءَ الْاَخْفِیَاءَ الَّذِیْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ یَتَفَقَّدُوْا وَاِنْ حَضَرُوْا لَمْ یُدْعَوْا وَلَمْ یَتَقَرَّبُوْا قُلُوْبُھُمْ مَصَابِیْحُ الْھُدٰی یَخْرُجُوْنَ مِنْ کُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَۃٍ۔ رواہ ابن ماجۃ والبیھقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ باب الریاء والسمعۃ)۔

روایت ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی طرف گئے تو حضور کی قبر انور کے پاس معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بیٹھے ہوئے پایا جو رو رہے تھے۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ اے معاذ کیوں رو رہے ہو؟ بولے مجھے وہ چیز رُلا رہی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنی تھی (یعنی میں نے ایک نصیحت حضور سے سُنی تھی مگر اس پر عمل نہ کر سکا، اپنی اس محرومی یا معذوری پر رو رہا ہوں)۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سُنا کہ تھوڑی سی ریاء کاری بھی شرک ہے اور میرے رونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کے دوستوں کی ایذاء رب تعالیٰ سے جنگ کرنا ہے اور اللہ کے اولیاء چھپے ہوتے ہیں کہ ان کی پہچان بہت مشکل ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پڑوسیوں

دوستوں سے شکر رنجی ہو جاتی ہے، ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی ولی اللہ ہو ان کی تکلیف میرے لئے مصیبت بن جائے۔ (حضرت مُلا علی قاری علیہ الرحمتہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ حدیث قدسی میں ہے اَوْلِیَائِی تَحْتَ قَبَائِی لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِی۔ میرے ولی میری قبا میں رہتے ہیں انہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔

خیال رہے کہ اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں تکوینی ولی اور تشریعی ولی۔ تکوینی ولی جو دنیا کے سیاہ و سفید کے مالک بنا دیئے جاتے ہیں ان کی تعداد مقرر رہے۔ مگر تشریعی اولیاء اللہ کی تعداد میں جہاں چالیس متقی مسلمان جمع ہوں ان میں انشاء اللہ ایک ولی ضرور ہوتا ہے۔ اس ولی کو خود بھی خبر نہیں ہوتی کہ میں ولی اللہ ہوں مگر ہوتا ہے ولی)۔ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اُن نیکوں پرہیزگاروں چھپے ہوؤں کو کہ جب وہ غائب ہوں تو ڈھونڈھے نہ جائیں اور اگر حاضر ہوں تو بلائے نہ جائیں نہ قریب کئے جائیں (غالبًا اس سے وہی اولیائے تشریعی مُراد ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اولیائے تکوینی بھی اس میں داخل ہوں کہ اکثر ان میں سے چھپے ہوئے رہتے ہیں، کم اولیاء ایسے ہیں جنہیں مخلوق پہچانتی ہے۔ خیال رہے کہ نبوت کا اعلان ضروری ہے

مگر ولایت کا اعلان ضروری نہیں۔ اکثر اعلانِ ولایت کرنے والے خالی ہوتے ہیں۔ علماء کے لئے اعلان ضروری ہے کہ یہ نائبینِ رسُول ہیں۔ اولیاء اللہ اکثر چھپے رہتے ہیں۔ علمائے دین اسلام کی ظاہری پولیس ہیں۔ اکثر اولیاء اللہ خُفیہ پولیس۔ یہ حضرات بھی اپنے کو ولی نہیں کہتے۔ بعض اولیاء کے متعلق لوگوں کی زبان سے خود بخود نکلتا ہے یہ ولی ہے۔ ایسے اولیاء جن کی لوگوں کو پہچان نہیں ہوتی ان کی پروا نہیں کی جاتی۔ ان کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ قُلوبُھُم مَصابِیحُ الھُدیٰ۔ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہوتے ہیں۔ یعنی جیسے چراغ سے ہدایت و نُور ملتا ہے ایسے ہی ان کے دلوں، ان کی نگاہوں سے لوگوں کو ہدایت اور نُور ملتا ہے۔ یہ حضرات حقانیت اسلام کی دلیلیں ہیں۔

دینِ حق وہی ہے جس میں اولیاء اللہ ہوں، انہی کا راستہ صراطِ مستقیم ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے صِراطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ اور فرماتا ہے یَاَیُّھَا الْمُؤمِنُوْنَ اتَّقُوا اللّٰہِ وَکُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ۔ اس روایتِ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یُخرِجُوْنَ مِنْ کُلِّ غَبْرَاءَ مُظلِمَۃٍ "یہ (اولیاء) ہر تاریک گرد آلود سے نکلیں گے" (یعنی یہ اولیاء اللہ تاریک گھروں

غیر مشہور محلوں نامعلوم بستیوں سے پیدا ہوتے رہیں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ حضرات تاریک گرد و غبار والے عقائد و شبہات سے نکل جائیں گے کبھی اس میں پھنسیں گے نہیں۔ (مرقاۃ)۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہر عالمِ دین متقی ولی اللہ ہے۔ اگر متقی عالم ولی نہ ہو تو کوئی ولی ہی نہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ)۔

عُرفِ عام میں یہ ہے کہ جس سے روحانی فیوض جاری ہوں انہیں صوفیاء اولیاء کہا جاتا ہے۔ جن سے شرعی فیوض جاری ہوں انہیں علماء کہتے ہیں۔ (مرآت شرح مشکوٰۃ)۔

اولیاء تکوینی کی تعداد مقرر ہے

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق میں تین سو (۳۰۰) اولیاء ہیں کہ ان کے دل قلبِ آدم (علیہ السلام) پر ہیں۔ اور چالیس (۴۰) کے دل قلبِ موسیٰ (علیہ السلام) اور سات (۷) کے

دل قلب ابراہیم (علیہ السلام) اور پانچ کے دل قلب جبرائیل (علیہ السلام) اور تین (۳) کے دل قلب میکائیل (علیہ السلام) اور ایک کا دل قلب اسرافیل (علیہ السلام) پر ہے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جب وہ ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان تین میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل لیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سو اور تین سو کا عام مسلمین سے۔ فِیْهِمْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَیُمْطِرُ وَیُنْبِتُ وَیَدْفَعُ الْبَلَاءُ۔ انہی تین سو چھپن اولیاء کے ذریعہ خلق کی حیات و موت، مینہ کا برسنا، نباتات کا اگنا، بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔ (ابن عساکر اور ابونعیم فی الحلیہ)۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَنْ تَخْلُوا الْاَرْضُ مِنْ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا مِثْلَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ فِیْهِمْ تُسْقَوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ ○ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)۔

"زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس (۴۰) اولیاء سے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرتو پر ہوں گے، انہی کے سبب تمہیں مینہ ملے گا اور انہی کے سبب مدد پاؤ گے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ فِیْهِمْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَیُمْطِرُ وَیُنْبِتُ وَیَدْفَعُ

اَلْبَلَاءُ۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیہ)۔

اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ بِہِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضِ وَبِہِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِہِمْ تُنْصَرُوْنَ ○

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابدال میری اُمّت میں تیس (۳۰) ہیں ان ہی سے زمین قائم ہے۔ ان ہی کے وسیلے سے تمہیں بارش نصیب ہوتی ہے اور ان ہی کے وسیلے سے تمہیں مدد ملتی ہے"۔ واضح رہے کہ ولایت عامہ تمام مومنین کو حاصل ہے اس کے بعد

اولیاء خواص کے مقامات ہیں

حضرت مجدد مأۃ حاضرہ امام اہلسنت احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

سَالِحِیْنَ، سَالِکِیْنَ، قَانِتِیْنَ، وَاصِلِیْنَ۔ اس کے بعد واصلوں کے مراتب ہیں نَجَبَاء، نُقَبَاء، اَبْدَال، بُدَلَا، اَوْتَاد اِمَامِیْن، غَوث، صِدِّیْق ان کے بعد مقامِ نبی اور مقامِ رسول

ہے۔ ولایت سب کو شامل۔ (ملفوظات اعلیحضرت بریلوی)۔
بحمدہٖ تعالیٰ، نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں لکھی گئی اس شیطانی بکواس کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کا مقام ہر مومن صادق کو حاصل ہے۔ یہ کوئی ایسا مقام نہیں جو صرف بعض اولیاء اللہ ہی کو حاصل ہو۔ اور پھر اس مقام کا مفہوم بھی کچھ کا کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ تمام مومنین ومتقین بھی اولیاء اللہ ہیں۔ اولیاء اللہ کوئی الگ مخلوق نہیں۔ ہاں البتہ اولیاء کے درجات میں فرق ہو سکتا ہے۔" کی تردید قرآن و حدیث سے بطریقِ احسن کردی گئی ہے۔ اور ثابت کیا جا چکا ہے کہ تمام مومنین کی ولایت عامہ ہے۔ اور خواص اولیاء اللہ کے مناصب و مقامات الگ ہیں۔ ان کی تعداد مقرر ہے اور ان کے فضائل بھی خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیئے ہیں کہ ان ہی سے نظامِ دنیا قائم ہے۔ اس کے بعد بطور تتمہ چند وہ احادیث درج کی جاتی ہیں جن سے عند اللہ اولیاء اللہ کی شانِ محبوبیت و مقامِ مقبولیت کا ایمان افروز اظہار ہوتا ہے۔
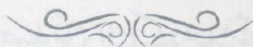
اولیاء اللہ کے حضور حاضری کی نیت کر لینا بھی موجب نجات ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَۃً وَتِسْعِیْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ یَسْأَلُ فَاَتیٰ رَاھِبًا فَسَاءَ لَہٗ فَقَالَ ھَلْ تَوْبَۃٌ قَالَ لَا فَقَتَلَہٗ فَجَعَلَ یَسْأَلُ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اِئْتِ قَرْیَۃَ کَذَا وَکَذَا فَاَدْرَکَہُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِہٖ نَحْوَھَا فَاخْتَصَمَتْ فِیْہِ مَلَائِکَۃُ الرَّحْمَۃِ وَمَلَائِکَۃُ الْعَذَابِ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلیٰ ھٰذِہٖ اَنْ تَقَرَّبِیْ وَاَوْحیٰ اِلیٰ ھٰذِہٖ اَنْ تَبَاعَدِیْ وَقَالَ قِیْسُوْا مَا بَیْنَھُمَا فَوَجَدَ اِلیٰ ھٰذِہٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغَفَرَلَہٗ۔

(صحیح بخاری ص ۴۹۳ جلد اول۔)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جو ننانوے (۹۹) انسانوں کو قتل کر چکا تھا۔ پھر اپنے کئے پر نادم ہو کر لوگوں سے پوچھتا پھرتا تھا کہ میں کس کے پاس حاضر ہو کر توبہ کروں تو وہ ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے

اپنے جرائم کا ذکر کر کے پوچھا۔ کیا میرے لئے توبہ کی کچھ گنجائش ہے؟ راہب بولا نہیں تو اس نے اس راہب کو بھی قتل کر ڈالا۔ اور پھر لوگوں سے اپنے جرائم کی بخشش کے متعلق پوچھتا پھرا۔ ایک شخص نے اس سے کہا تُو فلاں قصبہ میں جا کہ وہاں ایسا صالح مرد ہے جہاں تیری توبہ قبول ہو جائے گی۔ یہ سُن کر وہ اس قصبہ کی طرف روانہ ہوا۔

لیکن راستے ہی میں اُسے موت آپہنچی اور وہ زمین پر گرا اور اس نے اسی حالت میں اپنے سینہ کے بل اس قصبہ کی طرف خود کو گھسیٹا، اس کے مرنے کے بعد رحمت کے فرشتے اس کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ چونکہ یہ آدمی فلاں صالح مرد کے ہاں جا رہا تھا اس لئے یہ رحمت کا مستحق ہے اور عذاب کے فرشتوں کا کہنا تھا کہ چونکہ یہ آدمی اس صالح مرد کے حضور پہنچا نہیں اس کے جرائم ابھی معاف نہیں ہوئے اس لئے یہ عذاب کا سزاوار ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس قصبہ کی زمین کو حکم فرمایا کہ میّت کے قریب ہو جا۔ اور دوسری طرف کی زمین کو حکم فرمایا کہ تو اس میّت سے دُور رہو جا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب سے فرمایا کہ دونوں طرف کے فاصلے کی پیمائش کرو جب

انہوں نے پیمائش کی تو میت اس قصبہ کی جانب بالشت بھر قریب نکلی اس پر اس کی مغفرت کر دی گئی۔

اولیاء اللہ وفات کے بعد زمین میں گشت کرتے اور جہاں چاہیں سیر کرتے ہیں

امام عبداللہ بن مبارک و ابوبکر بن شیبہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں اور طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم مستدرک اور ابونعیم حلیہ میں (رحمتہ اللہ علیہم) بہ سندِ صحیح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم سے مرفوعاً روایت فرماتے ہیں۔ اِنَّ الدُّنیا جَنَّۃُ الکَافِرِ وَسِجۡنُ الۡمُؤمِنِ وَاِنَّمَا مِثۡلُ الۡمُؤمِنِ حِیۡنَ تَخۡرُجُ نَفۡسُہٗ کَمَثَلِ رَجُلٍ کَانَ فِیۡ سِجۡنٍ فَاُخۡرِجَ مِنۡہُ فَجَعَلَ یَتَقَلَّبُ فِی الۡاَرۡضِ وَیَتَفَسَّحُ فِیۡھَا۔ بے شک دنیا کافر کی جنت اور مسلمان کا قید خانہ ہے اور ایمان والے کی جب جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قید خانے میں تھا اب اس سے نکال دیا گیا کہ زمین میں گشت کرتا اور بافراغت چلتا پھرتا ہے وَلَفۡظُ اَبُوۡبَکۡرٍ ھٰذَا الدُّنۡیَا سِجۡنُ الۡمُؤمِنِ وَجَنَّۃُ الۡکَافِرِ فَاِذَا مَاتَ الۡمُؤمِنُ یُخۡلٰی سِرۡبُہٗ یَسۡرَحُ حَیۡثُ شَآءَ۔ دنیا مسلمان کا قید خانہ

اور کافر کی بہشت ہے۔ جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ
کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے سیر کرے۔"

”راہِ ایمان“

(جلد سوم)

ردِ تفسیر

نجدیہ سعودیہ وہابیہ

اظہار معجزہ وکرامت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیاء عظام کا ارادہ واختیار اور حکم شامل ہوتا ہے

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں لکھا گیا ہے کہ معجزہ انبیاء کے اختیار سے نہیں ہوتا اور کراماتِ اولیاء اللہ کا انکار کیا گیا ہے

پ ۲۰ ـــــــ تفسیر نجدی صہ ۱۰۷۹ ـــــــ سورۂ القصص

آیت مبارکہ :۔ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓي اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۔

ترجمہ نجدی :۔ ” اور یہ (بھی آواز آئی) کہ اپنی لاٹھی ڈال دے پھر جب اسے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح پھن پھنا رہی ہے تو پیٹھ پھیر کر اور مڑ کر رخ بھی نہ کیا۔ ہم نے کہا ” اے موسیٰ ! آگے آ، ڈر مت یقیناً تو ہر طرح امن والا ہے “۔

تفسیر نجدی :۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا وہ معجزہ ہے جو کوہِ طور پر نبوت پر سرفراز کیے جانے کے بعد ان کو ملا۔ چونکہ معجزہ خرق عادت معاملے کو کہا جاتا ہے یعنی جو عام عادات اور اسباب ظاہری کے خلاف ہو ایسا معاملہ چونکہ اللہ کے حکم اور مشیت سے ظاہر ہوتا ہے کسی بھی انسان کے اختیار سے نہیں چاہے وہ جلیل القدر پیغمبر اور نبی مقرب ہی کیوں نہ ہو۔ الخ

آیت مبارکہ :۔ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللهِ ۔

ترجمہ نجدی :۔ اور کسی رسول کا یہ مقدور نہ تھا کہ کوئی معجزہ اللہ کی اجازت کے بغیر لاسکے"۔

تفسیر نجدی :۔ آیت سے مراد یہاں معجزہ اور خرقِ عادت واقع ہے جو پیغمبر کی صداقت پر دلالت کرے ۔ کفار پیغمبروں سے مطالبے کرتے رہے کہ ہمیں فلاں فلاں چیز دکھاؤ جیسے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے کفّارِ مکہ نے کئی چیزوں کا مطالبہ کیا جس کی تفصیل سورۂ بنی اسرائیل آیت ۹۰-۹۳ میں موجود ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ نہیں تھا کہ وہ اپنی قوموں کے مطالبے پر ان کو کوئی معجزہ صادر کرکے دکھلا دے ۔ یہ صرف ہمارے اختیار میں تھا، بعض نبیوں کو تو ابتداء ہی سے معجزے دے دیئے گئے تھے ، بعض قوموں کو ان کے مطالبے پر معجزہ دکھلایا گیا اور بعض کو مطالبے کے باوجود نہیں دکھایا گیا ۔ ہماری مشیت کے مطابق اس کا فیصلہ ہوتا تھا ۔ کسی نبی کے ہاتھ میں یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ جب چاہتا معجزہ صادر کرکے دکھلا دیتا ۔ اس سے ان لوگوں کی واضح تردید ہوتی ہے جو بعض اولیاء کی طرف یہ باتیں منسوب کرتے ہیں کہ وہ جب چاہے اور جس طرح کا چاہے خرق عادت امور کا اظہار کر دیتے تھے ۔ جیسے

شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے بیان کیا جاتا ہے۔ یہ سب من گھڑت قصے کہانیاں ہیں۔ جب اللہ نے پیغمبروں کو یہ اختیار نہیں دیا جن کو اپنی صداقت کے ثبوت کے لئے اس کی ضرورت بھی تھی تو کسی ولی کو یہ اختیار کیوں کر مل سکتا ہے؟ بالخصوص جب کہ ولی کو اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ نبی کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے معجزہ ان کی ضرورت تھی لیکن اللہ کی حکمت و مشیت اس کی مقتضی نہ تھی۔ اس لئے یہ قوت کسی نبی کو نہیں دی گئی۔ ولی کی ولایت پر ایمان رکھنا ضروری نہیں ہے اس لئے انہیں معجزے اور کرامات کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ یہ اختیار بلا ضرورت کیوں عطا کر سکتا ہے؟
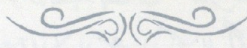
آیت مبارکہ:۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

ترجمہ نجدی:۔ اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہے چن لیتا ہے، ان میں سے کسی کو کوئی اختیار نہیں اللہ ہی کے لئے پاکی ہے وہ بلند تر ہے ہر اس چیز سے کہ لوگ شریک کرتے ہیں۔"

تفسیر نجدی:۔ یعنی اللہ تعالیٰ مختار کل ہے اس کے مقابلے میں کسی کو سرے سے کوئی اختیار ہی نہیں، چہ جائیکہ کوئی مختار کل ہو۔"

ردِ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اظہارِ معجزات وکرامات میں انبیاء واولیاء کا ارادہ واختیار اور حکم شامل ہوتا ہے!

واضح ہو کہ نبی سے خرق عادت واقع ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں، ولی اللہ سے ہو تو کرامت۔ ولی کی کرامت بھی اس کے نبی کا معجزہ ہوتا ہے۔ خرق عادت حقیقتہً اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خارق عادت فعل جو نبی کی تصدیق کے لئے نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو معجزہ کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خارق عادت فعل جو ولی کی شان و کرامت کے اظہار کے لئے واقع ہو کرامت کہلاتا ہے۔

خوارقِ انبیاء و اولیاء یعنی معجزات و کرامات جس طرح اسبابِ عادیہ ظاہرہ سے متعلق نہیں ہوتے بالکل اسی طرح ان کا تعلق اسبابِ خفیہ سے بھی نہیں ہوتا بلکہ ہر قسم کے اسباب کے بغیر اللہ تعالیٰ انہیں ظاہر فرماتا ہے اور یہی خرقِ عادت ہے۔ نبوت کا سلسلہ ختم ہو جانے کے ساتھ معجزات کا سلسلہ تو ختم ہو گیا لیکن کرامات کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

معجزات تین قسم کے ہوتے ہیں:۔

۱۔ غیر اختیاری لازمی۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا حُسن۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی اور حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے پسینہ مُبارک کی خوشبو۔ وغیرھم!

۲۔ عارضی اختیاری معجزات۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا کہ جب پھینکا سانپ بن گیا، اور یدِ بیضاء۔

۳۔ عارضی غیر اختیاری۔ جیسے آیاتِ قرآن مجید کا نزول۔

نجدی وہابی انبیاء علیہم السلام کو پتھر کی مانند جامد مجبورِ مطلق جانتے ہیں!

بقول اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نجدی وہابی شیطانی توحید کے زعم باطل میں انبیاء کرام علیہم السلام کو پتھر کی مانند جامد، عاجز محض اور مجبور مطلق جانتے ہیں کہ ہلانے والا محض اپنے قسری (یعنی زبردستی) کے ارادے سے اُن کے اختیار عطائی کے توسط کے بغیر اپنے ارادے کے موافق اُن کی خواہش کے بغیر ہلا دے تو ہل جائیں ورنہ مجبور پڑے رہیں۔" (الامن والعلیٰ)

وہ مطلقاً بے علم، بے اختیار، بے ارادہ، اور بے مشیت ہیں۔ انہیں کوئی قدرت حاصل نہیں وہ اپنی جان کے لئے بھی نفع ونقصان کے مالک نہیں۔ اور نہ ہی وہ کسی کو نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں۔" لیکن

ارشاداتِ خدا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ بعطائے الٰہی انبیاء اظہارِ خوارق و ادراکِ غیب میں مختار ہیں!

صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین، تبع تابعین، مفسرین و محدثین اور تمام علمائے حق کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اظہارِ خوارق وادراکِ غیب کے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ اظہارِ معجزات میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حکم اور ارادہ بھی شامل ہوتا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ (پ ۲۳ ع ۱۲)۔

"تو ہم نے ہوا اس کے (سلیمان علیہ السلام کے) بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی (فرمانبردارانہ طریقے سے) جہاں وہ چاہتا"

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام جہاں چاہتے تھے ہوا ان کے حکم سے چلتی تھی۔ یعنی ان کے تخت کو لے جاتی تھی۔

اس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کا اظہارِ معجزہ میں ارادہ اور قدرتِ تصرّف اور اختیار اور حکم شامل ہوتا ہے!

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ

يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝

سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔ (ملکہ سبا بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضور حاضر ہونے کے لئے اپنا تخت اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفل کر دیئے اور ان پر پہرہ دار مقرر کر دیئے۔ ایک لشکر گراں لے کر آپ کی طرف روانہ ہوئے جب اتنی قریب پہنچ گئے کہ حضرت سے صرف ایک فرسنگ کا فاصلہ رہ گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے درباریوں سے مندرجہ بالا حکم فرمایا۔)

ایک بڑا خبیث جنّ بولا کہ میں وہ تخت خدمتِ حضور میں حاضر کر دوں گا۔ قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں۔ (اور آپ کا اجلاس صبح سے دوپہر تک ہوتا تھا۔) اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے جلدی چاہتا ہوں۔) قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ (پ ۱۹ ع ۱۸)۔

اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا (یعنی آپ کے وزیر آصف بن برخیا جو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جانتے تھے) "کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے"۔

واضح رہے کہ حضرت آصف بن برخیا علیہ الرحمۃ نبی نہیں تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اُمّتی و ولی اللہ تھے۔ اس آیتِ مُبارکہ سے ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کو بھی بہ تبعیّت انبیاء علیہم السلام بہ عطائے الٰہی اظہارِ کرامت میں ارادہ واختیار اور قدرتِ تصرف حاصل ہے۔ لیکن تفسیر نجدیہ سعودیہ میں انبیاء علیہم السلام کو اظہارِ معجزہ میں اور اولیاء کرام کو اظہارِ کرامت میں ارادہ واختیار حاصل ہونے کا بڑے توہین آمیز انداز میں بار بار انکار کیا جا رہا ہے۔

اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تفسیر نجدیہ سعودیہ میں قرآن کی تفسیر کے نام سے ارشاداتِ قرآن وحدیث میں بے دھڑک تحریف کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نجدیہ وہابیہ کی ان شیطانی فریب کاریوں سے بچائے۔ آمین!

اظہارِ معجزہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ارادہ واختیار شامل ہے

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا۔ اِذْھَبُوْا بِقَمِیْصِیْ ھٰذَا فَاَلْقُوْہُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا (پ ۱۳ ع ۴)۔

''میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو اُن کی آنکھیں کھل جائیں گی''۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ (پ ۱۳، ع ۳-۴)

''پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں''۔ یعنی آنکھوں میں نظر لوٹ آئی۔ نابینا سے بینا ہو گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے معجزات کا بیان اس طرح فرمایا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اُمتیوں سے فرمایا:۔ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ (پ ۳ ع ۱۳)۔

''میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں (جو میرے دعوائے نبوت کے صدق کی دلیل ہے) تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک

مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو (جس کا برص عام اور لاعلاج ہو گیا ہو۔) اور میں مُردے جلاتا ہوں (زندہ کرتا ہوں) اللہ کے حکم سے اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو،، لیکن میں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیار و قدرتِ تصرف کے تحت باذن اللہ کرتا ہوں۔

جانداروں کو پیدا کرنا، مادر زاد اندھوں کو بینا کرنا۔ برص لاعلاج شدہ کو شفاء دینا، مُردوں کو زندہ کرنا اور لوگوں کو ان کے کھانے اور گھروں میں جمع کی گئی چیزوں کا بتانا یعنی غیب کی خبریں دینا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان صفات کو اپنے لئے بیان فرماتے ہیں۔ کہ اللہ کے حکم سے میں یہ سب کچھ کرتا ہوں۔ اس سے واضح ہوا کہ اگر نبی سے صفاتِ الٰہی کا ظہور ہو تو معجزہ کہلاتا ہے اور ولی سے صفاتِ الٰہی کا ظہور ہو تو اسے کرامت کہا جاتا ہے۔ تاہم معجزہ و کرامت اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے ظہور پذیر ہوتا ہے اور جس نبی سے کوئی معجزہ صادر ہو اس میں نبی کا ارادہ و اختیار بھی شامل ہوتا ہے۔ اور جس ولی سے

کوئی کرامت صادر ہو اس میں اس ولی کا اختیار اور ارادہ شامل ہونا قرآن مجید سے صریحاً ثابت ہے۔ جیساکہ گزشتہ بیان میں واضح کیا جا چکا ہے۔

نجدی سعودی نام نہاد تفسیر میں قرآن کے ارشادات کے برعکس جو لکھا گیا ہے کہ معجزہ اللہ کے حکم اور مشیت سے ظاہر ہوتا ہے کسی بھی انسان کے اختیار سے نہیں چاہے وہ جلیل القدر پیغمبر اور نبی مقرب ہی کیوں نہ ہو"۔

یہ نری بکواس ہے۔ شیطان کے گوز مارنے کے مترادف ہے۔ قرآن کا صریحاً انکار ہے۔

نجدی سعودی تفسیر ص۱۰۷۹ میں لکھا گیا ہے" چونکہ معجزہ خرق عادات معاملے کو کہا جاتا ہے یعنی جو عام عادات اور اسباب ظاہری کے خلاف ہو ایسا معاملہ چونکہ اللہ کے حکم اور مشیت سے ظاہر ہوتا ہے کسی بھی انسان کے اختیار سے نہیں چاہے وہ جلیل القدر پیغمبر اور نبی مقرّب ہی کیوں نہ ہو"۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نجدی تفسیر لکھنے لکھانے والے تعلیمات قرآن وحدیث کے منکر ہیں یہ بدبخت قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار ہیں۔ صراطِ مستقیم سے بھٹک چکے ہیں۔ شیطانی توحید کے علمبردار ہیں۔ انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء اللہ کے

دشمن جہنمی ہیں اور نام نہاد تفسیر قرآن (جو کہ حقیقتہً تحریفِ قرآن ہے) تقسیم کر کے عام مسلمانوں کو بھی توحیدِ شیطانی کے پرستار جہنمی بنا دینے کی کوشش میں ہیں۔

گزشتہ صفحات میں قرآن مجید سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اظہارِ معجزہ میں بعطائے الٰہی مختار ہیں۔ اظہارِ معجزات میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حکم اور ارادہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اب آئندہ صفحات میں ایسی احادیث درج کی جا رہی ہیں جن سے یہ مسئلہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ يَا عَائِشَةَ لَوْشِئْتَ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالَ الذَّهَبِ اَلْحَدِيْثُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ (مشکوٰۃ)۔

حضرت اُمّ المومنین عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ اس فرمانِ عالی سے

معلوم ہوا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم جو چاہیں اللہ تعالیٰ وہی کردے۔

حضور کے بلانے پر درخت زمین چیرتا ہوا آیا اور تین بار گواہی دی!

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اِعْرَابِیٌّ فَلَمَّا دَنٰی قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ وَمَنْ یَّشْهَدُ عَلٰی مَا تَقُوْلُ قَالَ ھٰذِہِ السَّلَمَۃُ فَدَعَاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِیْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰی قَامَتْ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاسْتَشْهَدَھَا ثَلَاثًا فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا اِنَّہٗ کَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰی مَنْبَتِھَا رَوَاہُ الدَّارِمِیْ (مشکوٰۃ)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدوی آیا جب قریب ہوا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

وہ بولا جو آپ کہتے ہیں اس پر گواہی کون دیتا ہے؟ فرمایا۔" یہ درخت خاردار (یعنی ببول، کیکر) اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ جنگل کے کنارے پر تھا وہ زمین چیرتا ہوا آیا حتیٰ کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر اس سے حضور نے تین بار گواہی لی اس نے تین بار گواہی دی۔ (یہ گواہی وہ بدوی اپنے کانوں سے سُن رہا تھا۔ اس کا آنا جانا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ بدوی نے حضور سے ایک معجزہ مانگا تھا۔ حضور انور نے اُسے دو معجزات دکھلائے، درخت کا آنا جانا اور گواہی دینا۔

حضور کے حکم پر کھجور کا خوشہ درخت سے اُترا، گواہی دے کر پھر درخت پر جا لگا

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اِعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّکَ نَبِیٌّ قَالَ اِنْ دَعُوْتُ ھٰذَا الْعِذْقَ مِنْ ھٰذِہِ النَّخْلَۃَ یَشْھَدُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَۃِ حَتّٰی سَقَطَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ثُمَّ قَالَ اِرْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِیُّ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیْ (مشکوٰۃ)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک
دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا بولا میں کیسے
پہچانوں کہ آپ نبی ہیں (یعنی مجھے کوئی معجزہ دکھائیں جس سے میں
آپ کی نبوت پہچان لوں) فرمایا اگر میں اس خوشہ کو اس درخت
سے بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا۔
حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گر گیا پھر فرمایا لوٹ جا،
وہ لوٹ گیا۔

(یعنی اس خوشہ کی کھجوریں ایک ایک کر کے آپ کے دامن
میں گریں پھر اسی طرح اوپر اٹھ گئیں اور اپنے خوشہ سے لگ گئیں۔
اُن کا یہ آنا جانا ہی گویا ان کی گواہی تھا) یہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔

اظہارِ معجزہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کامل حاصل ہے

عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ طَبَخْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِدْرًا وَکَانَ یُعْجِبُہُ الذِّرَاعَ فَنَاوَلْتُہُ، اَلذِّرَاعَ
ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِیْ الذِّرَاعَ فَنَاوَلْتُہٗ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِیْ الذِّرَاعَ فَقُلْتُ
یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَمْ لِلشَّاۃِ مِنْ ذِرَاعٍ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ
لَوْسَکَتَّ لَنَاوَلْتَنِیْ الذِّرَاعَ بَعْدَ ذِرَاعٍ مَادَعَوْتُ (شمائل ترمذی)

بیھقی، ابو یعلیٰ)۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ہانڈی پکائی۔ آپ بازو پسند فرماتے تھے۔ میں نے آپ کو بازو دیا۔ پھر فرمایا مجھے اور بازو دو میں نے دیا پھر فرمایا مجھے اور بازو دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم بکری کے کتنے بازو ہوتے ہیں (یعنی دو ہی بازو ہوتے ہیں اور وہ میں نے آپ کو پیش کر دیئے) تو آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر تُو خاموش رہتا تو جب تک میں تجھے کہتا رہتا تُو دیتا رہتا۔

یعنی ہانڈی میں سے میرے کہتے رہنے تک بکری کے بازو پیدا ہوتے رہتے اور نکلتے رہتے کبھی ختم نہ ہوتے۔

ع اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی!

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دفعِ بلاؤ اَلَم وعطائے شفاؤ صحت کا اختیار حاصل ہے

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَھْطًا

اِلٰی اَبِی رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَتِیْکٍ بَیْتِہٖ لَیْلًا وَ
ھُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَہٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَتِیْکٍ فَوَضَعْتُ السَّیْفَ
فِیْ بَطْنِہٖ حَتّٰی اَخَذَ فِیْ ظَھْرِہٖ فَعَرَفْتُ اَنِّیْ قَتَلْتُہٗ فَجَعَلْتُ
اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ حَتّٰی اِنْتَھَیْتُ اِلٰی دَرَجَۃٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِیْ
فَوَقَعْتُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُقْمِرَۃٍ فَانْکَسَرَتْ سَاقِیْ فَعَصَبْتُھَا بِعِمَامَۃٍ
فَانْطَلَقْتُ اِلٰی اَصْحَابِیْ فَانْتَھَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُہٗ فَقَالَ ابْسُطْ رِجْلَکَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَھَا
فَکَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَکِھَا قَطُّ رواہ البخاری (مشکوٰۃ)۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع (دشمنِ رسول یہودی کو قتل کرنے کے لئے) ایک جماعت بھیجی تو اس پر حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ رات میں اسکے گھر میں گھس گئے وہ سو رہا تھا۔ (حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ چاندنی رات میں اپنی جماعت کو باہر چھوڑ کر ایک حیلہ سے اکیلے اس کے بالا خانے پر چڑھ گئے اور) آپ نے اُسے قتل کر دیا۔ عبد اللہ بن عتیک کہتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار رکھی حتیٰ کہ وہ اُس کی پیٹھ میں گزر گئی۔ میں سمجھ گیا کہ میں نے اُسے قتل کر دیا۔ پھر میں دروازے کھولنے لگا۔ حتیٰ کہ میں آخری سیڑھی تک پہنچ گیا (اور سمجھا کہ زمین تک پہنچ گیا

ہوں لیکن ابھی ایک سیڑھی باقی تھی) میں نے اپنا پاؤں رکھا تو میں چاندنی رات میں گر گیا۔ میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ (یعنی چونکہ میرا پاؤں غلط پڑا میں سمجھا کہ زمین پر پاؤں رکھ رہا ہوں میں بے ڈھب گرا اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس زمانے میں اس کا کوئی علاج ہی نہیں تھا۔) میں نے پگڑی سے اس کی پٹی باندھ دی۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا، میرے ساتھی مجھے اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے گئے، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچا تو میں نے آپ کو خبر دی تو فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو گویا میں نے کبھی اس کی شکایت نہ کی تھی۔ (یعنی گویا میری پنڈلی کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی)۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارِ اعجاز کا شاندار مظاہرہ

جنگِ خندق کے موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ انور پر بھوک کے آثار دیکھے تو فرماتے ہیں۔ فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا فَأَخْرَجَتْ جِرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ فَسَارَرْتُہٗ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ذَبَحْنَا بُھَیْمَۃً لَنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ فَصَاحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَھْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَیَّ ھَلًا بِکُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَکُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِیْنَتَکُمْ حَتّٰی اَجِیْئَ وَجَاءَ فَاَخْرَجْتُ لَہٗ عَجِیْنًا فَبَصَقَ فِیْہِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰی بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ اُدْعُ خَابِزَۃً فَلْتَخْبِزْ مَعَكَ وَاقْدَحِیْ مِنْ بُرْمَتِکُمْ وَلَا تُنْزِلُوْھَا وَھُمْ اَلْفٌ فَاُقْسِمُ بِاللّٰہِ لَاَکَلُوْا حَتّٰی تَرَکُوْہُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ کَمَا ھِیَ وَاِنَّ عَجِیْنَنَا لَیُخْبَزُ کَمَا ھُوَ۔ (صحیح مسلم وصحیح بخاری)۔

میں اپنی بیوی کی طرف گیا میں نے کہا یہ کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بھوک دیکھی ہے، تو اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع (چار کلو) جو تھے اور ہمارے پاس بکری کی پٹھیا تھی۔ (بہت چھوٹی سی بکری) میں نے اُسے ذبح کیا۔ میری بیوی نے جو پیسے حتی اکہ ہم نے گوشت ہانڈی میں ڈالا۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آیا۔ میں نے آپ سے چپکے سے سرگوشی کی عرض کیا۔ یارسول اللہ! ہم نے اپنا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میں اور میری بیوی نے ایک صاع جو

پیسے ہیں۔ (یعنی ہمارے گھر میں کھانا تھوڑا سا ہے اس لئے میں حضور کے کان میں یہ دعوت عرض کر رہا ہوں۔) حضور آپ اور آپ کے ساتھ چھوٹی سی جماعت تشریف لائیں۔ (نفر، دس سے کم جماعت پر بولا جاتا ہے۔) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ اے خندق والو! جابر نے کھانا تیار کیا ہے چلو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ہانڈی نہ اُتارنا اور اپنے آٹے کی روٹی پکانا شروع نہ کرنا حتیٰ کہ میں آجاؤں۔ پھر حضور تشریف لائے تو ان کے سامنے آٹا پیش کیا۔ حضور انور نے آٹے میں لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی۔ پھر ہماری ہانڈی کی طرف توجہ فرمائی۔ اس میں بھی لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی۔ پھر فرمایا ایک اور روٹی پکانے والی کو بُلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹیاں پکائے۔ اور اپنی ہانڈی سے شوربا نکالو (یہ خطاب حضرت جابر کی بیوی رضی اللہ عنہما سے ہے۔) "چولہے" سے ہانڈی نہ اُتارو۔ مجاہدین ایک ہزار تھے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ان سب نے کھایا حتیٰ کہ کھانا چھوڑ دیا اور لوٹ گئے حالانکہ ہماری ہانڈی جیسی تھی ویسی ہی جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا جیسا کہ تھا پکایا جا رہا تھا۔

جن روایات میں چودہ سو (۱۴۰۰) کا ذکر ہے وہاں مُراد یہ ہے کہ ایک ہزار تو خندق کھودنے والے مجاہدین تھے اور چار سو وہ

حضرات تھے جو مدینہ منورہ کے گھروں بازاروں میں سے آ گئے
تھے۔ بچے اور خواتین بھی اس دعوت میں شامل کرلی گئیں۔ غرض
کہ کھانے والوں کے میلے لگ گئے تھے۔ خوش نصیب تھے وہ
لوگ جو اس برکت والے کھانے سے مشرف ہوئے۔

مدینہ منورہ کے بازار میں ایک سبزی فروش اپنی سبزی پر پانی
چھڑک رہا تھا اور کہہ رہا تھا "یَا بَرَکَۃَ النَّبِیِّ تَعَالَ وَانْزِلْ ثُمَّ
لَا تَرْتَحِلْ" اے نبی کی برکت آجا، یہاں سما جا، پھر یہاں سے
نہ جا۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ از حضرت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی (قدسنا
اللہ باسرارہ العزیز)۔

اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سب کو کھانا
کھلایا بعد میں گھر والوں کے ساتھ مل کر خود کھایا اور حضور واپس لوٹے
تو حضرت جابر کا گھر روٹیوں اور بوٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔

اس واقع میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعاب دہن کے
بہت سے معجزات ہیں۔ گوشت کی بوٹیوں میں برکت و کثرت اور
شوربے کے پانی میں برکت و کثرت، شوربے کے نمک مرچ مصالحہ،
و گھی میں برکت و کثرت، آٹے میں برکت و کثرت جن لکڑیوں سے
یہ چیزیں پکائی گئیں ان میں برکت و کثرت روٹی پکانے والی
کے ہاتھوں میں برکت و کثرت طاقت ..... ورنہ اتنی بڑی

جماعت کی دعوت کے لئے کئی من گوشت، آٹا اور مرچ نمک مصالحہ بڑی مقدار میں چاہیئے، اتنی روٹیاں پکانے کے لئے بہت پکانے والے اور بہت تنور چاہئیں۔ جیساکہ شادی بیاہ کی دعوتوں میں بڑے پیمانے پر انتظام کیا جاتا ہے۔ (مرآت شرح مشکوٰۃ از قاضی مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ)۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "اَھلُ مَکَّۃَ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمْ اَنْ یُّرِیَھُمْ اٰیَۃً فَاَرٰاھُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْحِرَاءً بَیْنَھُمَا (صحیح بخاری جلد اول ص۵۴۶)

مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے انہیں دکھا دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا۔ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَھْدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیہِ وَسَلَّمْ فِرْقَتَیْنِ فِرْقَۃً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَۃً دُوْنَہٗ (بخاری جلد ۲ ص۲۱)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک

ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا پہاڑ کے نیچے۔

حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین جانتے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت تصرّف عطا کر رکھی ہے کہ وہ اُنگلی کے اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کر سکتے ہیں۔ اسی لئے حضور نے چاند کو انگلی سے اشارہ فرمایا اور چاند فوراً دو ٹکڑے ہو گیا۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود میں یہ قدرت تصرّف نہ پاتے تو کفارِ مکہ کے سوال کے جواب میں معجزہ دکھانے سے انکار کر دیتے، صاف فرما دیتے کہ میں یہ نہیں کر سکتا۔

انگشتانِ مُبارک سے پانی کے چشمے جاری فرما دیئے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَۃِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ یَدَیْہِ رَکْوَۃٌ فَتَوَضَّأَ مِنْھَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَہٗ قَالُوْا لَیْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّاُ بِہٖ وَ نَشْرَبُ اِلَّا مَا فِیْ رَکْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ فِی الرَّکْوَۃِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَفُوْرُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّاْنَا قِیْلَ لِجَابِرٍ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ لَوْ کُنَّا مِاَئَۃَ اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشْرَۃَ مِاَئَۃً (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ لوگ

حدیبیہ کے دن پیاسے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ایک ڈول تھا جس سے حضور نے وضو کیا، پھر لوگ اُس طرف دوڑ پڑے۔ بولے ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضو کریں اور پئیں سوا اس پانی کے جو آپ کے ڈول میں ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا ہاتھ اس ڈول میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا۔ (حضرت جابر) نے فرمایا کہ ہم نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر سے کہا گیا کہ تم کتنے تھے؟ فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو پانی کافی ہوتا۔ ہم پندرہ سو (۱۵۰۰) تھے"۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ یہ بتا رہے ہیں کہ ہم اس دن پندرہ سو تھے۔ مگر پانی کے جوش اور کثرت کا یہ عالم تھا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی سب کے پینے اور وضو وغسل کو کافی ہوتا۔ واضح رہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو تمام حاجات کے حاجت روا اور ہر مشکل کے مشکل کشا جانتے تھے۔ اسی لئے پانی کی درخواست کرنے حضور کی طرف دوڑ کر گئے اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلم بھی خود کو مخلوق کے حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے تھے۔ حضور نے اپنے ارادہ واختیار کو اجاگر کرنے کی خاطر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یہ فرما کر مایوس نہ کیا کہ اگر تمہارے پاس پانی نہیں

تو براہِ راست اللہ سے مانگو میرے پاس کیوں آئے ہو؟ میں پانی تمہیں کہاں سے لاکر دُوں۔ اور اپنے اختیارِ اعجاز کا اظہار فرمایا اور اپنے ہاتھ مبارک کی اُنگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کر کے سب کو سیراب فرما دیا۔ صلی اللہ علیہ والہٖ وصحبہٖ وسلّم!

حضورؐ نے مجاہد صحابیؓ کے گہرے زخم کو شفایاب فرمادیا

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ قَالَ رَاَیْتُ اَثَرَ ضَرْبَۃٍ فِیْ سَاقِ سَلْمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ فَقُلْتُ یَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا ھٰذِہِ الضَّرْبَۃُ قَالَ ضَرْبَۃٌ اَصَابَتْنِیْ یَوْمَ خَیْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِیْبَ سَلْمَۃُ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِیْہِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَکَیْتُھَا حَتَّی السَّاعَۃِ۔ (صحیح بخاری)

روایت ہے حضرت یزید ابن ابی عبید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں ایک چوٹ کا اثر دیکھا تو میں نے کہا اے ابومسلم یہ چوٹ کیسی ہے؟ (یعنی یہ زخم کہاں اور کب لگا تھا) انہوں نے فرمایا یہ وہ چوٹ ہے جو مجھے خیبر کے دن لگی تھی تو لوگوں نے کہا سلمہ شہید ہو گئے پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے تین بار دم فرمایا (حضور کے دم فرماتے ہی زخم ٹھیک ہو گیا) تو مجھے

اس وقت تک تکلیف نہیں ہوئی۔ یعنی پھر مجھے کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

بفضلہٖ تعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں لکھی گئی اس گمراہ کُن بکواس کہ "معجزہ اللہ کے حکم اور مشیت سے ظاہر ہوتا ہے کسی بھی انسان کے اختیار سے نہیں چاہے وہ جلیل القدر پیغمبر اور نبی مقرب ہی کیوں نہ ہو الخ"۔ کی تردید اگرچہ قرآن وحدیث سے بخوبی کی جاچکی ہے تاہم فقیر اس سلسلہ میں مزید چند ایمان افروز روایاتِ حدیث درج کردینا مناسب سمجھتا ہے تاکہ مسلمانوں پر نجدیہ وہابیہ کے انبیاء واولیاء سے بغض وعناد کی بناء پر ان کی تفسیر قرآن کے نام پر تحریفِ قرآن اچھی طرح واضح ہوجائے اور مسلمان گمراہی سے بچ سکیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار اور قدرتِ تصرّف کی شان کا اعجاز

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو جنگ کے دوران آنکھ میں تیر لگا۔ آنکھ کا ڈھیلا پھوٹ گیا اور ان کے رخسار پر لٹک گیا۔ لوگوں نے اس لٹکے ہوئے ڈھیلے کو کاٹ دینا چاہا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لئے بغیر مت کاٹو۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت طلب

کی گئی تو حضور نے فرمایا مت کاٹو۔ پھر حضور نے اپنی ہتھیلی اس لٹکے ہوئے ڈھیلے پر رکھ کر (خانۂ چشم میں) دبا دیا تو وہ ڈھیلا پہلے کی طرح ٹھیک ہو گیا۔ اور ان کی یہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن ہو گئی۔،،

اس حدیث کو امام بغوی اور امام ابویعلیٰ نے روایت فرمایا اور دارِ قطنی اور ابن شاہین نے روایت کیا۔ امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور حافظ الحدیث ہیثمی نے "مجمع الزوائد" جلد چہارم صـ۲۹۷ میں اور حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کٹے ہوئے بازو کو بدن سے جوڑ دیا!

غزوۂ بدر میں جنگ کے دوران عکرمہ بن ابوجہل نے حضرت معاذ بن عمرو بن الجموح کے کندھے پر تلوار کا وار کیا جس سے ان کا بازو کٹ کر کھال سے لٹک گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اسی حال میں لڑنے لگا۔ کٹا ہوا بازو میری پشت پر لٹک رہا تھا، لڑنے میں مُخل ہوا تو میں نے اس پر پاؤں رکھ کر کھینچا اور جسم سے الگ کر دیا۔

مواہب اللدنیہ میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس

بازو کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے جیسا

کہ حضرت قاضی عیاض نے محدث ابنِ وہب رضی اللہ عنہ سے

روایت فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لٹکے ہوئے بازو

کو اس کے مقام پر رکھ کر اس پر اپنا لعابِ دہن مبارک لگا دیا تو

وہ بازو (پہلے کی طرح) جڑ گیا اور صحیح و درست ہوگیا۔ یہ واقعہ

امام محدث زرقانی نے بیان کیا۔ ابن اسحاق کی اسناد اور طریقہ حاکم

سے۔ علیہم الرحمۃ اجمعین۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے کھجور کی لکڑی عمدہ فولادی تلوار بن گئی

اِنکسر سَیفِ سلمۃَ بن اَسلمُ بن حریش یوم بدرٍ

فبقِی اعزلَ الاسلاح معہٗ عطاہٗ رسول اللہِ صلّی اللہ علیہٖ

وسلّم کان فِی یدِہٖ مِن عراجینِ ابن طاب فقال اضرِب

بِہٖ فاِذا ھو سیفٌ جیدٌ فلم یزلِ عِندہٗ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۳۲)

جنگِ بدر میں حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ غیر مسلح خالی ہاتھ ہو کر رہ گئے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تازیانہ کھجور کی لکڑی کا جو آپ کے ہاتھ میں تھا

اسے دے کر فرمایا "اس سے وار کر" حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ ایک اعلیٰ قسم کی فولادی تلوار ہے، وہ تلوار عمر بھر ان کے پاس رہی"۔ ع اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

اسی قسم کا ایک اور معجزہ

اَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ جَآءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ وَقَدْ ذَهَبَ سَيْفُهٗ فَاَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَسِيْبًا مِّنْ نَخْلٍ فَرَجَعَ فِيْ يَدِ عَبْدِ اللّٰهِ سَيْفًا (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۱)

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار جنگِ اُحد میں ٹوٹ گئی اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے کھجور کی ایک شاخ اپنے ہاتھ سے ان کے ہاتھ میں پکڑا دی انہوں نے وہ ٹہنی پکڑی تو وہ ایک عمدہ تلوار تھی۔

ے آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نابینا صحابی کو بینائی عطا فرمائی

حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ کے والد اسی (۸۰)

سال کے تھے اور بالکل نابینا ہو گئے تھے اَنَّ اَبَاهُ خَرَجَ بِهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اپنے بیٹے کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! میری آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں مگر ایک دن سانپ کے انڈے پر میرا پاؤں جا پڑا تو اسی وقت میری دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں فَنَفَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ عَيْنَيْهِ فَاَبْصِرُ وَهُوَ يَدْخُلُ الْخَيْطَ فِی الْاِبْرَةِ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۸۲۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی دونوں آنکھوں میں دم فرمایا تو اس کی دونوں آنکھیں بینا ہو گئیں اور وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔

حضور نے ہتھیلی کی رسولی کو زائل فرما دیا

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ شَرْجِيْلِ عَنْ جَدِّهٖ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِكَفِّیْ سَلْعَةٌ فَقُلْتُ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ هٰذِهِ السَّلْعَةُ قَدْ اَوْرَمَتْنِیْ لِتَحُوْلُ بَيْنِیْ وَبَيْنَ قَائِمِ السَّيْفِ اَنْ اَقْبِضَ عَلَيْهِ وَعَنْ عِنَانِ الدَّابَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُدْنُ مِنِّیْ" فَدَنَوْتُ فَفَتَحَهَا فَنَفَثَ فِیْ كَفِّیْ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلَی السَّلْعَةِ فَمَا زَالَ يَطْحَنُهَا بِكَفِّهٖ حَتّٰی رُفِعَ عَنْهَا وَمَا اَرٰی اَثَرَهَا۔ (رواه الطبرانی و

ذکرہ الحافظ الھیثمی فی مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۹۸)

حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے فرمایا۔ میری ہتھیلی میں رسولی تھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! یہ رسولی ہے جو بڑھ گئی ہے (یہ مجھے تکلیف دیتی ہے) تلوار کا دستہ پکڑنے میں حائل ہوتی ہے اور سواری کی باگ پکڑنے میں رکاوٹ بنتی ہے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے قریب آ"۔ میں حضور کے قریب ہوا تو حضور نے میری ہتھیلی کھول کر اس میں دم فرمایا پھر اپنا ہاتھ رسولی پر رکھ کر اپنی ہتھیلی سے اسے مسلتے رہے یہاں تک کہ رسولی کو ختم کر دیا۔ اور میں نے پھر اس رسولی کا کوئی نشان تک نہ دیکھا۔

بچہ کی پیدائش کے دن حضور نے اس سے پوچھا میں کون ہوں؟ وہ بولا آپ رسول اللہ ہیں!

عَن فَهدِ بن عَطيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ اُتِيَ بِصَبِيٍّ قَد شَبَّ لَم يَتَكَلَّمْ قَطُّ قَالَ مَن اَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ وَرُوِيَ عَن مُعرِضِ بنِ مُعَيقِيبٍ رَأَيتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا جِيءَ بِصَبِيٍّ يَومَ وُلِدَ فَذَكَرَ مِثلَهٗ

وَهُوَحَدِيْثُ مُبَارَكُ الْيَمَامَةِ وَيَعْرِفُ بِحَدِيْثِ شَاصُوْنَةِ اِسْمِ رَاوِيَةٍ وَفِيْهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم صَدَقْتَ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ ثُمَّ اَنَّ الْغَلَامَ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَعْدَهَا حَتّٰى شَبَّ فَكَانَ يُسَمّٰى مُبَارَكُ الْيَمَامَةِ وَكَانَتْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ بِمَكَّةَ فِيْ حِجَّةِ الْوِدَاعِ (الشفاء بتعريف حقوق المصطفٰی مولفہ قاضی عیاض محدّث رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱ ص ۲۱۱)

حضرت فہد بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا جو اسی دن پیدا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں کون ہوں؟" اس نے کہا "رسول اللہ" پھر بڑا ہونے تک اس بچہ نے کبھی کلام نہ کیا اور حضرت معرض بن مُعَیقیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب بات دیکھی حضور کی خدمت میں ایک بچّہ لایا گیا جو اسی دن تولد ہوا تھا۔ انہوں نے بھی اسی طرح ذکر کیا۔ اور وہ حدیث مبارکہ الیمامہ کی ہے جو حدیث شاصونہ سے مشہور ہے۔ یہ نام ہے اس کے راوی کا اور اس روایت میں ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس بچّے کو فرمایا۔ تُو نے سچ کہا، اللہ تیرے مُنہ میں برکت دے اس کے بعد اس بچّے نے بڑا ہونے تک کلام نہ کیا وہ بچہ "مبارک الیمامہ" کے نام سے موسوم ہوا اور یہ واقعہ مکہ میں حج وداع میں ہوا۔

حضور کے بُلانے پر مدفون لڑکی قبر سے باہر نکلی اور حضور سے ہم کلام ہوئی!

عَنِ الْحَسَنِ اَتٰی رَجُلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ فَذَکَرَلَہٗ اَنَّہٗ طرح بِنِیَّۃٍ لہٗ فِیْ وَادِیْ کَذَا فَانطلق مَعَہٗ اِلَی الْوَادِیْ وَنَادَاھَا بِاسْمِھَا یَا فُلَانَۃُ اِجِیْبِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَخَرَجَتْ وَھِیَ تَقُوْلُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ فَقَالَ لَھَا اِنْ اَبَوَیْکَ قَدْ اَسْلَمَا فَاِنْ اَحْبَبْتُ اِنْ اَرُدَّکَ عَلَیْھِمَا قَالَتْ لَاحَاجَۃَ لِیْ فِیْھِمَا وَجَدْتُ اللّٰہَ خَیْرًالِیْ مِنْھُمَا۔ (الشفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱ ص ۲۱۱)۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے حضور کو یہ واقعہ سنایا کہ اس نے اپنی بیٹی کو فلاں وادی میں گڑھے میں ڈال دیا (دفن کر دیا) تھا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے ساتھ (اُس) وادی میں تشریف لے گئے اور اس لڑکی کا نام لے کر آواز دی کہ اے فلاں لڑکی باذن اللہ میرے بلانے کو قبول کر تو وہ (مدفون) لڑکی لبیک وسعدیک کہتی ہوئی (قبر سے) باہر نکل آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لڑکی سے فرمایا تیرے ماں باپ دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔

اگر تو پسند کرتی ہے اپنے ماں باپ کے پاس رہنے کو تو میں تجھے اُن کے پاس لوٹا دوں؛ وہ بولی مجھ کو ان کے پاس رہنے کی کچھ ضرورت نہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے لئے اُن سے بہتر پایا"۔

مندرجہ بالا احادیث کی طرح اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو باذن اللہ دیگر معجزات کی طرح مُردوں کو زندہ کر دینے کی قدرت و اختیار بھی حاصل ہے۔ اور حضور بالیقین جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس مُردہ کو خواہ وہ کتنا عرصہ پہلے دفن کیا جا چکا ہو زندہ کرنا چاہیں اس کو اس کا نام لے کر بلائیں تو وہ فوراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی تعمیل میں زندہ ہو کر لبیّک و سعدیک کہتا ہوا قبر سے نکل کر باہر آجائے گا اور حضور سے ہم کلام بھی ہو گا۔

بفضل اللہ تعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں جو لکھا گیا ہے کہ "معجزہ چونکہ اللہ کے حکم اور مشیت سے ظاہر ہوتا ہے کسی بھی انسان کے اختیار سے نہیں چاہے وہ جلیل القدر پیغمبر اور نبی مقرب ہی کیوں نہ ہو"۔ اس بکواس کی تردید آیاتِ قرآن مجید اور روایات حدیث سے بالوضاحت مکمل کر دی گئی ہے۔

اب کراماتِ اولیاء کے بارے میں جو بکواس کی گئی ہے کہ "اس سے ان لوگوں کی واضح تردید ہوتی ہے جو بعض اولیاء کی طرف یہ باتیں منسوب

کرتے ہیں کہ وہ جب چاہتے اور جس طرح کا چاہتے خرقِ عادت کا
اظہار کر دیتے تھے جیسے شیخ عبد القادر جیلانی کے لئے بیان کیا جاتا ہے
یہ سب من گھڑت قصے کہانیاں ہیں"۔ اس بکواس کی تردید کی جاتی ہے۔

قرآن و حدیث سے کرامات اولیاء کا ثبوت

اولیاء کو بعطائے الٰہی اظہارِ کرامت میں ارادہ و اختیار و قدرت حاصل ہے

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔ قَالَ یٰۤاَیُّھَا الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ○ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ وَاِنِّیْ عَلَیْہِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ○ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ ط (۱۹ع ۱۸)۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس (ملکہ بلقیس) کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔ ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں۔ (آپ کا اجلاس صبح سے دوپہر تک ہوتا تھا۔) اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار

ہوں (حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے جلد چاہتا ہوں) اس نے عرض کی کتاب کا علم تھا (یعنی آپ کے وزیر آصف بن برخیا جو آپ کے اُمّتی ولی تھےؒ) کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دُوں گا۔ ایک پل مارنے (یعنی پلک جھپکنے) سے پہلے"۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کو خود میں یہ قدرتِ تصرف اور اختیار موجود ہونے کا یقینی علم تھا اس لئے آپ نے کہا۔ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ۔ میں بلقیس کا تخت یمن سے شام میں لے آؤں گا ایک پل مارنے سے پہلے حضور میں حاضر کر دُوں گا۔ اور آپ نے تخت اسی وقت لاکر حاضر کر دیا"۔

حضرت خضر نے کشتی کو توڑ دیا لیکن پانی کشتی میں نہ آیا!

فَانۡطَلَقَا حَتّٰۤی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِیۡنَۃِ خَرَقَہَا (پ ۱۵ ع ۲۲)۔

اب دونوں (حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر رضی اللہ عنہٗ) چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے اس بندہ (خضرؑ) نے اسے چیر ڈالا (بسولے یا کلہاڑی سے کشتی کا ایک تختہ یا دو تختے اکھاڑ ڈالے لیکن باوجود اس کے پانی کشتی میں نہ آیا۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام کے اعتراض کو رفع کرنے اور کشتی توڑنے میں مصلحت بیان کرتے ہوئے حضرت خضر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اَمَّا السَّفِیْنَۃُ فَکَانَتْ لِمَسٰکِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَھَا وَ کَانَ وَرَآئَھُمْ مَّلِکٌ یَّاْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَۃٍ غَصْبًا۔ (پ ۱۶ ع ۱)

وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی۔ (جو دس بھائی تھے۔ ان میں پانچ تو اپاہج تھے جو کچھ نہیں کر سکتے تھے اور پانچ تندرست تھے جو گزر اوقات حصول رزق کے لئے) دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں۔ اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ ہر ثابت کشتی کو زبردستی چھین لیتا (اور اگر عیب دار ہوتی چھوڑ دیتا۔ اس لئے میں نے اس کشتی کو عیب دار کر دیا تاکہ وہ ان غریبوں کے لئے بچ رہے۔)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ولی اللہ کی کرامت کے اظہار یعنی خرقِ عادت میں اس ولی کا ارادہ و اختیار شامل ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اظہارِ کرامت کے لئے بہ عطائے الٰہی خود کو قدرت و تصرف حاصل ہونے کا علم و یقین ہوتا ہے۔ خضر رضی اللہ عنہ نے اظہارِ کرامت کے لئے فرمایا فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَھَا۔ تو میں نے چاہا (تو میں نے ارادہ کیا) کہ اسے (کشتی کو) عیب دار کر دوں اگر یہ علم و یقین نہ ہوتا تو اس طرح نہ فرماتے۔

حضرت خضر رضی اللہ عنہ نے ٹوٹ کر گرنے کے قریب دیوار کو ہاتھ لگا کر سیدھا اور مضبوط کر دیا!

فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ (پ۱۶ ع ۱)۔

پھر دونوں نے (حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام نے اس گاؤں (انطاکیہ) میں ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی ہے اس بندہ نے (یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے اپنا دستِ مبارک لگا کر اپنی کرامت سے) اُسے سیدھا کر دیا"۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں شیطانی توحید کے تحت کراماتِ اولیاء کا جو انکار کیا گیا ہے اور یہ لکھا گیا ہے کہ "ولی کی ولایت پر ایمان رکھنا ضروری نہیں اس لئے انہیں معجزے اور کرامت کی ضرورت ہی نہیں ہے انہیں اللہ تعالیٰ یہ اختیار بلا ضرورت کیوں عطا کر سکتا ہے؟ سراسر غلط ہے تعلیماتِ قرآن کے خلاف ہے تحریفِ قرآن ہے۔

مندرجہ بالا آیاتِ قرآن مجید سے یہ ثابت ہوا کہ اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ سے اظہارِ کرامت کا اختیار اور قدرت تصرّف حاصل ہے یہ حضرات اپنے اختیار و ارادہ سے باذن اللہ کرامت ظاہر کر سکتے ہیں۔

حدیث سے کرامات اولیاء کا ثبوت

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ وَعَبَّادَ بْنَ بَشِیْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَۃٍ لَّھُمَا حَتّٰی ذَھَبَ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَۃٌ فِیْ لَیْلَۃٍ شَدِیْدَۃِ الظُّلْمَۃِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْقَلِبَانِ وَبِیَدِ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا عُصَیَّۃٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِھِمَا لَھُمَا حَتّٰی مَشِیَا فِیْ ضَوْءِھَا حَتّٰی اِذَا افْتَرَقَتْ بِھِمَا الطَّرِیْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاہُ فَمَشٰی کُلٌّ وَّاحِدٍ فِیْ ضَوْءِ عَصَاہُ حَتّٰی بَلَغَ اَھْلَہٗ۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے کاموں کے متعلق بات چیت کرتے رہے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ یہ واقعہ سخت اندھیری رات میں ہوا۔ (یہ حضرات اندھیری رات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے اپنے گھروں کو جانے والے تھے۔ روشنی کا کوئی سامان نہ تھا) پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپسی کے لئے نکلے ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھوٹی لاٹھی تھی تو ان میں سے ایک کی لاٹھی چمک گئی حتیٰ کہ وہ دونوں اس کی روشنی میں چلے حتیٰ کہ جب اُن کو راستہ نے علیحدہ کیا تو دوسرے

کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی تو ان میں سے ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا حتیٰ کہ اپنے گھر پہنچ گیا۔ یعنی گھر پہنچنے پر ان کی روشنی ختم ہو گئی ٹیوب لائٹ سے لاٹھی بن گئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ولی کی کرامت، نبی کے معجزہ کی جنس سے ہوسکتی ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو "ید بیضاء" عطا ہوا تھا وہ تھا نبی کا معجزہ اور ان صحابیوں کو "عصا بیضاء" عطا ہوا۔ یہ ہے اولیاء کی کرامت۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت تکثیر طعام

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ کَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاءَ وَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَیْنِ فَلْیَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ کَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْیَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْسَادِسٍ وَاِنَّ اَبَا بَکْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ وَاِنَّ اَبَا بَکْرٍ تَعَشّٰی عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰی صَلَّیْتَ الْعِشَاءَ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰی تَعَشّٰی النَّبِیُّ صلی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضٰی مِنَ اللَّیْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهٗ اِمْرَاَتُهٗ مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْیَافِكَ قَالَ اَوَمَا عَشَّیْتِهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰی تَجِیْءَ فَغَضِبَ وَقَالَ

وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ اَنْ لَّا تَطْعَمَهٗ وَحَلَفَ الْاَضْيَافُ اَنْ لَّا يَطْعَمُوْهُ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ كَانَ هٰذَا مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرَ مِنْهَا فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ اِنَّهَا الْاٰنَ لَاَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا۔ (صحیح مسلم۔ صحیح بخاری۔ مشکوٰۃ)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ صُفّہ والے مسکین لوگ تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو یا چھٹے کو لے جائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین شخص لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس حضرات کو لائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کا کھانا کھایا پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ لی گئی آپ پھر لوٹ گئے پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کا کھانا کھا لیا (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء کی نماز تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر رہے۔ پھر حضور کے ساتھ نمازِ عشاء پڑھی اور حضور کے گھر لوٹ گئے اور حضور کے ساتھ کھانا کھایا اس میں کافی رات گزر گئی ادھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مہمان اور سارے

گھر والے آپ کے منتظر رہے۔ کسی نے کھانا نہیں کھایا۔ اُن کا خیال تھا کہ جناب صدیق اکبر کے آنے پر سب مل کر کھانا کھائیں گے۔ ان سے ان کی بیوی نے کہا تمہیں تمہارے مہمانوں سے کس چیز نے روکا۔ آپ نے کہا کیا آپ نے انہیں کھانا نہیں کھلایا۔ وہ بولیں انہوں نے تمہارے آنے تک کھانے سے انکار کیا۔ اس پر آپ ناراض ہوئے اور بولے خدا کی قسم میں یہ کبھی نہیں کھاؤں گا۔ (صدیق اکبر کو خیال گزرا کہ ہمارے گھر والوں نے مہمانوں سے یونہی کھانے کو کہا ہو گا اصرار نہیں کیا ہو گا ورنہ وہ ضرور کھا لیتے۔ اس وجہ سے ناراض ہو کر کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی۔) اس پر ان کی بیوی نے بھی قسم کھالی کہ میں بھی نہیں کھاؤں گی اور مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم بھی نہیں کھائیں گے (مہمانوں نے خیال کیا کہ ہماری وجہ سے یہ شکر رنجی ہوئی ہے تو ہم کیوں کھائیں پہلے یہ شکر رنجی ختم ہو تو سب مل کر کھائیں)۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ قسم شیطان کی طرف سے ہو گئی۔ آپ نے کھانا منگایا اور کھایا پھر ان سب نے کھایا، تو وہ لوگ کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے، مگر اس کے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھتا تھا۔ (یہ ہوئی حضرت صدیق اکبر کی کرامت یعنی خود آپ اور آپ کے مہمان بلکہ سب گھر والے جب ایک لقمہ برتن سے اٹھاتے تو اس جگہ پیالہ میں نیچے سے مزید کھانا نمودار ہو جاتا جو اٹھائے ہوئے لقمہ سے زیادہ ہوتا۔ سبحان اللہ!

یہ کرامت معجزے کی قسم سے ہے کہ کھانے میں برکت حضور کا معجزہ بھی ہے اور صدیق اکبر کی کرامت بھی)۔ آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا۔ بنی فراس کی بہن! یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا میری آنکھ کی ٹھنڈک! یہ طعام جتنا پہلے تھا اب اس سے تین گنا زیادہ ہو چکا ہے۔ پھر اہلِ خانہ نے سب نے کھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ طعام بھیجا تو حضور نے (بھی) اس طعام میں سے تناول فرمایا"۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا۔ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَیْشًا وَاَمَّرَ عَلَیْہِمْ رَجُلًا یُدْعٰی سَارِیَۃَ فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَخْطُبُ فَجَعَلَ یَصِیْحُ یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلُ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِنَ الْجَیْشِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَقِیْنَا عَدُوَّنَا فَھَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُھُوْرَنَا اِلَی الْجَبَلِ فَھَزَمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

(رواہ البیہقی معنی دلائل النبوت مشکوٰۃ)۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک شخص کو امیر بنایا، جنہیں ساریہ کہا جاتا تھا۔ (یہ لشکر مقام نہاوند میں مدینہ منورہ سے

پندرہ سو میل کے فاصلہ پر بھیجا گیا تھا، جو ملک فارس میں جنوبی ہمدان کے پہاڑوں کے پاس مشہور بستی ہے)۔ تو جب کہ (جمعہ کی نماز سے پہلے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ اچانک چیخنے لگے "اے ساریہ پہاڑ کو لو (یعنی پہاڑ کو اپنی پناہ بنا کر لڑو تاکہ تم پر عقب سے حملہ نہ ہو سکے۔) پھر لشکر سے ایک قاصد آیا بولا اے امیر المومنین ہم کو ہمارا دشمن ملا انہوں نے ہم کو بھگا دیا تو کوئی چیخنے والا بولا۔ اے ساریہ پہاڑ کو لو ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف لگا لیں، تب انہیں اللہ تعالیٰ نے بھگا دیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ دُور کو نزدیک کی طرح دیکھ لیتے ہیں اور اپنی آواز دُور تک پہنچا دیتے ہیں اور مشکل کے وقت دُور سے مدد کرتے ہیں۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ اظہارِ کرامت میں اولیاء اللہ کا ارادہ واختیار بھی شامل ہوتا ہے اور اولیاء کو بالیقین خود میں قدرت تصرف موجود ہونے کا علم بھی ہوتا ہے۔ لیکن تفسیر نجدیہ میں ان اُمور کو شرک صریح قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نجدیہ وہابیہ کے شر سے بچائے۔ آمین!
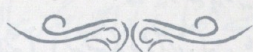
فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اظہارِ قدرتِ تصرّف و اختیار

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا۔ "تیرا نام کیا ہے؟" (اس نے بطورِ استہزاء و گستاخی کے) جواب دیا "جمرہ" (یعنی چنگاری) آپ نے اس سے پوچھا "تیرے باپ کا نام کیا ہے؟" اس نے کہا۔ "شہاب" (یعنی شعلہ) آپ نے پوچھا "کس قبیلے سے ہو؟" اس نے جواب میں کہا "حُرقہ" (یعنی سوزش جلن) آپ نے پوچھا "کہاں رہتے ہو؟" وہ بولا "حَرّہ" یعنی گرمی والے مقام میں۔ آپ نے پوچھا "حَرّہ کے کون سے محلہ میں؟" اس نے کہا ذاتِ لظٰی (آگ کی لپیٹ والے محلہ میں"۔

اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جا اپنے کُنبہ کی خبر لے کہ وہ سب جل کر سوختہ ہو گئے"۔ وہ شخص اپنے کُنبہ والوں کے پاس آیا تو دیکھا کہ کُنبے والے معہ ساز و سامان جل کر راکھ ہو چکے ہیں۔ (موطا امام مالک رضی اللہ عنہ اور "اصابہ" ابن حجر عسکلانی رضی اللہ عنہ و دیگر کتب حدیث)۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ اولیاء اللہ اگر کسی بے ادبی اور گستاخی کرنے والے کو سزا دینے کا ارادہ کر لیں تو اپنے اختیار سے

قدرتِ تصرف کا اظہار کر سکتے ہیں اور جس طرح چاہیں سزا دے سکتے ہیں۔ اس حدیث سے تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں لکھی گئی بکواس کی مکمل تردید ہوگئی"

حضرت علی مرتضیٰ نے قلعۂ خیبر کا دروازہ اکھاڑ کر بطورِ ڈھال استعمال کیا!

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جھنڈا دے کر خیبر کی طرف روانہ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ہم قلعۂ خیبر کے پاس پہنچے جو مدینہ منورہ کے قریب ہے (خیبر مدینہ منورہ سے دو سو میل کے فاصلہ پر ہے) تو خیبر والے آپ پر ٹوٹ پڑے، آپ نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے تھے کہ آپ پر ایک یہودی نے چوٹ کر کے آپ کے ہاتھ سے ڈھال گرادی اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قلعہ کے ایک دروازے کو اکھیڑ کر ڈھال بنالیا اور ڈھال کی حیثیت سے اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے جنگ میں مصروف رہے۔ بالآخر دشمنوں پر فتح حاصل ہو جانے کے بعد اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ اس سفر میں

میرے ساتھ سات آدمی اور تھے اور ہم آٹھوں آدمی مل کر اس دروازے کو الٹ دینے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ دروازہ پلٹ نہ سکے، دریافت کرنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مَاحَمَلْتُهَا بِقُوَّةٍ وَّلٰكِنْ حَمَلْتُهَا بِقُوَّةٍ اِلٰهِيَّةٍ" میں نے اس دروازے کو اپنی ذاتی قوت سے نہیں اٹھایا بلکہ قوت الٰہی سے اٹھایا تھا۔"

ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد چالیس آدمیوں نے مل کر اس دروازہ کو اٹھانا چاہا تو نہ اٹھ سکا۔ (رواہ احمد الرحمۃ المھداۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے اعضاء وجوارح میں قوت الٰہی کا ظہور ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ اولیاء اللہ اپنے ارادہ و اختیار و قوت سے اظہار کرامت فرماسکتے ہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں کراماتِ اولیاء کا جو انکار کیا گیا ہے یہ سراسر شیطانی فریب کاری ہے۔

حضرت عمر فاروق قبر میں مدفون سے ہم کلام ہوئے

حضرت یحییٰ بن ایوب خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان کی قبر پر جاکر اسے پکار کر فرمایا۔ "یَا فُلَانُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ

اے فلاں! جو شخص (دنیاوی زندگی) میں اپنے رب سے ڈرتا رہا تو اللہ تعالیٰ اس کو دو باغ دے گا۔"

اس نوجوان نے اپنی قبر سے جواب دیا۔ "یا عمرُ قد اعطانیھا رَبّی فِی الجَنَّۃِ مَرَّتَینِ۔" اے عمر! مجھے تو میرے رب نے جنت میں ایسے باغ دو مرتبہ عطا فرمائے ہیں۔ (ابن عساکر، قرۃ العینین)

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ اظہارِ کرامت میں ولی اللہ کا ارادہ اور قدرتِ تصرّف و اختیار کا علم بالیقین شامل ہوتا ہے اگر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ قدرتِ تصرّف و اختیار حاصل ہونے کا علم بالیقین نہ ہوتا تو آپ قبر میں مدفون شخص کو اس کا نام لے کر پکارنے کا ارادہ ہی نہ فرماتے۔

میں جس میّت کے جنازے میں شریک رہا

اس سے باتیں کرتا رہا!

امام زہری نے ابن مُسیّب کے ذریعہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہم) کے بیان پر کہا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین آدمیوں میں ایک شخص ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث بھی سُنی وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اور میں نے

کثرت مشاغل کے باوجود اپنی پوری نمازیں ادا کی ہیں اور میں جس جنازے میں شریک رہا ہوں اس سے باتیں کرتا رہا ہوں۔" حضرت ابن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں تو یہ خصلتیں صرف انبیاء کرام علیہم السلام میں جانتا تھا۔ لیکن انہی آنکھوں سے یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ میں دیکھ لیں۔ (تہذیب التہذیب جلد سوم ص ۴۸۲، مطبوعہ حیدر آباد دکن)۔

اس حدیث مبارکہ سے تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں تمامتر ہفوات توحید شیطانی کی مکمل تردید ہو گئی۔ اس پر مزید تبصرہ تحصیل حاصل ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی کرامت

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَاصَمَتْهُ اَرْوَى بِنْتُ اَوْسٍ اِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَادَّعَتْ اَنَّهُ اَخَذَ شَيْئًا مِنْ اَرْضِهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَ اِلَى سَبْعِ اَرَضِيْنَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ لَا اَسْئَلُكَ

بَيِّنَةٍ بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ سَعِيدُ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرِهَا وَاقْتُلْهَا فِي اَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرِهَا وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِي حَضْرَةٍ فَمَاتَتْ۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل سے اروی بنت اوس نے مروان ابن حکم کی کچہری میں جھگڑا کیا (مقدمہ دائر کیا) اور دعوی کیا کہ انہوں نے اس کی زمین کا ایک حصہ لے لیا ہے۔ (یعنی میری کچھ زمین غصب کرلی ہے مجھے واپس دلوائی جائے) ۔ تو سعید نے کہا کیا میں اس کی زمین کا کچھ حصہ لے سکتا ہوں اس کے بعد کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سن چکا ہوں۔ مروان نے کہا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے؟ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سُنا کہ جو کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً لے لے تو سات زمین تک کی زمین کا طوق (اس کے گلے میں) ڈالا جائے گا۔ مروان نے اس سے کہا کہ اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل نہیں مانگتا۔ (یعنی میں آپ سے قسم لئے بغیر آپ کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں ایسا شخص کسی کی زمین غصب نہیں کرسکتا) تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا! یا اللہ! اگر یہ جھوٹی ہو تو اس کی

آنکھیں اندھی کر دے اور اسے اس کی زمین میں مار دے۔

(حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے یہ زمین اروی بنت اوس کے حوالے کردی اور یہ بد دعا ساتھ میں دی کہ خدایا یہ زمین اگر اس کی نہ ہو تو اسے اندھا بھی کر دے اور اس زمین میں اسے ہلاک بھی کر دے جو میں نے اس کے حوالے کی ہے“۔)

راوی نے فرمایا کہ وہ نہ مری یہاں تک کہ اُسکی آنکھیں جاتی رہیں اور جب کہ وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی تو وہ ایک گڑھے میں گر گئی اور مر گئی۔ اس حدیث سے واضح ہوا کہ اہل اللہ کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی بات کو پورا کر دیتا ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَیْنِ لَا یُوْبَہُ لَہٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ مِنْہُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِکٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ (مشکوٰۃ)۔

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے پریشان حال غبار میں اَٹے ہوئے پرانے کپڑے والے جن کی پروانہ کی جائے

اگر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ پوری کردے، اُن میں سے حضرت براء بن مالک ہیں رضی اللہ عنہ۔

یعنی میری اُمّت میں بہت سے غرباء مساکین جن کی کوئی پرواہ بھی نہ کرتا ہو اگر وہ کہہ دیں خدا کی قسم تو جنّتی ہے یا قسم خدا کی تجھے بیٹا ملے گا یا قسم اللہ کی کل بارش ہوگی تو اللہ تعالیٰ اُن کی لاج رکھتے ہوئے یہ کام کردے گا۔ بزرگوں سے قضائے حاجات کے لئے دُعا کرانے کی اصل یہ حدیث بھی ہے۔ نیز صحیح بخاری کی حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

میرا ولی مجھ سے کچھ سوال کرتا ہے تو میں اس کا سوال ضرور پورا کرتا ہوں!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ قَالَ مَنْ عَادیٰ لِی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّتِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ

لَاُعۡطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسۡتَعَاذَنِیۡ لَاُعِیۡذَنَّہٗ۔ الحدیث۔ (صحیح بخاری ص۹۶۳ جلد دوم، مشکوٰۃ)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے کسی ولی کو ستائے میں اس کو اعلانِ جنگ دیتا ہوں اور میرا بندہ جن اعمال کے ذریعہ میری طرف تقرب حاصل کرتا ہے ان میں سے فرائض سے بڑھ کر مجھے کوئی عمل محبوب نہیں اور میرا بندۂ پابندیٔ نوافل کے ساتھ میری طرف تقرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں، پس جب میں اس کو اپنا محبوب بناتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے اور جب وہ مجھ سے کچھ سوال کرتا (مانگتا) ہے تو میں اس کا سوال ضرور پورا کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری پناہ طلب کرتا ہے تو میں اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں۔ (الیٰ آخر الحدیث۔) اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَلَئِنۡ سَاَلَنِیۡ لَاُعۡطِیَنَّہٗ "میرا ولی جب مجھ سے کچھ سوال کرتا ہے، تو میں اس کا سوال ضرور پورا کرتا ہوں"۔ پر ایمان رکھنے والے صحیح العقیدہ مسلمان، اپنی حاجت روائی و مشکل کشائی کے لئے اولیاء کے حضور حاضر ہو کر ان سے دعا کراتے

ہیں اور اپنی مرادیں پاتے ہیں نیز اس حدیثِ قدسیہ سے ثابت ہوا کہ

اولیاء صفاتِ الٰہیہ کے مَظہر و مُظہر ہوتے ہیں

حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ مندرجہ بالا حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں وَ کَذَالِکَ الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ بَلَغَ اِلَی الْمَقَامِ الَّذِیْ یَقُوْلُ اللّٰہُ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّ بَصَرًا فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰہِ سَمْعًا لَہٗ سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدِ وَاِذَا صَارَ ذَالِکَ النُّوْرُ بَصَرًا لَہٗ رَاَی الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذَالِکَ النُّوْرُ یَدًا لَہٗ قَدَرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی الصَّعْبِ وَالسَّہْلِ وَالْبَعِیْدِ وَالْقَرِیْبِ۔ (تفسیر کبیر جلد پنجم ص ۶۸۸ مطبوعہ مصر)۔

اور اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کنت لہ سمعا و بصرا فرمایا ہے۔ جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک آوازوں کو سن لیتا ہے۔ اور جب یہی نور اس کی بصر ہو گیا تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو گیا تو یہ بندہ مشکل و آسان دور اور قریب چیزوں میں تصرّف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے"۔ یعنی ولی اللہ سے کرامات کا ظہور ہونے لگتا ہے۔

بفضلِ تعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں کئے گئے معجزات انبیاء علیہم السلام اور کراماتِ اولیاء کے انکار کی تردید بطریقِ احسن مکمل ہوئی۔ اب تبرکاً و تیمناً ملاحظہ کے لئے درج ذیل ہے۔

کراماتِ اولیاء کے متعلق شیخ عبد الحق محدّث شارح مشکوٰۃ کی وضاحت

"اہلِ حق اتفاق دارند بر جواز وقوع کرامت از اولیاء و ولی کسے ست کہ عارف باشد بذات وصفاتِ حق بر قدر طاقت بشری و مواظب باشد بر اتیان طاعت و ترک منہیات غیر منہمک در لذّات و شہوات و کامل باشد در تقویٰ و اتباع بر حسبِ تفاوت و مراتب آں و دلیل بر وقوع کرامت، کتاب و سُنّت و تواتر اخبار ست از صحابہ و من بعد ہم تواتر معنوی چنانکہ در قدر مشترک میان آں نزد انصاف و ترک عناد مجال شبہ و انکار نیست خصوصاً از بعضے اکابر مشائخ طریقت و سادات ایشاں مثل غوث الثقلین سیّد الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ و جز ایشاں آنچناں بحدِ کثرت رسیدہ است کہ لاتعدّ ولا تحصیٰ ست بعضے از مشائخ اہلِ

زمانِ ایشاں گفتہ اند کہ کراماتِ وے رضی اللہ عنہ مانند رشتۂ مروارید
بود کہ پئے یکدیگر مے آمدند وگاہے در وے ظاہر مے شدند و
گاہے از وے یکے از ما اگر مے خواست کہ در یک مجلس چیزہائے متعدد
ازاں عدکند نہ میکرد و امام عبداللہ یافعی رحمتہ اللہ علیہ گفتہ است کہ کراماتِ
وے ثابت ست بے شبہ و معلوم بہ اتفاق رسیدہ مانندِ آں از ہیچ
یکے از شیوخ آفاق و جماعت از معتزلہ و آنہا کہ در پئے ایشاں رفتہ
اند منکر شدہ اند کرامت را و بعضے گفتہ اند کہ صادر نہ مے شود کرامت
از ولی بقصد و اختیار و اگر صادر شود بے قصد و اختیار خواہد بود و بعض بہ آں
رفتہ کہ کرامت از جنس معجزہ نہ مے باشد مثل تکثیر طعام قلیل و نبع ماء
از اصابع و ماننداں وحق جواز وقوع ست بہ قصد و اختیار وے و بے قصد
واز جنس معجزہ و غیر معجزہ و تمام کلام در اثبات کرامت بدلائل و رفع
شبۂ مخالفاں در کتب کلام مذکور ست ولا حاجۃ الی البیان بعد العیان
(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۶۰۹)

ترجمہ:۔ اولیاء سے کرامت واقع ہونے کے جواز پر اہلِ حق متفق
ہیں اور ولی وہ شخص ہے جو بطاقت بشری حق تعالیٰ کی ذات و صفات
کا عارف ہو اور طاعت (فرمانبرداری) کی بجا آوری اور ترکِ منہیات
پر پابندی کے ساتھ لگا رہنے والا ہو۔ اور لذات و شہوات میں لگا رہنے
والا نہ ہو اور تقویٰ و اتباع میں ان کے حسب تفاوت و مراتب پر

کامل ہواور وقوعِ کرامت پر دلیل کتاب وسُنّت (قرآن وحدیث) اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی دی ہوئی متواتر خبریں ہیں اوران کے بعد والوں کی تواتر معنوی والی خبریں ہیں۔ اور جیسا کہ ان خبروں میں تواتر معنوی قدرِ مشترک ہے انصاف وترکِ عناد کی رو سے (کراماتِ اولیاء میں) شبہ اور انکار کی مجال نہیں ہے خصوصاً بعض اکابر مشائخ طریقت اور ان کے سادات (سرداروں سے) جیسے کہ غوث الثقلین (جن وانس کے فریادرس) سید شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے علاوہ بھی اس طرح کے (اولیاء) حدِ کثرت تک پہنچے ہیں کہ جن کی تعداد شمار نہیں کی جاسکتی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے بعض مشائخ کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات رشتہء مروارید (سچے موتیوں کی لڑی) کے مانند تھیں کہ ایک دوسرے کے پیچھے (پے درپے لگاتار) آتی تھیں اور کبھی حضور کے جسم (اقدس) سے ظاہر ہوتی تھیں۔ ہم میں سے کوئی اگر چاہتا کہ ایک مجلس میں (حضور کی) متعدد چیزوں (کرامات) کو شمار کرلے تو نہیں کرسکتا تھا اور امام عبداللہ یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی کرامات بلاشبہ ثابت ہیں۔ اور دنیا بھر کے بزرگوں میں سے کسی ایک کی کرامات آپ کی کرامات کے مانند معلوم نہیں ہوتیں اور معتزلہ (بے دین ملحد) اور ان کے پیروکار کرامت کے منکر ہیں۔

اوران میں سے بعض کہتے ہیں کہ کرامت ولی کے قصد و اختیار سے ثابت نہیں ہوتی اور اگر ولی کے قصد و اختیار کے بغیر صادر ہو تو ہو سکتی ہے اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ کرامت معجزہ کی جنس سے نہیں ہوتی مثل قلیل طعام کو کثیر کر دینا، اُنگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کر دینا اور ان جیسے دیگر امور کرامت سے نہیں ہو سکتے اور حق (صحیح) یہ ہے کہ کرامت ولی کے قصد و اختیار سے یا قصد و اختیار کے بغیر نیز جنس معجزہ سے یا غیر معجزہ ہر طرح سے واقع ہوتی ہے اور چونکہ کتب کلام میں دلائل کے ساتھ اثبات کرامت اور مخالفین (منکرین) کے شبہات رفع کرنے کی بحث پوری طرح مذکور ہے لہٰذا حق واضح ہو چکنے کے بعد مجھے مزید بحث کی ضرورت نہیں۔ (اشعۃ اللمعات شرحِ مشکوٰۃ ص ۶۰۹، ۶۱۰)

حضرت شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدسنا اللہ باسرارہ العزیز کی اس جامع و مانع وضاحت سے کالشمس فی نصف النہار ثابت ہوا کہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے لکھنے لکھانے والے اپنے پیشوا، قرن الشیطان ابنِ عبد الوہاب نجدی سمیت گروہ ضالہ معتزلہ کے پیروکار ہیں۔ نیز یہ کہ ان کی نام نہاد تفسیر حقیقۃً تحریفِ قرآن ہے اللہ تعالیٰ عزاسمہ وجل شانہ، اپنے محبوب مکرّم نورِ مجسّم سرکار دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے طفیل مسلمانوں کو نجدیہ وہابیہ کے خلافِ اسلام گمراہ کُن عقائد سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

"راہِ ایمان"
(جلد سوم)

ردِ تفسیر

نجدیہ سعودیہ وہابیہ

مسئلۂ ایصالِ ثواب، نذر و نیاز

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

کی وضاحت

آیت مبارکہ :۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ

ترجمہ نجدی :۔ "تم پر مُردہ اور (بہا ہوا) خُون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پُکارا گیا ہو حرام ہے"۔

تفسیر نجدی :۔

وَمَا أُهِلَّ وہ جانور یا کوئی اور چیز جسے غیر اللہ کے نام پر پکارا جائے، اس سے مُراد وہ جانور ہیں جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے جائیں جیسے مشرکین عرب لات وعزہ وغیرہ کے ناموں پر ذبح کرتے تھے یا آگ کے نام پر جیسے مجوسی کرتے تھے۔ اور اسی میں وہ جانور بھی آجاتے ہیں جو جاہل مُسلمان فوت شدہ بزرگوں کی عقیدت و محبت، اُن کی خوشنودی و تقرب حاصل کرنے کے لئے یا اُن سے ڈرتے اور اُمید رکھتے ہوئے قبروں اور آستانوں پر ذبح کرتے ہیں یا مجاورین کو بزرگوں کی نیاز کے نام پر دے آتے ہیں۔ جیسے بہت سے بُزرگوں کی قبروں پر بورڈ لگے ہوتے ہیں۔ مثلاً داتا صاحب کی نیاز کے لئے

بکرے یہاں جمع کرائے جائیں۔ ان جانوروں کو چاہے ذبح کرتے وقت اللہ ہی کا نام لے کر ذبح کیا جائے یہ حرام ہی ہوں گے کیونکہ اس سے مقصود رضائے الٰہی نہیں رضائے اہلِ قبور اور تعظیم لغیر اللہ یا خوف۔ رجاء من غیر اللہ غیر اللہ سے ما فوق الاسباب طریقے سے ڈر یا اُمید ہے جو شرک ہے، اسی طریقے سے جانوروں کے علاوہ بھی جو اشیاء بھی غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز اور چڑھاوے کی ہوں گی حرام ہوں گی۔ جیسے قبروں پر لے جا کر یا وہاں سے خرید کر قبور کے ارد گرد فقراء و مساکین پر دیگوں اور لنگروں کی یا مٹھائی اور پیسوں وغیرہ کی تقسیم یا وہاں صندوقچی میں نذر نیاز کے پیسے ڈالنا یا عرس کے موقع پر وہاں دُودھ پہنچانا، یہ سب کام حرام و ناجائز ہیں کیوں کہ یہ سب غیر اللہ کی نذر و نیاز کی صورت ہیں۔ اور نذر بھی نماز روزہ وغیرہ عبادات کی طرح ایک عبادت ہے اور عبادت کی ہر قسم صرف ایک اللہ کے لئے مخصوص ہے اسی لئے حدیث میں ہے:۔

مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ (صحیح الجامع وزیادۃ البانی

جلد دوم صـ ۱۰۲۴)

"جس نے غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کیا وہ ملعون ہے"۔

تفسیر عزیزی میں بحوالہ تفسیر نیشاپوری ہے۔ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ لَوْ اَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَ ذَبِيْحَةً يُرِيْدُ بِذَبْحِهَا التَّقَرُّبَ اِلٰى غَيْرِ اللهِ

صَارَ مُرْتَدًّا اَوْ ذَبِیْحَۃً ، ذَبِیْحَۃَ مُرْتَدٍّ ۔ (تفسیرِ عزیزی ص۶۱۱ بحوالہ اشرف الحواشی)۔

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کسی مُسلمان نے کوئی جانور غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی نیّت سے ذبح کیا تو وہ مُرتد ہو جائے گا اور اس کا ذبیح ایک مُرتد کا ذبیحہ ہوگا۔

آیت مُبارکہ وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ :۔ (پ۶ سورۃ المائدہ)

ترجمہ نجدی :۔ "اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو"۔

تفسیر نجدی :۔ "مشرکین اپنے بُتوں کے قریب پتھر یا کوئی چیز نصب کر کے ایک خاص جگہ بناتے تھے یعنی یہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ہی کی ایک شکل تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آستانوں مقبروں اور درگاہوں پر جہاں لوگ طلب حاجات کے لئے جاتے ہیں اور وہاں مدفون افراد کی خوشنودی کے لئے جانور، مرغا، بکرا وغیرہ ذبح کرتے ہیں یا پکی ہوئی دیگیں تقسیم کرتے ہیں اُن کا کھانا حرام ہے، یہ وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ میں داخل ہیں"۔

سورہ ص ——— تفسیر نجدی ص۲۷۳ ——— پ۲۳

آیت مُبارکہ :۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۔

ترجمہ نجدی :۔ کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی

معبود کر دیا یا واقعی یہ عجیب بات ہے"۔

تفسیر نجدی :۔ "یعنی ایک ہی اللہ ساری کائنات کا نظام چلانے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی طرح عبادت اور نذر و نیاز کا مستحق بھی صرف وہی ایک ہے؟ یہ ان کے لئے تعجب انگیز بات تھی"۔

سورہ النجم ——— تفسیر نجدی ص ۱۴۹۷۔۱۴۹۸ ——— پ ۲۷

آیت مبارک :۔ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝

ترجمہ نجدی :۔ "کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور یہ کہ ہر انسان کے لئے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اُس نے کی"۔

تفسیر نجدی :۔ یعنی جس طرح کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اسی طرح اسے آخرت میں اُجر بھی انہی چیزوں کا ملے گا جن میں اس کی اپنی محنت ہوگی (اس جزا کا تعلق آخرت سے ہے دُنیا سے نہیں جیسا کہ بعض سوشلسٹ قسم کے اہل علم اس کا یہ مفہوم باور کرا کے غیر حاضر زمین داری اور کرایہ داری کو ناجائز قرار دیتے ہیں) البتہ اس آیت سے ان علماء کا استدلال صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن خوانی

کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اس لئے کہ یہ مُردہ کا عمل ہے نہ اس کی محنت اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی اُمت کو مُردوں کے لئے قرآن خوانی کی ترغیب دی نہ کسی نص یا اشارۃ النص سے اس کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہ عمل منقول نہیں۔ اگر یہ عمل عملِ خیر ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم اسے ضرور اختیار کرتے اور عبادات و قربات کے لئے نص کا ہونا ضروری ہے۔ رائے اور قیاس نہیں چل سکتا۔

پ ۱۴ ——— تفسیر نجدی صد ۷۴۱ ——— النحل

آیت مبارکہ :۔ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ ○

ترجمہ نجدی :۔ اور جسے جانتے بُوجھتے بھی نہیں اس کا حصہ ہماری دی ہوئی روزی میں سے مقرر کرتے ہیں۔ واللہ تمہارے اس بہتان کا سوال تم سے ضرور کیا جائے گا۔

تفسیر نجدی :۔ "یعنی جن کو یہ حاجت روا مشکل کشاء اور معبود سمجھتے ہیں وہ پتھر کی مُورتیاں ہیں یا جنات و شیاطین ہیں، جن کی حقیقت کا ان کو علم ہی نہیں۔ اس طرح قبروں میں مدفون لوگوں کی حقیقت بھی کہ ان کے ساتھ وہاں کیا معاملہ ہو رہا ہے۔ وہ اللہ کے

پسندیدہ افراد میں ہیں یا کسی دوسری فہرست میں؟
ان باتوں کو کوئی نہیں جانتا لیکن ان ظالم لوگوں نے ان کی حقیقت سے ناآشنا ہونے کے باوجود انہیں اللہ کا شریک ٹھہرا رکھا ہے اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے ان کے لئے بھی نذر و نیاز کے طور پر حصہ مقرر کرتے ہیں بلکہ اللہ کا حصہ رہ جائے تو بے شک رہ جائے، ان کے حصے میں کمی نہیں کرتے جیسا کہ سورۃ الانعام ۱۳۶ میں بیان کیا گیا ہے"۔

واضح رہے کہ مندرجہ بالا چند اقتباسات تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ سے بطور نمونہ از خروارے نقل کئے گئے ہیں۔ ورنہ پوری تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ اسی طرح کی تحریفات اور خلافِ قرآن و حدیث، من گھڑت قرن الشیطانی بکواس سے بھری ہوئی ہے۔ اس لئے پوری تفسیر کے مندرجات کو نقل کرنا فضول اور تطویلِ لاحاصل ہے۔

ردِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مسئلہ ایصالِ ثواب ٗنذرونیاز کی وضاحت

واضح رہے کہ ایصالِ ثواب نہایت موجب برکات اور مستحب ہے۔ عبادات مالیہ یا بدنیہ فرض ونفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جاسکتا ہے زندوں کے ایصالِ ثواب سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ بزرگانِ دین، اولیاء اللہ کے ان کی حیات ظاہری یا باطنی میں جو نذریں کہی جاتی ہیں یہ نذر فقہی نہیں۔ عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ پیش کریں اسے نذر یا نیاز کہتے ہیں عرف میں ہدیہ یا پیشکش کو نذر کہتے ہیں اور شرع میں نذر عبادات اور قربت مقصود ہے۔ نذر خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے اور یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نذر کرے اور کسی کے آستانہ کے فقراء کو نذر کے صرف کا محل مقرر کرے مثلاً کسی نے یہ کہا کہ یا اللہ اگر تو میرا فلاں مقصد پورا کردے یا فلاں بیمار کو تندرست کردے تو فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھانا کھلاؤں گا۔ یا

فلاں ولی کے خدام کو روپیہ پیسہ دُوں گا۔ یا ان کی مسجد کے لئے تیل یا چٹائی یا دری فرش کے لئے حاضر کروں گا تو یہ نذر جائز ہے۔

حضرت مریم کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نذر مانی تھی کہ، یا اللہ میرے پیٹ کا بچہ تیرے لئے نذر کرتی ہوں جو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہوگا۔ نذر اللہ تعالیٰ کی مصرف بیت المقدس کا قرآن مجید میں ہے۔

"اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ" (پ۳ ع ۱۲)

"جب عمران کی بی بی نے عرض کی اے رب میرے میں تیرے لئے منّت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری عبادت میں رہے اور تیری عبادت کے سوا دنیا کا کوئی کام اس کے متعلق نہ ہو بیت المقدس کی خدمت اس کے ذمہ ہو"۔

یعنی نذر اللہ تعالیٰ کی مصرف بیت المقدس کا فقیر ایسی احادیث ذیل میں درج کر رہا ہے جن سے ثابت ہے کہ نذر اللہ تعالیٰ کے لئے اور نذر کا مصرف غیر اللہ۔ مقرر کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ سُنّت ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایسی نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا۔ مثلاً کسی نے نذر مانی تھی کہ میں مقام بُوانہ میں اُونٹ ذبح کروں گا۔ حضور نے فرمایا اگر وہاں کوئی بُت وغیرہ نہ ہو تو نذر مانی

پوری کرو۔

ایک شخص نے نذر مانی تھی کہ بیت المقدس میں چراغ کے لئے تیل بھیجواؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نذر کو پورا کرو۔ ایک صحابیہ نے نذر مانی کہ حضور جنگ سے بصحیح وسلامت واپس آنے پر خوشی منانے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں دف بجاؤں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنی نذر دف بجاکر پوری کرو۔

اس مضمون کی احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ نذر اس طرح ماننا کہ نذر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہو اور نذر کا مصرف غیر اللہ کے لئے ہو یہ نذر لغوی جائز ہے۔ البتہ نذر شرعی کہ غیر اللہ کے تقرب و عبادت کے لئے ماننا یقیناً کفر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی نذر کوئی مسلمان غیر اللہ کے لئے نہیں مانتا۔

لیکن تفسیر نجدیہ سعودیہ میں سورہ فاتحہ سے لے کر آخر قرآن مجید تک آیات کریمہ میں تحریف معنوی کرتے ہوئے نذر و نیاز کو غیر اللہ کی عبادت کہا گیا ہے اور ایصال ثواب کرنے والے مسلمانوں کو مشرک کافر ٹھہرایا گیا ہے۔ جن کی حرکت شیطانی ہے جو نام نہاد نجدی سعودی تفسیر کے ذریعہ قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی کے باطل و مردود مذہب توحید شیطانی کی ترویج کی خاطر کی گئی ہے۔

یاد رہے کہ مسلمانوں کے جائز افعال کو خواہ مخواہ قبیح صورت میں ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے۔ کوئی مسلمان غیر اللہ کے تقرب یا عبادت کی نیت سے نذر نہیں مانتا بلکہ احکامِ قرآن و حدیث کی تکمیل میں مسلمان بزرگانِ دین کی خدمت میں ایصالِ ثواب کی نیت سے طرح طرح کے طعام پکوا کر، مٹھائیاں، پھل فروٹ، کپڑے یا نقد روپے پیسے غرباء و مساکین کو یا مزاراتِ اولیاء کے خدام و حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم و اولیاء کرام علیہ الرحمتہ کے فیوض لامتناہی و برکات و عنایات سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانہ میں بھی قبور مومنین پر جا کر مدفون مسلمانوں کی مغفرت کی دعائیں مانگی جاتی تھیں، قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی تھی، تلاوت کا ثواب پہنچایا جاتا تھا۔ الغرض ابتدائے دور اسلام سے لے کر آج تک تمام ممالک میں مسلمان عام مسلمانوں کی قبروں پر جا کر فاتحہ پڑھتے قرآن خوانی کرتے۔۔۔ اور ایصالِ ثواب کے مختلف طریقوں پر عامل ہیں۔ اولیاء کے مزارات مبارکہ کی حاضری اور ان سے توسّل و تبرک و استمداد اور ان کی خدمت میں قرآن خوانی و فاتحہ و نذر نیاز کا ثواب پیش کرنا مفسرین قرآن و شارحین حدیث اکابر علماء و مشائخ اور عام مسلمانوں کا معمول ہے لیکن تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں آیاتِ قرآن کے معانی و مفاہیم کے برخلاف بذریعہ تحریف ان

تمام جائز و مستحب اور مستحسن امور و معمولات کو بڑی ڈھٹائی کے ساتھ شرک و کفر قرار دیا گیا ہے۔ اور ان امور کے مرتکب مسلمانانِ اُمّت کو مشرک و کافر ٹھہرایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم اجمعین کے صدقے میں مسلمانوں کو وہابیہ نجدیہ کی ابلیسانہ فریب کاریوں اور شرور سے محفوظ رکھے۔ آمین!

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ صفحہ ۱۴۹۷ پر لکھا ہے کہ قرآن خوانی کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ آئندہ صفحات میں فقیر وہابیہ کے ایصالِ ثواب اور اموات کے لئے قرآن خوانی کرنے اور نذر و نیاز دینے کے انکار کی بھی مکمل تردید کر رہا ہے اور وہ احادیث درج کر رہا ہے جن سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ نجدیہ وہابیہ کا ان جائز و مستحب امور کو شرک و کفر ٹھہرانا قطعاً غلط ہے۔ تعلیمات قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔

کسی خاص جگہ قربانی کرنے یا خاص جگہ فقراء پر صدقہ کرنے کی نذر ماننا جائز ہے!

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاکِ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَةَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَاَخۡبَرَهٗ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ هَلۡ كَانَ فِيۡهَا وَثَنٌ مِّنۡ اَوۡثَانِ الۡجَاهِلِيَّةِ يُعۡبَدُ قَالُوۡا لَا قَالَ فَهَلۡ كَانَ فِيۡهَا عِيۡدٌ مِّنۡ اَعۡيَادِهِمۡ قَالُوۡا لَا فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَوۡفِ بِنَذۡرِكَ فَاِنَّهٗ لَا وَفَاءَ لِنَذۡرٍ فِيۡ مَعۡصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيۡمَا لَا يَمۡلِكُ ابۡنُ اٰدَمَ رواہ ابوداؤد۔

(مشکوٰۃ باب النذور فصل ۲)۔

حضرت ابن الضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں نذر مانی کہ مقام بوانہ میں اونٹ ذبح کروں گا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو یہ خبر دی (حضور سے مسئلہ پوچھا کہ یہ نذر پوری کروں یا نہیں؟) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کیا وہاں جاہلیّت کے بتوں سے کوئی بت تھا؟ جس کی پوجا ہوتی تھی۔ لوگوں نے کہا نہیں، فرمایا کیا وہاں ان کے میلوں سے کوئی میلہ لگتا تھا؟ لوگ بولے نہیں، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔ کیونکہ نہ تو اللہ کے گناہ میں نذر درست ہے اور نہ اس میں جس کا انسان مالک نہ ہو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کفار کی مشابہت حرام ہے۔ اولیاء اللہ کے عرس کفار کے میلوں سے کچھ مشابہت نہیں رکھتے۔ کفار و مشرکین بتوں کی عبادت و تقرب کے لئے جانور کاٹتے تھے۔ اولیاء اللہ کے عرس

خاص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرنے کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں۔ اولیاء کی عبادت و تقرب کے لئے ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ قرآن کی تلاوت۔ میلاد النبی کا ذکر۔ درود و سلام پڑھنا۔ صدقہ و خیرات یہ سب اللہ تعالیٰ کی عبادت کے کام ہیں۔ عرس بزرگاں میں یہی کچھ کیا جاتا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص کسی خاص جگہ قربانی کرنے یا خاص جگہ کے فقراء پر صدقہ کرنے کی نذر مانے تو اسے پورا کرے اور جو مسلمان حرمین شریفین کے فقراء پر صدقہ کرنے، کسی بزرگ کے مزار کے پاس رہنے والے مسکینوں پر صدقہ و خیرات کرنے کی منت ملنے وہ اُسے پُورا کرے، وہاں ہی کے فقراء کو دے۔ کسی بزرگ کے مزار پر ذبح کی نذر ملنے تو وہاں ہی ذبح کرے۔

اگر کوئی حضور غوث پاک یا داتا گنج بخش یا سلطان الہند خواجہ معین الدین اجمیری، یا شہباز قلندر یا پیر سائیں روضہ دھنی رحمتہ اللہ علیہم یا کسی بھی ولی اللہ کی خدمت میں عرض کرے کہ یا حضرت میری فلاں حاجت روائی یا مشکل کشائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرما کر میری مُراد پُوری کرادیں تو میں آپ کی خدمت میں صدقہ و خیرات کرکے اس کا ثواب نذر کروں گا تو یہ بلاشبہ جائز و مستحب ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمتہ، شامی کتاب الصوم بحث نذر اموات میں

فرماتے ہیں: یاَن تکُونَ صِیغَۃُ النَّذرِ لِلّٰہِ تعَالیٰ لِلتَّقربِ اِلَیہِ وَیکُونَ ذِکرالشَّیخِ مُرادَابِہٖ فقراءَہٗ۔

صیغہ نذر کا اللہ تعالیٰ کا تقرب چاہنے کے لئے ہو۔ اور شیخ کا نام لینے سے یہ مُراد ہو کہ طعام وغیرہ نذر و نیاز کی چیز آپ کے مزار کے فقراء کو تقسیم کروں گا۔

یارسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ حضور کے سامنے دف بجاؤں گی!

عَنْ عَمرُوبنِ شُعَیبٍ عَنْ اَبِیہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ اِمْرَأۃً قَالَتْ یَارَسُولَ اللّٰہِ اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَضْرِبَ عَلٰی رَاسِکَ بِالدَّفِّ قَالَ اَوْفِیْ بِنَذْرِکِ رواہ ابوداؤد۔

(مشکوٰۃ باب النذر)

روایت ہے حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ حضور کے سامنے دف بجاؤں (سرکار صلی اللہ علیہ وسلّم کسی خطرناک غزوہ میں تشریف لے گئے تھے جہاں کفار کی یلغار زیادہ تھی تب ان بی بی صاحبہ نے نذر مانی تھی کہ جب حضور بخیریت

مدینہ منورہ تشریف لائیں تو آپ کے سامنے دف بجاؤں۔ دف بجانا کوئی عبادت نہیں اس لئے مسئلہ پوچھا کہ یہ نذر درست ہے یا نہیں۔ فرمایا اپنی نذر پوری کرلو۔ (اس لئے کہ اگرچہ دف بجانا عبادت نہیں مگر حضور کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار بھی عبادت ہے۔ اور کفار کو جلانا بھی عبادت ہے۔ دف بجانے میں یہ دونوں باتیں ہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ از مُلّا علی قاری محدث واشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہم الرحمۃ)۔

لہٰذا جو شخص میلاد شریف یا گیارہویں شریف کی نذر مانے وہ ضرور پوری کرے کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خوشی منانے کی نذر ہے۔ حضرت مُلّا علی قاریؒ نے فرمایا کہ نکاح میں اعلان کے لئے دف بجانا اس لئے جائز ہے کہ اس میں نکاح کی خوشی نکاح کا اعلان زنا و نکاح کے درمیان فرق ہے۔ چنانچہ ان بی بی صاحبہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دف بجائی۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح)

یارسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ آپکی بسلامتی تشریف آوری کی خوشی میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گانا گاؤں گی

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَارَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ اَنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا اَنْ اَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَالْغِنٰى فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ فَعَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ اِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ۔ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ)۔

روایت ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی جہاد میں تشریف لے گئے، جب واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام لونڈی آئی۔ عرض کی یارسول اللہ میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو صحیح وسلامت واپس لائے تو آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔ (یہ نذر شرعی نہیں تھی کہ نذر شرعی میں ضروری ہے کہ جنس واجب سے ہو۔ دف بجانا اور گانا کہیں واجب نہیں، یہ نذر بمعنے نذرانہ عقیدت ہے)۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلّم نے فرمایا، اگر تُو نے منّت مانی ہے تو بجالے ورنہ نہیں۔ (ذکر بجانے کا ہے، گانے کی اجازت بھی اسی میں شامل ہے۔ (مرقات) یعنی گالے بجالے اپنے دل کے ارمان پورے کرلے۔)

حضرت مُلّا علی قاری محدّث اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہما الرحمتہ مرقات واشعتہ اللمعات میں لکھتے ہیں کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی سلامتی وتشریف آوری پر خوشی منانا بہترین عبادت ہے۔ اس لئے یہ نذر درست ہوئی کہ نذر عبادت کی ہوتی ہے"۔

گناہ کی نذر درست نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ (نسائی شریف) خیال رہے کہ جھانجھ کے ساتھ دف وغیرہ ممنوع ہے۔ بغیر جھانجھ، بلا ضرورت کھیل کود کے لئے بھی ممنوع ہے۔ غرض صحیح کے لئے دف تاشہ بجانا جائز ہے لہٰذا اعلانِ نکاح روزہ کے افطار یا سحری کے لئے، یوں ہی غازیوں کے لئے دف بجانا جائز ہے۔ یہ دف جھانجھ سے اور لہو ولعب سے خالی تھی لہٰذا جائز تھی۔

نیز لونڈی پر نہ تو پردہ واجب ہے نہ اس کی آواز عورت ہے۔ اسے اجنبی شخص دیکھ بھی سکتا ہے اُس کی آواز بھی سُن سکتا ہے۔

لہٰذا یہاں یہ اعتراض نہیں کہ حضور انور نے اجنبی عورت کو کیوں دیکھا اور اس کی آواز کیوں سُنی۔ نہ اس سے مروّجہ ناچ گانے پر دلیل پکڑی جاسکتی ہے کہ اب آزاد عورتیں بن سنور کر گاتی ہیں، یہ حرام قطعی ہے۔

اس حدیث سے بہت سے لوگ دھوکا کھا گئے ہیں۔

وہ دف بجانے لگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے وہ دف بجاتی رہی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے وہ دف بجاتی رہی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے وہ دف بجاتی رہی۔ (یعنی وہ لونڈی ان حضرات میں سے کسی سے نہیں ڈری برابر دف بجاتی رہی اور گیت گاتی رہی۔) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے دف اپنے چوتڑوں کے نیچے رکھ لی پھر اس پر بیٹھ گئی۔ (یہ ہیبتِ فاروقی تھی کہ اس بی بی نے وہ کام بند کر دیا جو جائز بلکہ عبادت تھا مگر لہو و لعب کی صورت میں تھا، حضرت عمر کو دیکھ کر گھبرا گئی۔ جیسے بعض ہیبت والے آدمیوں کو دیکھ کر بیٹھے باتیں کرنے والے لوگ اِدھر اُدھر ہو جاتے ہیں، جگہ خالی کر جاتے ہیں۔ حالانکہ وہاں اُن کا بیٹھنا باتیں کرنا حرام نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اگر یہ کام جائز تھا تو حضرت عمر کو دیکھ کر اس بی بی نے بند کیوں کر دیا اور اگر حرام تھا تو پہلے حضور کے سامنے کیوں ہوا)

تب حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کہ اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے۔ (یعنی اے عمر یہ تو ایک عورت ہے جو ایسا کام کر رہی تھی جو حقیقتہً درست تھا، صورۃً کھیل تھا، یہ کیوں نہ ڈر جاتی تمہاری ہیبت کا تو یہ عالم ہے کہ تم سے شیطان بھی ڈرتا ہے جو مردود دوسروں سے نہیں ڈرتا۔ اس فرمانِ عالی میں نہ تو اُس عورت کو شیطان فرمایا گیا اور نہ اس

کے دف بجانے اور گیت گانے کو شیطانی عمل فرمایا گیا۔ یہ عمل تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے ہوا تھا۔ میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ بجا رہی تھی پھر ابو بکر آئے وہ بجاتی رہی، پھر علی آئے وہ بجاتی رہی پھر عثمان آئے وہ بجاتی رہی (یعنی ہم چاروں ہستیوں سے یہ بی بی نہ گھبرائی ہمارے رحم وکرم پر پھولی رہی گاتی بجاتی رہی۔) پھر اے عمر جب تم آئے تو اس نے دَف پھینک دی۔

بفضلہٖ تعالیٰ جلّ شانہٗ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم، مسئلہ نذر و نیاز کی قرآن وحدیث سے وضاحت مکمل ہو چکی اور تفسیر نجدیہ وہابیہ میں از اوّل تا آخر نذر و نیاز حرام ہونے کی جو شیطانی رٹ لگائی گئی ہے اس کی بدلائل قاہرہ تردید کردی گئی ہے۔

اب مزارات اولیاء کی حاضری اور ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی، اعمال صالحہ، نذر و نیاز صدقہ خیرات کے جواز و مستحب اور سُنّت ہونے کا ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصلاً تحریر کیا جا رہا ہے۔ جس سے تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں کی گئی تحریفات و بکواسیات کی حقیقت واضح ہو جائے گی اور روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ نجدیہ سعودیہ وہابیہ کا مذہب توحید شیطانی پر مبنی ہے۔ ان کے مذہب کا مذہب اسلام سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ یہ لوگ صراطِ مستقیم سے ہٹے ہوئے، اُمّتِ مسلمہ مرحومہ سے کٹے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرّم نورِ مجسّم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے میں مسلمانوں کو اُن کی گمراہیوں سے بچائے۔ آمین!

قبروں کی زیارت کیلئے جانا اور قرآن خوانی کرنا سُنّت ہے

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ "شرح الصدور" میں یہ حدیث نقل فرماتے ہیں: "اُخْرِجُ الجَلَالَ فِی الْجَامِعِ عَنِ الشُّعْبِی قَالَ کَانَتْ الْاَنْصَارِ اِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَيِّتِ اِخْتَلِفُوا اِلَى قَبْرِهِ يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنِ"۔ حضرت جلال نے جامع میں محدّث شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ۔ انہوں نے فرمایا انصار صحابہ کرام کا یہ معمول تھا کہ جب ان کا کوئی شخص مرجاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن پڑھتے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔

طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابنِ عمر سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مر جائے تو اُسے روکے نہ رکھو بلکہ جلدی لے جاؤ قبر کی طرف اور اس کے سر کی جانب سورۃ البقرہ کی اوّل آیات "مفلحون" تک پڑھنی چاہیئے۔ اور اس کی قبر کی پائیں جانب سورہ بقرہ کی آخری آیات اٰمن الرسول تا آخر سورہ تک۔ (مشکوٰۃ)

نیز عبد الرحمٰن بن علاء بن حلاّج سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے وصیّت کی کہ اے میرے بیٹے جب تم مجھے قبر میں رکھو

تو یہ کہنا ملّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر مجھ پر مٹی ڈالنا۔ پھر میرے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی اور پاؤں کی جانب آخری آیات پڑھنا۔ کیونکہ نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہی سُنا ہے"۔ رضی اللہ عنہم (شرح الصدور)

شارح صحیح مسلم امام نووی کتاب الاذکار باب مایقول بعد الدفن میں لکھتے ہیں :۔ قَالَ الشَّافِعِیُّ یَسْتَحِبُّ اَنْ یَقْرَؤُا عِنْدَہٗ شَیْئًا مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْا فَاِنْ اِخْتَمُوا الْقُرْاٰنَ کُلَّہٗ کَانَ۔

"حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا قبر کے پاس کچھ قرآن تلاوت کرنا مستحب ہے۔ علماء نے فرمایا اگر پورا قرآن پڑھ کر ختم کریں تو بھی اچھا ہے"۔

نیز ابوالقاسم سعد بن علی زنجانی علیہ الرحمۃ نے اپنے فوائد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو قبرستان سے گزرا اور اس نے سورہ فاتحہ، اخلاص اور الھٰکم التکاثر پڑھی اور پھر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد اور عورت دونوں کو دینا، تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کی سفارش کریں گے"۔ (شرح الصدور)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شارح مشکوٰۃ علیہ الرحمۃ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت لکھنے کے بعد فرماتے ہیں وو ودر

آثار قرأت فاتحۃ الکتاب ومعوّذتین وقل ھو اللہ احد وگردانیدن ثواب

برائے اہلِ مقابر آمدہ است۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب

الجنائز باب دفن المیت فصل ۲)

اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل اور روایات میں سورہ فاتحۃ

الکتاب اور معوّذتین اور قل ھو اللہ احد پڑھنا اور اس کا ثواب قبروں

میں مدفون اموات کے لئے پیش کرنا مذکور ہے۔

احادیث سے ثابت ہوا کہ قبروں کی زیارت کے لئے جانا، قرآن

خوانی کرنا اور اس کا ثواب اموات کو بخشنا بلاشبہ مستحب اور ارشاداتِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعمیل ہے، سُنّت ہے۔ صحابہ انصار کے

عمل سے بھی ثابت ہوا کہ اموات کے ایصالِ ثواب کے لئے قبروں پر جانا

قرآن خوانی کرنا، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے تحت ہی تھا۔

اگر حضور کی اجازت نہ ہوتی تو صحابہ انصار ہرگز یہ عمل نہ فرماتے لہٰذا یہ

عمل سُنّت ٹھہرا۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

بدنی اور مالی عبادات کا ثواب دوسرے مُسلمان کو بخشنا جائز ہے اور پہنچتا ہے

عَنْ صَالِحِ بْنِ دِرْھَمٍ یَقُوْلُ اِنْطَلَقْنَا حَاجِیْنَ فَاِذَا رَجُلٌ

فَقَالَ لَنَا اِلٰی جَنْبِکُمْ قَرْیَۃٌ یُقَالُ لَھَا الْاَبُلَّۃُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنْ

يَضْمِنُ لِي مِنْكُمْ اَنْ يُصَلِّيَ لِي فِي مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعًا وَيَقُوْلُ هٰذِهٖ لِاَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيْلِي اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ لَا يَقُوْمُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ رواه ابوداؤد وقال هٰذا المسجد مقابلي النهر۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الملاحم فصل دوم)۔

حضرت صالح بن درہم (تابعی) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حج کے ارادے سے (بصرہ سے مکہ مکرمہ) جارہے تھے کہ ناگاہ ہم کو ایک آدمی (حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ) ملا۔ اس نے ہمیں کہا کہ تمہارے شہر کی جانب ایک گاؤں ہے جس کا نام اُبلّہ ہے۔ ہم نے کہا "ہاں ہے" تو اُس نے کہا تم میں کون ہے جو ضمانت دے اور یہ عہد کرے کہ وہ اس گاؤں میں واقع مسجد عشّار میں دو رکعتیں یا چار رکعتیں میرے لئے پڑھ کر کہے کہ میں نے اس نماز کا ثواب ابوھریرہ کو بخش دیا، میں نے اپنے جانی دوست ابوالقاسم (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل قیامت کے دن مسجد عشار سے اُن شہیدوں کو اٹھائے گا کہ اُن کے سوا دوسرا کوئی بھی شہداء بدر کے مقام و مرتبہ کا نہیں اُٹھے گا"۔

یعنی صرف مسجد عشّار میں مدفون شہیدوں کا مقام و مرتبہ ہی

شہدائے بدر کے شہیدوں کے برابر ہے۔ کسی اور کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

اس حدیث مبارکہ کے تحت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ رقم فرماتے ہیں۔" وایں منقبتے عظیم ست مرایں جماعہ را کہ باشہدائے بدر برابر ند پس چوں ایں مسجد ایں فضل وشرف دارد نماز کردن دروے فضل عظیم وثوابے جزیل داشتہ باشد وازینجا معلوم شود کہ نماز گزاردن دراماکن شریفہ وعبادت ونیکی کردن دراں فضلے عظیم دارد وبخشیدن ثواب عمل بدنی کسے راجائز است واکثر علماء بر ینند ودر عبادت مالیہ باتفاق جائز است (اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

اور یہ وہ عظیم بزرگی اور فضیلت کی بات ہے جو خاص اسی جماعت کے لئے ہے کہ یہ شہدائے بدر کے برابر ہیں۔ پس جب یہ مسجد یہ فضل وشرف رکھتی ہے (کہ اس مرتبہ کے شہداء اس میں مدفون ہیں۔) تو اس میں نماز پڑھنا عظیم فضیلت اور ثواب جزیل رکھتا ہو گا۔ اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ شرف والی جگہوں میں نماز پڑھنا اور عبادت ونیکی کرنا بڑی عظیم فضیلت رکھتا ہے۔ (اور اس حدیث سے واضح ہوا کہ) بدنی عمل کا ثواب کسی کو بخشنا جائز ہے۔ اور اکثر علماء کا فیصلہ یہی ہے اور مالی عبادتوں کا ثواب کسی کو بخشنا بالاتفاق جائز

ہے "۔ انتھیٰ کلام الشیخ رحمتہ اللہ علیہ۔

اس حدیث مبارکہ سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عبادت بدنی یعنی نماز بھی کسی کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پڑھنا جائز ہے۔

دوم۔ ایصالِ ثواب کے لئے زبان سے کہنا کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں کو دے بہت بہتر ہے۔

سوم۔ یہ کہ برکت کی نیّت سے بزرگانِ دین کی مسجد میں نماز پڑھنا بڑے ثواب کا باعث ہے۔

اموات کے لئے دُعائے مغفرت کرنا سُنّت ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْہُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنْ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ)۔

روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ میّت قبر میں ڈوبتے ہوئے

فریادی کی طرح ہی ہوتی ہے کہ ماں باپ بھائی یا دوست کی دعائے خیر کو پہنچنے کی منتظر رہتی ہے۔ پھر جب اسے دعا پہنچ جاتی ہے تو اسے یہ دعا دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے قبر والوں کو ثواب کے پہاڑ دیتا ہے۔ اور یقیناً زندہ کا مُردوں کے لئے تحفہ ان کے لئے دعائے مغفرت ہے"۔

صدقہ خیرات کا ثواب اموات کو پہنچتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَاَظُنُّھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَھَلْ لَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ)

روایت حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کی کہ میری ماں اچانک فوت ہوگئی، میرا خیال ہے کہ اگر کچھ بولتیں تو خیرات کرتیں، تو کیا انہیں ثواب ہوگا اگر میں ان کی طرف سے خیرات کردوں؟ فرمایا، ہاں! (مسلم، بخاری)

اس حدیث کی شرح میں حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ وَفِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ جَوَازُ الصَّدَقَۃِ عَنِ الْمَیِّتِ وَاسْتِحْبَابُھَا وَاِنَّ ثَوَابَھَا یَصِلُہٗ یَنْفَعُہٗ وَیَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقَ اَیْضًا وَھٰذَا کُلُّہٗ

اِجۡمَعۡ عَلَیۡہِ الۡمُسۡلِمُوۡنَ ○

اس حدیث میں میّت کی طرف سے صدقہ خیرات کرنے کے جائز اور مستحب ہونے کا ثبوت ہے اور یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ صدقہ خیرات کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے۔ میّت کے لئے نافع ہے اور صدقہ خیرات کرنے والے کو بھی اس کا نفع (ثواب) ملتا ہے۔

یہ تمام امور ایسے ہیں جن پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے"۔

عَنۡ اِبۡنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعۡدَ بۡنِ عُبَادَۃِ تُوُفِّیَتۡ اُمُّہٗ وَھُوَ غَائِبٌ عَنۡھَا فَقَالَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیۡ تُوُفِّیَتۡ وَاَنَا غَائِبٌ عَنۡھَا اَیَنۡفَعُھَا شَیۡءٌ اِنۡ تَصَدَّقۡتُ بِہٖ عَنۡھَا قَالَ نَعَمۡ قَالَ فَاِنِّیۡ اُشۡہِدُکَ اِنۡ حَائِطِیَ الۡمَخۡرَافِ صَدَقَۃٌ عَلَیۡھَا۔

(صحیح بخاری جلد ۱ ص ۲۸۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری غیر موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو آیا اُسے کچھ نفع پہنچے گا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت سعد نے عرض کی یارسول اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ "مخراف" اس پر صدقہ ہے۔

نمازٗ روزہ، حج، صدقہ، قرآن خوانی اور اذکار کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے

عَنْ اَنَسٍ اَنَّہٗ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَ نُحُجُّ عَنْھُمْ وَ نَدْعُوْا لَھُمْ فَھَلْ یَصِلُ ذَالِکَ اِلَیْھِمْ فَقَالَ نَعَمْ اِنَّہٗ لَیَصِلُ وَیَفْرَحُوْنَ بِہٖ کَمَا یَفْرَحُ اَحَدُکُمْ بِالطَّبَقِ اِذَا اُھْدِیَ اِلَیْہِ رواہ ابوحفص العکبری۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا۔ یارسول اللہ! ہم اپنے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور اُن کی طرف سے حج کرتے ہیں ہم اُن کے لئے دُعا مانگتے ہیں تو آیا یہ اُن تک پہنچتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہاں! بے شک ضرور پہنچتا ہے اور وہ ایصالِ ثواب پر اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تمہیں (طعام وغیرہ) کا طبق ہدیۃً دیا جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔"

مراقی الفلاح میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے: فَلِلْاِنْسَانِ اَنْ یَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیْرِہٖ عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ صَلٰوۃً کَانَ اَوْ صَوْمًا اَوْ حَجًّا اَوْ صَدَقَۃً اَوْ قِرَاءَۃً لِلْقُرْاٰنِ وَالْاَذْکَارِ

اَوْغَیْرُ ذَالِکَ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ وَیَصِلُ ذَالِکَ اِلَی الْمَیِّتِ وَ یَنْفَعُہٗ وَقَالَہُ الزَّیْلَعِیُّ فِیْ بَابِ الْحَجِّ عَنِ الْغَیْرِ۔)

پس اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک انسان کو چاہیئے کہ اپنے نیک اعمال کا ثواب کسی کو بخش دے، پھر وہ عمل نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا صدقہ، تلاوتِ قرآن ہو یا دیگر اذکار وغیرہ، نیکی کے دوسرے کام۔ ان کا ثواب میت کو بھی پہنچتا ہے اور ایصالِ ثواب کرنے والے کو بھی اس کا ثواب ملتا ہے۔"

صدقہ و خیرات کی چیز غیر اللہ کے نام منسوب کرنے سے حرام نہیں ہو جاتی!

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ ھٰذَا لِاُمِّ سَعْدٍ۔ رواہ ابوداؤد والنسائی (مشکوٰۃ)

روایت ہے حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! اُمِّ سعد وفات پاگئیں، تو اب کون سا صدقہ بہتر ہے؟ فرمایا پانی! لہٰذا سعد نے کنواں کھدوایا اور فرمایا یہ کنواں اُمِّ سعد کا ہے۔ یعنی اُمِّ سعد کی رُوح کے ثواب کے لئے ہے۔

واضح رہے کہ یہ کنواں اب تک آباد ہے۔ بیرِ اُمِ سعد کے نام سے مشہور ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر اب تک لوگ اس کا پانی پی رہے ہیں۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ زندوں کی دعاؤں اور صدقات وخیرات، نذر ونیاز وغیرہ نیک اعمال کا ثواب اموات کو یقیناً پہنچتا ہے۔ خواہ دُعائے مغفرت صراحتہً ہو جیسے رَبِّ اغْفِرْلِی وَ لِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ خواہ ضمناً جیسے ان کی طرف سے صدقہ وخیرات کہ یہ چیزیں اموات کی بخشش کا ذریعہ ہیں۔ غرضیکہ حدیث قولی وعملی دونوں استغفاروں کو شامل ہیں۔

صحابیہ نے رسول اللّٰہ کیلئے بکری ذبح کی

عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَہٗ فَدَخَلَ عَلٰی اِمْرَأَۃٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَذَبَحَتْ لَہٗ شَاۃً فَاَکَلَ مِنْہُ وَاَتَتْہُ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ فَاَکَلَ مِنْہُ۔ الحدیث (ترمذی جلد ۱ صـ۱۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انصار میں سے ایک خاتون کے پاس تشریف فرما

ہوئے۔ پس اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری ذبح کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا گوشت کھایا پھر اس صحابیہ خاتون نے بارگاہِ رسالت میں تازہ پکی ہوئی کھجوروں کا طبق پیش کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں سے کچھ کھجوریں بھی تناول فرمائیں۔

میں موٹی تازی (فربہ) بکری رسول اللہ کیلئے ذبح کروں

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے فَانْطَلَقْتُ اِلَى الْاَعْنُزِ اَيُّهَا اَسْمَنُ فَاَذْبَحُهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح مسلم صہ ۱۸۴ جلد ۲)۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "پس میں بکریوں کے باڑے کی طرف گیا تاکہ میں ان میں سے کوئی موٹی تازی (فربہ) بکری منتخب کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذبح کروں"۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ جانوروں یا کسی چیز پر غیر اللہ کا نام لینے سے وہ جانور یا وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ کہ جانور کو ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ہی ذبح کیا جاتا ہے۔ کوئی مسلمان غیر اللہ کا نام لے کر جانور ذبح نہیں کرتا۔ اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں تحریر کی جا رہی ہے۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ ص۶۷ پر وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا ترجمہ بھی غلط لکھا گیا ہے۔ اور تفسیر میں بھی بڑی بے حیائی کے ساتھ تحریف کر کے تعلیماتِ قرآن و حدیث کی مخالفت و تردید کی گئی ہے۔ اس نام نہاد تفسیر میں لکھا گیا ہے کہ جن جانوروں کو بزرگوں کے نذر و نیاز کے نام پر پکارا جائے، اُن جانوروں کو چاہے ذبح کے وقت اللہ ہی کا نام لے کر ذبح کیا جائے یہ حرام ہی ہوں گے۔ جانوروں کے علاوہ جو اشیاء بھی غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز اور چڑھاوے کی ہوں گی حرام ہوں گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اس کے برعکس احادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے تحت صحابیٔ رسول حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے ایصالِ ثواب کے لئے کنواں کھدوایا۔ اور کنوئیں کے متعلق فرمایا۔ "هٰذَا لِاُمِّ سَعْدٍ"۔ یہ کنواں اُمِّ سعد کا ہے۔ اس کنوئیں کا پانی صحابۂ کرام علیہم الرضوان پیتے رہے۔ اور سب مسلمان پی رہے ہیں۔ صحابیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے بکری ذبح کی اُس کا گوشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کھایا۔ صحابیہ نے کھجوریں رسول اللہ کی خدمت میں نذر کیں حضور نے وہ کھجوریں بھی کھائیں۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے

لئے بکری ذبح کی۔

ثابت ہوا کہ تفسیر نجدیہ وہابیہ میں احادیث کی صریحاً تردید کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اس کی رو سے نعوذ باللہ من ذالک مشرک کافر اور مرتد ٹھہرتے ہیں اور اُمّتِ محمدّیہ علیٰ صاحبہا السلام کے تمام مفسرین و محدّثین، مجتہدین علماء و مشائخ اور سب مسلمان بھی مشرک، کافر و مرتد قرار پاتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قرن الشیطان ابن عبد الوہاب نجدی کی معنوی اولاد نجدی وہابی ہی حضور کے ارشادات کے مطابق دینِ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ ان کا دین اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا عطا کیا ہوا دین اسلام نہیں بلکہ یہ وہابیہ خوارج کے دین پر ہیں۔

میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے لئے صدقہ کرتا ہوں

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب اُن کی توبہ قبول ہوئی انہوں نے مولائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسُول اللہ! اِنَّ

مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِیْ صَدَقَۃً اِلَی اللّٰہِ وَ اِلٰی رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں، اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے صدقہ کر کے۔ جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

صحیح بخاری کی شرح "ارشاد الساری" میں ہے۔ اَیْ صَدَقَۃً خَالِصَۃً لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ فَاِلٰی بِمَعْنَی اللَّامِ ۔ یعنی اس حدیث میں اللہ ورسول کی طرف صدقہ کرنے کے معنے اللہ ورسول کے لئے تصدق ہیں، تو حاصل یہ کہ اپنا سارا مال خاص خدا ورسول کے نام پر تصدق کردوں تبارک وتعالیٰ و صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ دونوں سونے کے کنگن اللہ اور اللہ کے رسول کیلئے ہیں

یمن کی ایک بی بی اور ان کی بیٹی بارگاہ بے کس پناہ محبوب الٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے بھاری کنگن تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تُعْطِیْنَ زَکٰوۃَ ھٰذَا ، اس کی زکوٰۃ دے گی؟ عرض کی نہ۔ فرمایا:۔ اَیَسُرُّكِ اَنْ یُّسَوِّرَكِ اللّٰہُ بِھِمَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ سِوَارَیْنِ مِنْ نَّارٍ ۔ کیا تجھے یہ بھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے

بدلے تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے۔" اُن بی بی نے فوراً وہ کنگن اُتار کر ڈال دیئے اور عرض کی ھُمَا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یارسول اللہ یہ دونوں اللہ کے اور اللہ کے رسول کے لئے ہیں۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! (احمد و ابوداؤد و نسائی، عن عبداللہ بن عمرو، رضی اللہ عنہ)۔

ثلث مال اللہ و رسول کیلئے صدقہ کر دیا

جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی یارسول اللہ! اِنِّیْ اَھْجُرُ دَارِ قَوْمِیَ الَّتِیْ اَصَبْتُ بِھَا الذَّنْبُ وَاَنْخَلِعُ مِنْ مَّالِیْ صَدَقَۃً اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ "یارسول اللہ! میں اپنی قوم کا محلہ جس میں مجھ سے خطا سرزد ہوئی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے اللہ و رسول کے نام پر تصدق کر کے باہر آتا ہوں۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور پُرنُور نے فرمایا! اے ابولبابہ تہائی مال کافی ہے انہوں نے ثلث مال اللہ و رسول کے لئے صدقہ کر دیا۔ عز جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (الطبرانی فی الکبیر و ابونعیم عَنْ اِبْنِ شِھَابِ نِ الزُّھْرِیِّ نِ الْحُسَیْنِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ اَبِیْ لُبَابَۃَ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

قَالَ لَمَّا تَابَ اللّٰہُ عَلَیَّ جِئۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَقُلۡتُ لَہٗ فَذَکَرَہٗ۔)

یہ حدیثیں جانِ وہابیت پر صریح آفت ہیں کہ تصدق کرنے میں اللہ عزوجل کے ساتھ اللہ کے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک ملایا جاتا ہے۔ اور حضورِ پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقبول رکھتے ہیں۔ وللّٰہِ الحُجَّۃُ البالغۃ۔

لیکن نجدی سعودی وہابی اللہ عزوجل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ملانے کو شرک و کفر ٹھہراتے ہیں۔ نعوذ باللہ من کفریات النجدیۃ السعودیۃ الوہابیۃ۔

آیت مبارکہ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیۡرِ اللّٰہِ کا صحیح مطلب یہ ہے کہ

جس ذبیحہ پر ذبح کرتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کے بجائے غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے جیسے کہ مشرکینِ عرب جانور ذبح کرتے وقت "بِسۡمِ اللّات" یا "بِسۡمِ الۡعُزّٰی" وغیرہ کہتے تھے۔ پس اگر ذبح کرنے سے پہلے یا بعد عرفاً یوں کہے کہ یہ بکرا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے یا فلاں ولی اللہ کے لئے ہے، لڑکے کے عقیقے کے لئے ہے، لڑکی کی شادی کے لئے ہے، یا مہمان کے لئے ہے لیکن ذبح کرتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہہ کر

ذبح کرتا ہے تو قرآن وحدیث کی رو سے نہ وہ ذبیحہ حرام ہوگا اور نہ ذبح کرنے والا کافر ومشرک ٹھہرے گا۔

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں فرمانِ نبوی "فلیذبح علیٰ اسم اللہ" کے تحت شارحِ صحیح مسلم حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ هُوَ بِمَعْنٰی رِوَایَۃِ فَلْیَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰہِ اَیْ قَائِلًا بِسْمِ اللّٰہِ ھٰذَا ھُوَ الصَّحِیْحُ فِیْ مَعْنَاہُ۔ (صحیح مسلم جلد ۲، صـ۱۵۳)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد اس روایت کے معنے میں ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے یعنی بسم اللہ کہتے ہوئے ذبح کیا جائے اور یہی معنے صحیح ہے۔

اور اگر تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں لکھے گئے من گھڑت معنے صحیح سمجھ لئے جائیں تو تمام مسلمان علماء، اولیاء، مفسرین، محدثین، تبع تابعین، تابعین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان تک مشرک وکافر ٹھہرتے ہیں۔ حتیٰ کہ (خاک بدہن وہابیہ) سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تک، وہابیہ کے مردود فتویٰ کی زد پڑتی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُضَحِّیْ بِكَبْشَیْنِ وَاَنَا اُضَحِّیْ بِكَبْشَیْنِ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قربانی میں) دو

مینڈھے ذبح فرمایا کرتے تھے اور میں بھی (قربانی میں) دو مینڈھے قربان کیا کرتا ہوں"۔

اس کی تشریح میں حاشیہ پر مرقوم ہے۔ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ كَانَ اَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهِ الْمُعَظَّمَةِ عِنْدَ اللهِ تَعَالٰى وَالْاٰخِرِ عَنْ اُمَّتِهٖ مِمَّنْ لَمْ يَضَحْ وَيَنْبَغِي لِلْاُمَّةِ اَنْ يَذْبَحُوْا بِكَبْشَيْنِ اَحَدُهُمَا لِنَفْسِهٖ وَالْآخِرِ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صہ ۱۳۳)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مینڈھا اپنی طرف سے قربان کیا کرتے تھے اور دوسرا مینڈھا اپنے اُن اُمتیوں کے لئے جو قربانی نہیں دے سکتے۔ اور اُمت کو چاہئیے کہ اُمتی ایک مینڈھا اپنے لئے ذبح کیا کریں اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے"۔

ثابت ہوا کہ کسی چیز پر غیر اللہ کا نام لے کر کہ یہ فلاں کے لئے ہے کہنے سے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی اور نہ اس طرح کہنے سے کفر و شرک عائد ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ نام نہاد تفسیر نجدیہ، سعودیہ والے خوارج الاصل ہیں۔ اس لئے آیاتِ قرآن کے معنے غلط نکالتے اور من گھڑت مفہوم بیان کرتے ہیں۔ علی الاعلان تحریفِ قرآن کے مرتکب مجرم ہیں۔

تفسیر احمدی وخزائن العرفان میں وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ”وہ جانور حرام ہے جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو، جس جانور پر وقتِ ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف سے ملا کر وہ حرام ہے اور اگر نامِ خدا کے ساتھ غیر کا نام بغیر عطف ملایا تو مکروہ ہے۔ اگر ذبح فقط اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر اللہ کا نام لیا مثلاً یہ کہہ کر عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا دُنبہ یا جس کی طرف سے وہ ذبیح ہے اسی کا نام لیا۔ یا جن اولیاء کے لئے ایصالِ ثواب منظور ہے ان کا نام لیا تو یہ جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔ (تفسیر احمدی وخزائن العرفان۔م

جس حلال جانور کو مسلمان یا اہلِ کتاب، اللہ کا نام لے کر ذبح کرے وہ حلال ہے اور جس حلال جانور کو مشرک یا مُرتد ذبح کرے وہ حرام ہے مُردار ہے۔ اسی طرح اگر دیدہ دانستہ بوقتِ ذبح بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دے یا خدا کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کرے مثلاً بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہنے کے بجائے کسی نبی، رسُول یا ولی کا نام لے کر ذبح کرے تو حرام ہے۔

یاد رکھیئے کہ اس حلّت وحُرمت میں ذبح کرنے والے کا اعتبار ہے نہ کہ مالک کا۔ اگر مسلمان کا جانور مشرک نے ذبح کر دیا تو

مُردار ہو گیا۔ اگر مُشرک نے بُت کے نام پر جانور پالا مگر اس کو مسلمان نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تو حلال ہے۔ اسی طرح ذبح کے وقت نام لینے کا اعتبار ہے نہ کہ آگے پیچھے۔ زندگی میں جانور بُت کے نام کا تھا مگر ذبح خدا کے نام کا ہوا حلال ہے۔ اور زندگی میں جانور قربانی کا تھا مگر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا تو وہ مُردار ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے اَیْ رَفَعَ الصَّوْتَ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ لِقَوْلِہِمْ بِسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی عِنْدَ ذَبِیْحِہٖ۔ یعنی اس جانور پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو جیسے کفّار ذبح کے وقت کہتے تھے بسم اللّات والعُزّٰی۔

تفسیر جلالین میں ہے بِاَنْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِہٖ۔ اس طرح کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے۔

تفسیر خازن میں ہے یَعْنِیْ مَا ذُکِرَ عَلٰی ذَبْحِہٖ غَیْرِ اِسْمِہٖ۔ وَذَالِکَ اِنَّ الْعَرَبَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ کَانُوْا یَذْکُرُوْنَ اَسْمَاءَ اَصْنَامِھِمْ عِنْدَ الذَّبْحِ فَحَرَّمَ اللّٰہُ ذَالِکَ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَبِقَوْلِہٖ وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ یعنی وہ جانور حرام ہے جس کے ذبح پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور یہ اس لئے ہے کہ اہلِ عرب زمانۂ جاہلیّت میں ذبح کے وقت بُتوں کا نام لیتے تھے

پس خدا تعالیٰ نے اس کو اس آیت سے اور آیت ولا تاکلوا مِمّا لَمْ یُذْکَرِ اسمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ سے حرام فرمایا۔

تفسیر کبیر میں ہے وَکَانُوا یَقُوْلُوْنَ عِنْدَ الذَّبْحِ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَحَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی ذَالِكَ اہلِ عرب ذبح کرتے وقت کہتے تھے بسم اللّاتِ والعُزّٰی اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرمادیا۔

تفسیرات احمدیہ میں ہے مَعْنَاہُ مَا ذُبِحَ بِهٖ لِاسْمِ غَیْرِ اللّٰہِ مِثْلُ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی وَاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ۔ آیت کے معنے یہ ہیں کہ اس کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو جیسے کہ لات وعزّیٰ اور انبیاء کے نام پر ذبح کیا جائے۔ المختصر سلف صالحین کی تمام تفاسیر میں یہی معنے بیان کئے گئے ہیں اور انہی معنوں پر مفسرین ومحدّثین وعلماء اُمّت متفق ہیں۔ نیز

تفسیرات احمدیہ میں حضرت مُلّا احمد جیون رحمتہ اللہ علیہ جو علماء عرب وعجم کے اُستاد ہیں یہاں تک کہ وہابی مولوی بھی اُن کو مانتے ہیں، فرماتے ہیں۔ وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اِنَّ الْبَقَرَۃَ الْمَنْذُوْرَۃَ لِلْاَوْلِیَاءِ کَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَیِّبٌ لِاَنَّهٗ لَمْ یُذْکَرْ اِسْمُ غَیْرِ اللّٰہِ وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْ کَانُوْا یَنْذِرُوْنَهَا۔ یعنی اس سے معلوم ہوا کہ جس گائے کی اولیاء کے لئے نذر مانی گئی جیسا کہ ہمارے

زمانہ میں رواج ہے۔ یہ حلال طیّب ہے کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ گائے کی نذر ملتے ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلّم قرآن وحدیث کی وضاحت، مفسرین ومحدّثین کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ کسی چیز پر غیر اللہ کا نام لے کر یہ کہہ دینے سے کہ یہ فلاں کے لئے ہے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی اور نہ ہی کفر وشرک عائد ہوتا ہے لیکن نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ ص۶۷ تا ۶۹ اور ص۲۸۴ پر وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ کے اصل معنے ومفہوم کو بگاڑ کر تحریف کر کے مسلمانوں پر بہتان باندھ کر کہ یہ جاہل مسلمان فوت شدہ بزرگوں کا تقرب حاصل کرنے کے لئے قبروں اور آستانوں پر جانور ذبح کرتے ہیں یا ان کے ناموں کی نذر نیاز کے لئے کھانے کی اشیاء تقسیم کرتے ہیں اس طرح یہ مسلمان غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس لئے مشرک اور کافر ہیں۔ اور بزرگوں کی نیاز کے لئے جانوروں کو چاہے ذبح کے وقت اللہ ہی کا نام لے کر ذبح کیا جائے یہ حرام ہی ہوں گے۔ اس طریقے سے جانوروں کے علاوہ جو اشیاء بھی غیر اللہ کے نام پر نذر ونیاز اور چڑھاوے کی ہوں گی حرام ہوں گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

ان کی اسی طرح کی غلط بیانیوں، بہتان طرازیوں، اور قرآن و

حدیث میں تحریفات اور ارشاداتِ خدا و رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی علی الاعلان مخالفت اور تردید کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد خوارج الاصل نجدیہ سعودیہ وہابیہ پر من وعن صادق آتا ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ یَقْرَأُوْنَ الْقُرآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ (الحدیث صحیح مسلم جلد ا۔ ص ۳۴۱)۔

" وہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا، وہ لوگ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ (شکار) سے پار نکل جاتا ہے"۔

شارح صحیح مسلم امام نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں محدث قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے دو معنے بیان فرمائے۔ ایک یہ کہ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے دل تعلیماتِ قرآن کو سمجھ نہیں سکیں گے اور تلاوتِ قرآن سے کچھ نفع حاصل نہیں کریں گے۔ اور حلق و حنجرہ اور مُنہ سے ادائیگی حروف تقطیع و تلاوت کے سوائے قرآن سے ان کے لئے کچھ بھی حصہ نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ اُن کا کوئی عمل اور تلاوتِ قرآن بارگاہِ الٰہی میں نہ پہنچے گا اور نہ قبول کیا جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں از اوّل تا آخر تعلیماتِ قرآن کے مخالف عقائد و نظریات دل کھول کر لکھے گئے ہیں۔ اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے والوں کو بلا دریغ مشرک، کافر و مُرتد ٹھہرایا گیا ہے۔ چنانچہ جو عقائد و اعمال قرآن و حدیث کی رو سے جائز، مستحب اور سُنّت ہیں ان عقائد اور اعمال کو ناجائز، حرام اور شرک و کفر قرار دیا گیا ہے۔ ان کے ان مردود شیطانی فتاویٰ کی رو سے خاک بدہن وہابیہ۔ نہ صرف یہ کہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین مفسرین قرآن، شارحینِ حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور تمام مسلمانانِ اُمّت مشرک، کافر و مُرتد قرار پاتے ہیں بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ عزّ اسمہٗ و جلّ شانہٗ، تک ان کی تفسیر کی رُو سے مشرک و کافر ٹھہرتے ہیں۔

نعوذ باللہ من شرور الوہابیۃ الخبیثۃ ! ان کی اس شیطانی حرکت سے بلا ریب ثابت ہو جاتا ہے کہ...

نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ لکھنے لکھانے والے خود ہی دینِ اسلام سے خارج ہیں

اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وصحبہٖ وسلم کا مندرجہ بالا ارشاد

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔
نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی صورت میں مجسم طور پر دُنیا کے سامنے موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین وبجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وصحبہٖ وسلم اجمعین۔

فقیر تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے ص۶۷ تا ۶۹ پر اور ص۲۸۴ پر وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ میں کی گئی تحریفات اور ان کی غلط بیانیوں کی تردید واضح طور پر بدلائل قاہرہ تحریر کر چکا ہے۔ ذیل میں ص۱۴۹۷ پر اَلَّا تَزِرُوْ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى اور ص۷۴۱ پر وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ۔ الآیہ۔ کے تحت کی گئی بہتان طرازیوں، غلط بیانیوں اور تلبیسات وتحریفات کی نقاب کشائی کر کے ان کی تمام تر بکواس کی تردید کر رہا ہے۔ تاکہ بھولے بھالے کم علم مسلمان وہابیہ کے مکر وفریب سے واقف ہو کر گمراہی سے بچ سکیں۔
وباللہ التوفیق!

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں اصول وہابیت کے مطابق ص۱۴۹۷-۱۴۹۸ پر حسب معمول تحریف وتلبیس کا مظاہرہ کرتے ہوئے اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ اُخْرٰى۔ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کے تحت قرآن مجید واحادیث مبارکہ واجماع اُمّت سے ثابت شدہ

اموات کو ایصالِ ثواب کا بڑی ڈھٹائی کے ساتھ انکار کرتے ہوئے مسلمانوں کو صراطِ مستقیم سے بھٹکا کر راہِ شیطان پر لانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ لہٰذا فقیر ان کی اس شیطانی حرکت کی تردید کرتے ہوئے ان آیات مبارکہ کا صحیح مطلب و مفہوم تحریر کر رہا ہے۔

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (پ ۲۱ ع ۵)

"اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔" معنیٰ یہ ہیں کہ روزِ قیامت ہر ایک جان پر اسی کے گناہوں کا بار ہوگا جو اس نے کئے ہیں اور کوئی جان کسی دوسرے کے عوض نہ پکڑی جائے گی۔ البتہ جو گمراہ کرنے والے ہیں (جیسا کہ تفسیر نجدیہ وہابیہ لکھنے لکھانے والے ہیں۔) ان کے گمراہ کرنے سے جو لوگ گمراہ ہوئے ان کی تمام گمراہیوں کا بار ان گمراہوں پر بھی ہوگا اور ان گمراہ کرنے والوں پر بھی جیسا کہ کلامِ کریم میں ارشاد ہوا لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ اور در حقیقت یہ ان کی اپنی کمائی دوسرے کی نہیں۔ (خزائن العرفان)

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (پ ۲۷، ع ۷) اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش یعنی عمل۔

مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی ہی نیکیوں سے فائدہ پاتا ہے۔ یہ مضمون صُحف ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کا ہے اور کہا گیا ہے کہ ان ہی اُمتوں کے لئے خاص تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ حکم

ہماری شریعت میں آیت اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ سے منسوخ ہوگیا۔

(خزائن العرفان)۔

لیکن یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ نجدی تفسیر لکھنے لکھانے والے حق کی مخالفت اور اسلام و مسلمانوں کی عداوت میں اس قدر اندھے اور شقی القلب ہو چکے ہیں کہ یہ ابنِ عبدالوہاب نجدی قرن الشیطان کے سوا کسی کی بات نہیں مانتے۔ اسی کی تقلید میں منسوخ آیات سے بھی اجماعِ اُمّت کی مخالفت اور قرآن و حدیث کی تکذیب کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔

نیز قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (پ ۳ ع ۸)" اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو بُرائی کمائی"۔

یعنی ہر جان کو عمل نیک کا اجر و ثواب اور عمل بد کا عذاب و عتاب ہوگا۔ ان آیات میں بدنی اعمال مُراد ہیں یعنی کوئی کسی کی طرف سے فرض نماز نہیں پڑھ سکتا، روزہ نہیں رکھ سکتا اپنا فرض اپنے ہی کرنے سے ادا ہوگا۔ احادیث ایصالِ ثواب کے متعلق ہیں ادائے فرض اور ہے ایصالِ ثواب اور ہے۔ نیز یہ کہ لِلْاِنْسَانِ میں لام ملکیت کا ہے یعنی انسان کی ملکیت صرف اپنے ہی اعمال ہیں دوسروں کا کیا بھروسہ کوئی اپنے اعمال کا ثواب دے یا نہ دے۔

تفسیر نجدیہ کا مزید پوسٹ مارٹم

تفسیر نجدی ص۱۳۱؍ پر آیت مبارکہ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ کے تحت لکھا ہے "یعنی جن کو یہ حاجت روا، مشکل کشا، اور معبود سمجھتے ہیں وہ پتھر کی مورتیاں ہیں یا جنات وشیاطین ہیں جن کی حقیقت کا ان کو علم ہی نہیں۔

اسی طرح قبروں میں مدفون لوگوں کی حقیقت بھی کہ ان کے ساتھ وہاں کیا معاملہ ہورہا ہے وہ اللہ کے پسندیدہ افراد میں ہیں یا کسی دوسری فہرست میں ؟ ان باتوں کو کوئی نہیں جانتا۔ لیکن ان ظالم لوگوں نے ان کی حقیقت سے ناآشنا ہونے کے باوجود انہیں اللہ کا شریک ٹھہرا رکھا ہے اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے ان کے لئے بھی نذر و نیاز کے طور پر حصہ مقرر کرتے ہیں۔ بلکہ اللہ کا حصہ رہ جائے تو بے شک رہ جائے ان کے حصے میں کمی نہیں کرتے جیسا کہ سورۃ الانعام میں بیان کیا گیا ہے۔"

نجدیہ وہابیہ کی اس عبارت میں حسب معمول وہابیہ تحریفِ قرآن محبوبانِ خدا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی شان میں انتہائی دریدہ دہنی، تمسخر اور توہین اور صحیح العقیدہ، ارشادات قرآن وحدیث

پر عمل کرنے والے مسلمانوں پر بہتان طرازی، الزام تراشی، غلط بیانی، کا بڑی بے حیائی کے ساتھ شرمناک مظاہرہ کیا گیا ہے۔ ان کی اس شیطانی حرکت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اشقیاء ازلی وہابی حسبِ فرمانِ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دین اسلام سے نکل چکے ہیں۔ صراطِ مستقیم سے ہٹ چکے ہیں۔ اُمّتِ مرحومہ سے کٹ چکے ہیں۔ واضح رہے کہ۔

مذکورہ آیت مُبارکہ بُتوں اور بُت پرست مشرکین کی تردید و مذمّت میں نازل ہوئی ہے۔ محبوبانِ خدا اور مُسلمانوں کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ لیکن نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں حسبِ معمول وہابیہ اس آیت مُبارکہ کو بُتوں کی جگہ انبیاء و شہداء و اولیا پر اور بُت پرست مشرکین کی جگہ مُسلمانوں پر چسپاں کیا گیا ہے۔ محبوبانِ خدا انبیاء علیہم السلام، شہدا اور اولیاء اللہ کو۔ بُتوں، جنّات اور شیطانوں کی صف میں شمار کیا گیا ہے اور مسلمانانِ اُمّت کو مشرکین و کفّار قرار دیا گیا ہے جو قطعاً غلط اور سراسر شیطانی بکواس اور ظالم وہابیہ کی شیطانی توحید پرستی کا کرشمہ اور کُفرِ صریح ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بُت پرست مُشرکین انجانی چیزوں یعنی بُتوں کے لئے جن کا الٰہ اور مستحق اور نافع اور ضارّ ہونا نہیں معلوم نہیں۔ ہماری دی ہوئی روزی میں سے حصّہ مقرر کرتے ہیں۔

بتوں کو معبود اور بت پرستی کو خدا کا حکم بتا کر۔

لیکن اس کے برعکس نام نہاد تفسیر نجدی میں وہابی بکواس لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو قبروں میں مدفون لوگوں (یعنی انبیاء، شہداء اور اولیاء) کی حقیقت معلوم نہیں کہ ان کے ساتھ قبروں میں کیا معاملہ ہو رہا ہے۔ یعنی یہ محبوبانِ خدا عذاب میں ہیں یا راحت میں ہیں وہ اللہ کے پسندیدہ افراد ہیں یعنی جنتیوں میں ہیں یا کسی دوسری فہرست میں یقینی جہنمیوں میں ہیں اس کے باوجود ان ظالم مسلمانوں نے ان کو اللہ کا شریک ٹھہرا رکھا ہے۔ یعنی انبیاء و اولیاء کو حاجت روا، مشکل کشا اور معبود سمجھتے ہیں۔ اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے ان کے لئے نذر و نیاز کے طور پر حصہ مقرر کرتے ہیں۔ یعنی ایصالِ ثواب کے لئے نذر و نیاز دینا بھی عبادت ہے۔ نعوذ باللہ من ہفوات النجدیۃ الوہابیۃ الخبیثۃ۔ واضح رہے کہ ایصالِ ثواب کے لئے نذر و نیاز دینا ہرگز عبادت نہیں ہے۔

اس مسئلہ کی وضاحت فقیر مکمل طور پر گذشتہ صفحات میں کر چکا ہے۔ اس طرح وہابیہ خبیثہ نے جو تفسیر نجدیہ ص۶۷ اور دوسرے صفحات پر من گھڑت اصولِ وہابیہ کے تحت شرکیات و حرام سازی کی فہرستیں لکھی ہیں۔ سب شیطانی توحید کا کرشمہ ہیں۔ ان کو یہ منصب کس نے دے دیا ہے کہ جس چیز کو ناجائز و حرام کہہ دیں یا جس امر کو شرک و بدعت

کہہ دیں وہ چیزیں اور امور ناجائز و حرام اور شرک و بدعت ہو جائیں۔
جب کہ یہ بدبخت اللہ و رسول کی باتوں کو رد کرتے ہیں۔ احکامِ قرآن
وحدیث کو تسلیم نہیں کرتے سوائے قرن الشیطان ابنِ عبدالوہاب نجدی
کے کسی کو شارع نہیں مانتے تو آیا یہ اشقیاء ازلی خود اللہ و رسول سے
بڑھ کر توحید کے محافظ اور شرح کے مالک و مختار ہیں؟ حاشا و کلا۔ ایسا
ہرگز نہیں ہے۔

نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ پڑھنے والے سیدھے سادے
کم علم مسلمان ان کے ابلیسانہ مکر و فریب میں نہ آئیں۔ اپنا دین و ایمان
برباد نہ کریں۔ نام نہاد تفسیر نجدیہ میں قبروں میں مدفون انبیاء و شہدا اور
اولیاء کے خلاف انتہائی بدزبانی و دریدہ دہنی کی گئی ہے۔ حالانکہ قرآن
وحدیث میں ان نفوس قدسیہ کے بے شمار فضائل و برکات مذکور
ہیں اور ان کی توہین و گستاخی کو کفر فرمایا گیا ہے۔ مگر یہ ظالم نجدی
وہابی اللہ تعالیٰ کی ان مقبول و محبوب ہستیوں کو اولیاء اللہ تسلیم ہی نہیں
کرتے اور لکھتے ہیں کہ کسی کو معلوم نہیں کہ قبروں میں ان کے ساتھ کیا معاملہ
ہو رہا ہے۔ یہ اللہ کے پسندیدہ جنّتی افراد میں ہیں یا دوسری یعنی جہنّمیوں
کی فہرست میں ہیں؟ (نعوذ باللہ من ہفوات الوہابیہ)۔

واضح رہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک دُنیا بھر
کے سارے مسلمان ان بزرگ ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کے محبوب اولیاء

تسلیم کرتے اور ان کی محبوبیت اور ولایت کا اعلان کرتے ہیں۔ جو اس پر دلیل محکم ہے کہ یہ حضرات واقعی اللہ تعالیٰ کے محبوب اولیا ہیں چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔

مسلمان زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنُوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰى فَاَثْنُوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)۔ وَفِي رِوَايَةٍ اَلْمُؤْمِنُوْنَ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ۔

(مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب المشی بالجنازۃ فصل اول۔)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ لوگ جنازہ لے کر جس کی لوگوں نے اچھی تعریف کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا جنازہ لے کر گزرے جس کی لوگوں نے بُرائی کی (یہ کہا کہ یہ بڑا منافق تھا بے دین تھا بد خلق اور موذی تھا وغیرہ وغیرہ۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا واجب ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور کیا واجب ہو گئی؟

فرمایا۔ یہ جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور یہ جس کی تم نے بُرائی کی اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ مومن (مسلمان) زمین میں اللہ کے گواہ ہیں"۔ لہٰذا تمہارے مُنہ سے جس کے لئے جو نکلتا ہے اللہ کے ہاں وہی ہوتا ہے۔

"زبانِ خلق نقارۂ خُدا" اس کی تائید اس آیت سے ہے۔ لتکونوا شهداء علی الناس۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جسے عام مسلمان قدرتی طور پر ولی اللہ کہیں وہ واقعی ولی اللہ ہے۔ رب تعالیٰ اولیاء اللہ کی علامت بیان فرماتا ہے۔ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ۔ یعنی ان کے لئے دنیا میں بھی بشارتیں ہیں کہ عام مُسلمان انہیں جنّتی کہتے ہیں۔ اور آخرت میں بھی کہ فرشتے انہیں جنّتی کہیں گے۔

لہٰذا غوث پاک، خواجہ اجمیری، داتا گنج بخش لاہوری، مجدّد الف ثانی علیہم الرحمۃ یقیناً اولیاء ہیں کہ انہیں مسلمان ولی اللہ سمجھتے ہیں۔ ولایت کے ثبوت کے لئے قرآنی آیات ہی ضروری نہیں، بلکہ یہ کہ جو کام مسلمان اچھا اور ثواب سمجھیں وہ واقعی اچھا ہے۔ لہٰذا گیارہویں، میلاد شریف، عُرس بُزرگان، ختم خواجگان وغیرہ کارِ ثواب ہیں کہ انہیں عام مسلمین اولیاء صالحین کارِ ثواب

جانتے ہیں۔ خیال رہے کہ مسلمانوں کی گواہی سے مومنین صالحین کی گواہی مُراد ہے جو قدرتی طور پر مُنہ سے نکلتی ہے۔ جس میں نفسانی بُغض اور کینہ کو دخل نہیں ہوتا۔ ورنہ روافض صحابہ کو، خوارج اہلِ بیت کو بعض بے دین علماء و صالحین کو بُرا کہتے ہیں وہ گواہی اس میں داخل نہیں۔

خیال رہے کہ یہاں اَنْتُمْ میں صرف صحابہ سے خطاب نہیں بلکہ تا قیامت سارے نیک مومنوں سے جیسے اقیموا الصَّلٰوۃَ میں قیامت تک کے مسلمانوں سے خطاب ہے، اور دوسری روایت میں اَلْمُؤْمِنُوْنَ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ فرمایا گیا ہے۔ اس سے پہلے جملہ کی شرح ہے کہ وہاں اَنْتُمْ سے مُراد صرف صحابہ نہ تھے بلکہ سارے مومنین مراد ہیں۔ (مرآت شرح مشکوٰۃ)۔

بفضلہٖ تعالیٰ و بفضل رسول الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں آیت مُبارکہ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ تَاللّٰهِ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ کے تحت جو غلط بیانی، بددیانتی اور کھلی تحریف کرتے ہوئے محبوبانِ خُدا انبیاء و شہداء صالحین اولیاء کے بارے میں بدزبانی، دریدہ دہنی گستاخی و توہین اور مُسلمانوں پر الزام تراشی، بہتان طرازی کر کے انہیں مشرک و کافر ٹھہرایا گیا ہے، اس کی تردید اور وضاحت بقدرِ ضرورت

کی جا چکی ہے۔ فقیر مزید طوالت مناسب نہیں سمجھتا کہ ؎

ہو شرم تو کافی ہے اک حرف صداقت بھی
بے شرم کو کافی نہیں دفتر نہ صحیفے!

تاہم ذیل میں متعدد بلند پایہ، مستند، معتبر، متداول تفسیروں سے اس آیت مبارکہ کے تحت لکھی گئی عبارتیں نقل کر رہا ہے۔ تاکہ نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ لکھنے لکھانے والوں پر حجت قائم ہو اور مسلمانوں پر اُن کی خیانتوں، خباثتوں، مکاریوں اور فریب کاریوں کا پردہ چاک ہو کر نجدیہ وہابیہ کی حق و صداقت سے بغاوت کھُل کر آشکار ہو جائے۔

۱۔ تفسیر خزائن العرفان میں ہے وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ تَاللّٰهِ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ (پ ۱۴۔ ع ۱۳)۔ "اور انجانی چیزوں کے لئے (یعنی بُتوں کے لئے جن کا اللہ اور مستحق اور نافع وضار ہونا انہیں معلوم نہیں) ہماری دی ہوئی روزی میں سے (یعنی کھیتیوں اور چوپایوں وغیرہ میں سے) حصہ مقرر کرتے ہیں، خدا کی قسم تم سے ضرور سوال ہونا ہے جو کچھ جھوٹ باندھتے تھے۔" بُتوں کو معبود اور اہلِ تقرب اور بُت پرستی کو خدا کا حکم بتا کر۔

۲۔ تفسیر قرطبی ص ۱۰۷ جلد ۱۰ میں ہے وَإِنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ

لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ یَضُرُّ وَیَنْفَعُ وَہِیَ الْاَصْنَامُ شَیْئًا مِنْ اَمْوَالِهِمْ یَتَقَرَّبُوْنَ بِہٖ وَیَجْعَلُ هٰؤُلَاءِ الْکُفَّا لِلْاَصْنَامِ الَّتِیْ لَا تَعْلَمُ شَیْئًا نَصِیْبًا۔

ترجمہ: "یہ لوگ ان کا حصہ مقرر کرتے ہیں جن کو جانتے بھی نہیں کہ یہ نقصان دیتے یا نفع دیتے ہیں اور وہ بُت (مورتیاں) ہیں۔ یہ لوگ اپنے اموال سے کچھ نکال کر ان بُتوں کا تقرّب حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ کفار لوگ ان بُتوں کے لئے حصّہ مقرّر کرتے ہیں جو کچھ بھی نہیں جانتے۔ یعنی بُت کچھ نہیں جانتے"۔

۳۔ تفسیر ابن کثیر صہ ۵۶، جلد ۲ میں ہے: یُخْبِرُ تَعَالٰی عَنْ قَبَائِحِ الْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ عَبَدُوْا مَعَ اللّٰہِ غَیْرَہٗ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَوْثَانِ وَالْاَنْدَادِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَجَعَلُوْا لِلْاَوْثَانِ نَصِیْبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمُ اللّٰہِ

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ خبر دے رہا ہے مُشرکین کے بُرے افعال کی کہ وہ مشرکین اصنام اور اوثان کی اللہ کے ساتھ عبادت کرتے ہیں۔ (یعنی اصنام و اوثان کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں) ان کو علم بھی نہیں۔ اللہ نے ان کو جو رزق دیا ہے اس میں سے اصنام و اوثان کا حصّہ مقرر کرتے ہیں"۔

صنم کے معنے بُت کے ہیں جو کہ چاندی پیتل یا لکڑی وغیرہ

کا بنا ہوا ہو۔ عرب لوگ ان چیزوں کے مجسّمے بنا کر ان کی پوجا کیا کرتے اور انہیں تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ صنم کی جمع اصنامٌ ہے۔ (مفردات القرآن)۔

اَلْوَثْنُ (بُت) اس کی جمع اوثان ہے اور اَوْثَانٌ ان پتھروں کو کہا گیا ہے جن کی جاہلیّت میں پرستش کی جاتی تھی۔ (مفردات القرآن)۔

۴۔ تفسیر مظہری میں صہ ۳۴۷ جلد پنجم میں ہے یَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَھَا مَسْتَحَقَّۃَ الْعِبَادَۃِ لَا نَافِعَۃً وَلَا ضَارَّۃً بَلْ یَسْمُوْنَھَا اٰلِھَۃً وَیَقُوْلُوْنَ جُھْلَاءُ مِنْھُمْ اِنَّھَا اٰلِھَۃٌ تَضِرُّ وَ تَنْفَعُ وَتَشْفَعُ۔

ترجمہ :۔ "جن کو وہ کفار جانتے بھی نہیں ان کو عبادت کا مستحق بتاتے ہیں۔ حالانکہ وہ بُت نہ اُن کو نقصان دے سکتے ہیں نہ نفع بلکہ انہوں نے ان کا نام معبود رکھا ہوا ہے۔ اور وہ مشرکین جہالت سے کہتے ہیں کہ یہ ان کے معبود ہیں جو ان کو نقصان دیتے ہیں اور نفع دیتے ہیں اور ان کی شفاعت کرتے ہیں"۔

۵۔ تفسیر جلالین میں ہے :۔ وَیَجْعَلُوْنَ اَیِ الْمُشْرِکُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّھَا لَا تَضِرُ وَلَا تَنْفَعُ وَھِیَ الْاَصْنَامُ نَصِیْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰھُمْ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ بِقَوْلِھِمْ ھٰذَا للهِ وَھٰذَا لِشُرَکَائِنَا

تَااللّٰہِ لَتُسْئَلُنَّ سُوَالُ تَوْبِیْخٍ وَفِیْہِ الْتِفَاتٌ عَنِ الْغَیْبَۃِ عَمَّا کُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ○ عَلَی اللّٰہِ مِنْ اَنَّہٗ اَمَرَکُمْ بِذٰلِکَ رپ ۱۴ ع ۱۳)۔

ترجمہ:۔ "اور یہ مشرکین ہمارے دیئے ہوئے رزق کھیتیوں اور چوپایوں میں سے بُتوں کے لئے یہ کہہ کر حصّہ مقرر کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے لئے ہے اور یہ ہمارے شرکاء کے لئے ہے جن کو یہ جانتے بھی نہیں کہ یہ نقصان دیتے یا نفع دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم تم سے ضرور سوال کیا جاتا ہے۔ ملامت اور جھڑکی کے ساتھ جو تم اللہ پر افترا کر کے کہتے تھے کہ اللہ نے تم کو اس کا حکم دیا ہے"۔

۶۔ **تفسیر جامع البیان** میں ہے۔ (وَیَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ) اَیِ الْاَصْنَامِ ھُمُ الَّتِیْ لَاعِلْمَ لَھُنَّ فَضَمِیْرُ الْجَمْعِ لِمَا نَصِیْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰھُمْ) کَمَا مَرَّ ھٰذَا اللّٰہِ بِزَعْمِھِمْ وَھٰذَا الشُرَکَائِنَا (تَااللّٰہِ لَتُسْئَلُنَّ) سُوَالُ تَوْبِیْخٍ (عَمَّا کُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ) مِنْ اِثْبَاتِ الشَّرِیْکِ وَغَیْرِہٖ۔

ترجمہ:۔ "ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے یہ (بُت پرست) اپنے اُن بُتوں کے لئے حصّہ مقرر کرتے ہیں جن کا انہیں کچھ علم ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ گزر چکا کہ اپنے زعم سے کہتے ہیں یہ اللہ کے لئے ہے اور یہ ہمارے شریکوں کے لئے ہے۔ اللہ کی قسم تم سے ملامت کے ساتھ ڈانٹ کر پوچھا جائے گا ان باتوں کے بارے میں جو تم اثبات

شریک وغیرہ کا افترا باندھتے تھے"۔

واضح رہے کہ مندرجہ بالا تفاسیر کی طرح سلف وخلف صالحین کی تمام تفسیروں میں آیت مبارکہ کی تفسیر میں یہی مطلب بیان کیا گیا ہے۔ لیکن نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں اس کے برعکس الاجماع اُمّت کو رد کر کے سبیل المومنین سے ہٹ کر بتوں اور بُت پرست مشرکین کفار کی تردید و مذمت میں نازل شدہ آیت کے اصل مطلب و مفہوم کو بدل کر سبیل الیہود کو اختیار کیا گیا ہے۔ بُتوں کی جگہ انبیاء وصدیقین وشہداء واولیاء کی اور بُت پرست مشرکین کی جگہ مسلمانوں کی تردید و مذمت کی گئی ہے۔

یہودیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ (پ ۶ ع ۷) اللہ کی باتوں کو اُن کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں۔ نام نہاد تفسیر نجدیہ، سعودیہ وہابیہ میں بھی سورۃ فاتحہ سے لے کر آخر تک اسی طرح اللہ کی باتوں کو اُن کے ٹھکانوں سے بدلا گیا ہے۔ اور آیاتِ قرآن مجید کے معانی ومفاہیم کو بدل کر جائز ومستحب اور سُنّت امور کو ناجائز بدعت اور شرک ٹھہرایا گیا ہے۔ من گھڑت باتیں بنا کر محبوبانِ خدا، انبیاء واولیاء کو بُتوں، جنّات وشیاطین کے مقام میں شمار کیا گیا ہے اور مسلمانوں پر من مانے بے بُنیاد بہتان باندھ کر ان کو مشرکین وکفّار

میں داخل کیا گیا ہے۔ جیسا کہ نام نہاد تفسیر نجدیہ میں اس آیت مُبارکہ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ۔ الآیۃ کے معنے ومفہوم کو بدل کر کھلی تحریف کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" یہ مشرک انجانی چیزوں (یعنی بُتوں کے لئے جن کا الٰہ اور مستحق اور نافع وضار ہونا انہیں معلوم نہیں۔) ہماری دی ہوئی روزی میں سے حصّہ مقرر کرتے ہیں۔ بُتوں کو معبود اور بُت پرستی کو خدا کا حکم بتا کر"۔

لیکن نام نہاد تفسیر نجدیہ میں لکھا گیا ہے۔" مسلمانوں کو بھی قبروں میں مدفون (جن میں انبیاء وصدیقین شہداء وصالحین اولیاء) کی حقیقت معلوم نہیں کہ اُن کے ساتھ قبروں میں کیا معاملہ ہو رہا ہے وہ اللہ کے پسندیدہ افراد میں ہیں یا کسی دوسری فہرست میں؟ یعنی اللہ کے ناپسندیدہ افراد میں جہنمی ہیں۔ اس کے باوجود ان ظالم مسلمانوں نے ان کو اللہ کا شریک ٹھہرا رکھا ہے۔ یعنی انبیاء علیہم السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اور اولیاء اللہ کو حاجت روا مشکل کشا و معبود سمجھتے ہیں۔ اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے ان کے لئے بھی نذر و نیاز کے طور پر حصّہ مقرر کرتے ہیں۔ الخ

حالانکہ آیت مبارکہ میں نجدیہ وہابیہ کی ان من گھڑت باتوں میں سے کسی بھی بات کا ذکر تک نہیں ہے۔ یہ سب ظالم نجدیوں، وہابیوں کی شیطانی توحید کی گھڑنت ہے جو قطعاً غلط اور باطل و مردود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل کر، سبیل الیہود پر چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو رد کر کے اپنی باتیں منوانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ

نجدی وہابی سبیل المومنین سے ہٹے ہوئے اُمّتِ مسلمہ سے کٹے ہوئے جہنمی ہیں

ارشاد باری تعالیٰ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (پ ۵ ع ۱۴)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے۔ وَاِنَّ بَنِی اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ، رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب الاعتصام)۔

یقیناً بنی اسرائیل (یہودی) بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سوائے ایک فرقہ کے سب جہنّمی۔ صحابہ علیہم الرضوان نے پوچھا۔ یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کون ہے؟ فرمایا وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

یعنی میں اور میرے صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں جن کے عقائد اور اصولِ اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ علیہم الرضوان کے عین مطابق ہوں وہ فرقہ ناجی ہے۔

تمام اُمّت کے مسلمان قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق انبیاء واولیاء سے استمداد وتوسل واستعانت اور ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی اور نذر ونیاز دینے پر متفق ہیں۔

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ کے مطابق عقائد کے حامل اور اصولِ اعمال پر عامل ہیں، سبیل المومنین پر چل رہے ہیں۔ لیکن نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ

وہابیہ میں از اوّل تا آخر دھڑا دھڑ امّتِ مسلمہ کے متفقہ عقائد و اعمال کو شرک و کفر قرار دے کر طریق ما انا علیہ و اصحابی، کو رد کیا گیا ہے۔ بالفاظِ دیگر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ہم قرن الشیطان ابنِ عبدالوہاب نجدی کے طریق پر چلنے والے وہابی ہیں۔ ہم سبیل المومنین کے مخالف ہیں۔ ہمارا اُمتِ مسلمہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم طریق ما انا علیہ و اصحابی کو نہیں مانتے۔

ردّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

نجدیہ وہابیہ کے مذہب کا رُکن اعظم اللہ تعالیٰ کے ارشادات (قرآن مجید) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے فرمودات (حدیث شریف) میں من مانی تحریف و تاویل کر کے وہی پہلو نکالنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی توہین اور محبوبانِ خدا کی تذلیل ہوتی ہو۔ رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم و اولیاء اللہ قدسنا اللہ باسرارھم العزیز کے فضائل و محاسن و اوصاف و قوت تصرف کا انکار ان کا شعار ہے۔ شرعاً جائز، مستحب اور سُنّت سے ثابت امور و عقائد و اعمال کو ناجائز، بدعت، حرام اور شرک و کفر قرار دینا وہابیہ کے مذہب باطلہ کا نصب العین ہے۔

جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے منع نہیں کیا یہ قرن الشیطان کے پجاری وہابی اس چیز سے منع کرتے ہیں۔ خُدا و رسُول کے احکام کو رد کرتے ہیں۔ ان کے بجائے خود مالک و مختار شریعت

بننے کی شیطانی حرکت کرتے ہیں۔ یہ حق کے دشمن باطل پرست وہابی قرآن مجید اور حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کے فضائل و محاسن دیکھ کر جل بھُن جاتے ہیں۔ ان کو اپنی شیطانی توحید خطرے میں دکھائی دینے لگتی ہے۔ ان کی رگِ نجدیت پھڑکنے لگتی ہے تو آیت قرآن مجید کے معنی بدل دیتے ہیں اور تفسیر کے نام پر تحریف کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء عظام کے فضائل و محاسن کے انکار کا پہلو نکال کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یعنی یہود کا طرزِ عمل یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں) اختیار کر کے دجل و فریب سے کام لیتے ہیں۔

چنانچہ نام نہاد تفسیر نجدیہ میں از اول تا آخر مقام نزول آیات کو بدلا گیا ہے۔ آیات کے معنے حسب منشا بدلے گئے ہیں۔ منشاء قرآن کے خلاف منشاء وہابیت کے مطابق مفاہیم کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ صحیح روایاتِ حدیث کو موضوع قرار دے کر رد کیا گیا ہے۔ آیاتِ قرآن روایات حدیث کے اصل صحیح معانی و مفاہیم کے بجائے من گھڑت خانہ ساز معانی و مفاہیم لکھے گئے ہیں جن کی رُو سے اجماعِ اُمّت کا انکار لازم آتا ہے۔

اور صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین

مفسرین ومحدثین، جملہ علمائے حق اور ساری اُمت کے مسلمان مشرک وکافر قرار پاتے ہیں۔ یہاں تک کہ خاکِ بدہن وہابیہ خبیثہ، سرکارِ دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ واصحابہٖ وسلّم بھی ان کے باطل ومردود فتاویٰ کے بموجب مشرک کافر ٹھہرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی مجرم ٹھہرتا ہے کہ اس نے ان امور کی تائید وتوثیق فرمائی منع نہ فرمایا۔ نعوذ باللہ من ھفوات النجدیۃ الوہابیۃ الخبیثۃ۔

فقیر اس سے پہلے اپنی تالیف راہِ ایمان حصہ اول اور حصہ دوم میں نام نہاد تفسیر نجدیہ، سعودیہ وہابیہ کی کافی تردید کر چکا ہے۔ اس حصہ سوم میں بھی کر رہا ہے۔ بعونہٖ تعالیٰ سبحانہٗ، وثم بعون رسول الاعلیٰ علیہ التحیۃ والثناء۔ اس کے بعد آخر تک تردید مکمل طور پر کرے گا۔ تاہم اس مقام پر بھی بطورِ نمونہ چند مثالیں تحریر کر رہا ہے۔ تاکہ حجت تمام ہو جائے۔

نام نہاد تفسیر نجدی کے صـ۱۹ پر آیت مبارکہ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ۝ کے تحت لکھا ہے۔

"بعض حضرات یہاں ایک موضوع روایت کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم نے عرشِ الٰہی پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ اور محمد رسول اللہ کے وسیلے سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ

نے انہیں معاف فرمادیا۔ یہ روایت بے سند ہے اور قرآن کے بھی
معارض ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقے کے بھی
خلاف ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ براہِ راست اللہ سے
دُعائیں کی ہیں۔ کسی نبی ولی بزرگ کا واسطہ اور وسیلہ نہیں پکڑا۔
اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء کا طریقہ دُعا یہی
رہا ہے کہ بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے اللہ کی بارگاہ میں دُعا کی جائے"۔
واضح رہے کہ مذکورہ آیت مبارکہ اور روایت حدیث سے
چونکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کا اظہار اور حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسل و استمداد کا عمل سُنّت انبیاء علیہ السلام
اور بارگاہِ رب العزت میں محبوب و مقبول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس
لئے نام نہاد تفسیر نجدیہ میں آیت مبارکہ کا مفہوم بدل دیا گیا اور
روایتِ حدیث کو موضوع بنا کر حقیقت واقع کا انکار کر دیا گیا ہے۔
فقیر آیتِ مذکورہ اور روایتِ حدیث کے بارے میں اپنی
تالیف راہِ ایمان حصہ دوم میں مکمل مضمون تحریر کر چکا ہے یہاں
اسے دہرانے کے بجائے نام نہاد مفسر نجدی وہابی نے مزید جو غلط
بیانی اور تحریفِ شیطانی کی ہے، اس کی تردید بالاختصار کر دینا ضروری
سمجھتا ہے۔ اس باطل پرست نجدی نے یہ لکھ کر کہ "تمام انبیاء
علیہم السلام نے ہمیشہ براہِ راست اللہ سے دعائیں کی ہیں، کسی نبی،

ولی، بزرگ کا واسطہ اور وسیلہ نہیں پکڑا۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سمیت تمام انبیاء کا طریقۂ دعا یہی رہا ہے کہ بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی جائے۔" قطعاً جھوٹ، غلط تعلیمات قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اس نے صحیح العقیدہ صراطِ مستقیم پر چلنے والے مسلمانوں کو بہکانے، بھٹکانے، راہِ جنت سے ہٹا کر راہِ جہنم پر چلانے کی ابلیسانہ کوشش کی ہے۔

فقیر توسل واستمداد کا مسئلہ قرآن وحدیث سے مفصل بدلائلِ قاہرہ تحریر کر چکا ہے۔ لہٰذا یہاں قرآن مجید کی آیات مبارکہ اور متعدد روایاتِ حدیث لکھنے کے بجائے صرف ایک روایت نقل کر دینا کافی سمجھتا ہے۔ اسی ایک روایت حدیث شریف سے نام نہاد تفسیر نجدیہ وہابیہ میں تمام تر تحریفات اور غلط بیانیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

حضرت علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہُ الکریم فرماتے ہیں کہ "ان کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو اپنی قمیص مبارکہ کا کفن دیا اور قبر تیار کرنے کا حکم فرمایا۔ جب قبر کھودی گئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ مبارک سے لحد کھودتے اور مٹی باہر نکالتے رہے۔ آپ لحد میں لیٹ گئے اور دُعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَہ بِنْتِ اَسَد

وَوَسِعْ عَلَيْهَا مَدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ قَبْلِيْ فَاِنَّكَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ"۔ الحدیث۔

"یا اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور اس کے لئے اس کی قبر کو کشادہ کر دے اپنے نبی (محمدﷺ) کے صدقے میں اور ان انبیاء کے صدقے میں جو مجھ سے قبل گزر چکے۔ پس بے شک تو ہی سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے"۔

پوری حدیث راہِ ایمان حصہ دوم میں نقل کی جا چکی ہے۔ یہاں صرف پہلا حصہ بحسبِ ضرورت نقل کیا گیا ہے۔ اس روایتِ حدیث کو ابو نعیم نے "معرفۃ الصحابہ" میں دیلمی نے "مسند الفردوس" میں۔ طبرانی نے "جامع کبیر" میں اور اوسط میں اور ابنِ حبان اور حاکم نے روایت کی اور فرمایا یہ بیان صحیح ہے۔ نیز علامہ نبہانی نے "شواھد الحق" میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے "جذب القلوب" میں نقل فرمایا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

بفضلہ تعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم، خبیث قرن الشیطان کے پجاری، طاغوت پرست، نجدی وہابی کا یہ بکنا کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ براہِ راست اللہ سے دعائیں کی ہیں۔ کسی نبی، ولی، بزرگ کا واسطہ اور وسیلہ نہیں پکڑا۔ اس لئے

نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سمیت تمام انبیاء کا طریقہ دعا یہی رہا ہے کہ بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے اللہ کی بارگاہ میں دُعا کی جائے"۔ شیطان کے گوز مارنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب، سیّد الرسل امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنے وسیلے سے اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں دُعا مانگی۔ اور سارے انبیاء علیہم السلام "محمد رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وسیلے سے دعائیں مانگتے رہے ہیں۔ کتب حدیث و سیر میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ لہٰذا فقیر جو کچھ لکھ چکا ہے، وہابیہ خبیثہ کی ناک خاک میں رگڑنے کے لئے یہی کافی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

دشمنانِ خدا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم" نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ لکھنے لکھانے والے نجدی وہابیہ" نے طریق یہود پر چلتے ہوئے صٓ ۳۷ و ۳۸ پر تحریف قرآن کا بڑی فریب کاری کے ساتھ مظاہرہ کیا ہے۔

آیت مبارکہ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ پ ۱ ع ۱۱

حسب معمول وہابیہ خبیثہ نے ترجمہ میں ردّ و بدل کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور تفسیر کے نام پر بھی اپنے

پیشوا قرن الشیطان نجدی کی پیروی میں غلط بیانی اور دھوکا بازی کی انتہا کر دی ہے۔ چنانچہ ان اشقیاء ازلی کی نام نہاد تفسیر میں اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یہ لکھا گیا ہے۔

"اور ان کے پاس جب اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کی کتاب کو سچا کرنے والی آئی حالانکہ پہلے یہ خود اس کے ذریعہ کافروں پر فتح چاہتے تھے تو باوجود آجانے اور باوجود پہچان لینے کے پھر کفر کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کافروں پر"۔

مشّاق محرّف نے آیت کا ترجمہ اس چالاکی اور وہابیانہ چابکدستی سے بگاڑ کر لکھا ہے کہ آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کا بیان فرمایا ہوا اصلی مفہوم ہی غائب ہو کر رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اپنے محبوب مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی رفعتِ شان بیان فرمائی ہے کہ میرے محبوب کی شان یہ ہے کہ ان کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے وہ یہودی اس نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلّم) کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لے آیا وہ جانا پہچانا میرا محبوب نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اُس سے مُنکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت مُنکروں پر"۔ لیکن اپنے خبثِ باطن اور بغض و کینہ کے مرض میں مبتلا ہونے کے باعث شقی ازلی نجدی وہابی نے ترجمہ اس طرح لکھا کہ محبوبِ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ذکر تک نہ آنے دیا اور ترجمہ سے یہ ظاہر

کیا کہ آیت میں کتاب "قرآن" مراد ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد نہیں ہیں۔ یعنی وہ یہودی کتاب قرآن کے ذریعہ کافروں پر فتح چاہتے تھے۔ ع

چہ دلاورست دُزدے کہ بکف چراغ دارد!

اس آیت مبارکہ کا صحیح ترجمہ یہ ہے "اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے۔ (سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور حضور کے اوصاف کے بیان میں) اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ (اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔ یارب ہمیں نبی اُمّی کے صدقہ میں فتح و نصرت عطا فرما) تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے مُنکر ہو بیٹھے۔ (یہ انکار عناد و حسد اور حُبّ ریاست کی وجہ سے تھا۔ تو اللہ کی لعنت کافروں پر۔) تفسیر خزائن العرفان میں یہی ترجمہ و مضمون، تفسیر جلالین، تفسیر کبیر، تفسیر خازن اور دیگر سلف و خلف صالحین کی معتبر و مستند تفسیروں میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ آیت مبارکہ کے ترجمہ میں نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ میں کی گئی خیانت و بددیانتی و تحریف کا بیان لکھا گیا ہے۔ اب نجدی مفسر کی بڑھ چڑھ کر حق دشمنی اور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلّم سے اس کے بغض و کینہ کا اندازہ کیجئے۔ یہ بدبخت لکھتا ہے:۔

"یستفتحون" کے ایک معنیٰ یہ ہیں غلبہ اور نصرت کی دُعا کرتے تھے۔ یعنی جب یہ یہود مشرکین سے شکست کھا جاتے تو اللہ سے دُعا کرتے۔ یا اللہ آخری نبی جلد مبعوث فرما تاکہ اس سے مل کر ہم ان مشرکین پر غلبہ حاصل کریں یعنی اِسْتِفْتَاح بمعنے اِسْتِنْصَار ہے۔ دوسرے معنے خبر دینے کے ہیں اَیْ یُخْبِرُوْنَهُمْ بِاَنَّهٗ سَیُبْعَثُ یعنی یہودی کافروں کو خبر دیتے کہ عنقریب نبی کی بعثت ہوگی۔ لیکن بعثت کے بعد علم رکھنے کے باوجود نبوتِ محمدی پر محض حسد کی وجہ سے ایمان نہیں لائے۔" الخ

نام نہاد مفسر نجدی وہابی نے امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ ارفع و اعلیٰ کو گھٹانے کی خاطر کلام اللہ عزوجل میں بڑی مہارت کے ساتھ تحریف کر کے یہودیوں سے بڑھ کر حق دشمنی و باطل پرستی کا مظاہرہ کیا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ ملعون یہودی، میرے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس دُنیا میں تشریف آوری سے پہلے ان کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ اس کے برعکس یہ نجدی لکھتا ہے کہ یہودی اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے کہ یا اللہ آخری نبی جلد مبعوث فرما تاکہ اس سے مل کر ہم ان مشرکین پر غلبہ حاصل کریں اور دوسرے معنے گھڑ کر لکھتا ہے "یہودی کافروں

کو خبر دیتے کہ عنقریب نبی کی بعثت ہوگی"۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۝

اللہ عزوجل اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی رفعت و شان و عظمت بیان فرماتا ہے۔ اور یہ اشقیاء ازلی نجدی نام نہاد تفسیر نجدیہ میں اللہ عزوجل کے فرمان کو رد کر کے اللہ تعالیٰ کی توہین اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کی تنقیص شان کرتے ہیں جو کفر صریح ہے۔ اس کے باوجود ان کا دعویٰ ہے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اُمّتی ہیں مسلمان ہیں۔ اعلیحضرت مجدّدِ دین وملّت امام احمد رضا خان بریلوی قدسنا اللہ باسرارہ فرماتے ہیں:۔

کرے مصطفٰے کی اہانتیں اور اس پہ تیری یہ جرائتیں !
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی' ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں
یارسول اللہ !

فرش والے تیری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا !
ورفعنالک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر !
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اُونچا تیرا
تُو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

مٹ گئے مِٹتے ہیں مِٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مِٹا ہے نہ مِٹے گا کبھی چرچا تیرا

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

چونکہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر اور وضاحت "راہِ ایمان" حصہ دوم میں مفصّلاً تحریر کردی گئی ہے۔ اس لئے فقیر اسی پر اکتفا کرتا ہے۔

قرآن مجید اور حدیث شریف سے دوپہر میں چمکتے سورج کی طرح واضح و ثابت ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ اپنی مشیّت و حکمت سے اپنے محبوب انبیاء و اولیا کو اپنی صفات میں سے جس قدر چاہے حسبِ منشاء صفات عطا فرماتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل آئندہ صفحات میں تحریر کی جارہی ہے۔ لیکن نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں از اوّل تا آخر بڑی شد و مد کے ساتھ اس حقیقتِ ثابتہ کو جھٹلایا گیا اور شرک صریح قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے صہ ۵ اور ۶ پر آیتِ مبارکہ:۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝

کے تحت لکھا ہے کہ:۔

"توحید صفات کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں ان کو بغیر کسی تاویل اور تحریف کے تسلیم کریں۔ اور وہ صفات اس انداز میں کسی اور کے اندر نہ مانیں۔ مثلاً جس طرح اس کی صفت علمِ غیب ہے یا دور نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے پر وہ قادر ہے، کائنات میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اسے اختیار حاصل ہے۔ یہ یا اس قسم کی اور صفات الٰہیہ ان میں سے کوئی صفت بھی اللہ کے سوا کسی نبی، ولی یا کسی بھی شخص کے اندر تسلیم نہ کی جائیں۔ اگر تسلیم کی جائیں گی تو یہ شرک ہو گا۔ افسوس ہے کہ قبر پرستوں میں شرک کی یہ قسم بھی عام ہے۔ اور انہوں نے اللہ کی مذکورہ صفات میں بہت سے بندوں کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ!

ولی اللہ میں اپنی صفاتِ عبدیت کی بجائے صفاتِ حق متجلی ہوتی ہیں!

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّتِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ، الحدیث (صحیح بخاری جلد ۲ صہ ۹۶۳ مشکوٰۃ جلد ۱ صہ ۱۷۸ کتاب الدعوات)

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی میں نے اس سے اعلانِ جنگ فرمادیا اور جن چیزوں کے ذریعہ بندہ مجھ سے قریب ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں

تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ حملہ کرتا ہے اور اس کے وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگ کر کسی بُری چیز سے بچنا چاہتا ہے تو میں اسے ضرور بچاتا ہوں۔

شیخ محقق محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "و در بعضے روایات وفوادہ الذی یعقل بہ آمدہ وے باشم دلِ وَے کہ ادراک مے کند بہ آں ولسانہ الذی یتکلم بہ و زبانِ وے کہ سخن مے کند بہ آں و در آخر ایں حدیث در بعضے روایات ایں نیز زیادہ مے کند کہ فبی یسمع پس بہ من مے شنود وبی یبصر و بہ من مے بیند وبی یبطش و بہ من مے گیرد وبی یمشی و بہ من مے رَود"

(اشعتہ اللمعات جلد ثانی ص ۱۹۴)

ترجمہ: اور بعض روایات میں اور مَیں اس کا دل بن جاتا ہوں کہ جس سے وہ ادراک کرتا ہے اور اس کی زبان بن جاتا ہوں کہ جس سے وہ بات کرتا ہے اور اس حدیث کے آخر میں بعض روایات میں یہ الفاظ بھی زیادہ ہیں کہ پس وہ (محبوب بندہ) میرے ساتھ

(میرے ذریعہ) سُنتا ہے اور میرے ساتھ (میرے ذریعہ) دیکھتا ہے۔ اور میرے ساتھ (میرے ذریعہ) پکڑتا ہے اور میرے ساتھ (میرے ذریعہ) چلتا ہے"۔

اس حدیث قدسی سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے۔

۱۔ عبد مقرب بالنوافل میں اس کے جسم اور صورت کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ اس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرّف ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ فنافی اللہ کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے اور فنا فی اللہ ہونے سے مُراد بھی یہی ہے کہ بندہ اپنی خواہشاتِ نفس سے اس طرح خالی ہو جائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز دُور کرنے والی (سُننے، دیکھنے، بولنے، چلنے، ادراک کرنے اور پکڑنے والی) باقی نہ رہے۔

۲۔ عبدِ مقرّب بالنوافل صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے یعنی یہ بندہ اللہ کے نُورِ سمع سے سُنتا ہے اور اسی کے نُورِ بصر سے دیکھتا ہے اور اسی کے نُورِ قدرت سے تصرف کرتا ہے نہ خدا بندے میں حلول کرتا ہے نہ بندہ خدا ہو جاتا ہے بلکہ خدا کا یہ مقرب بندہ مظہرِ خدا ہو کر کمالِ انسانیت کے اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے جس کے لئے اس کی تخلیق ہوئی تھی۔

؎ اگر گردی تو در توحید فانی ! زحق یابی بقائے جاودانی

فنا، ترکِ ہوا و اکام کردند ! بقاء جملہ صفاتش را شمردند

۳۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝ کے معنے یہی ہیں جن کا مصداق یہ عبدِ مقرّب ہے۔ عبادت کے معنی پامالی کے ہیں۔ یعنی عبدِ مقرّب اپنی انانیت اور صفاتِ بشریت کو اپنے رب کی بارگاہ میں پامال کر دیتا ہے۔ یعنی ریاضت یا مجاہدہ کے ذریعے ان کو فنا کر دیتا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بندہ میں اس کی اپنی صفاتِ عبدیت کے بجائے صفاتِ حق متجلّی ہوتی ہیں اور انوارِ صفاتِ الٰہیہ سے وہ بندہ منور و مستنیر ہو جاتا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر جلد پنجم ص ۶۸۷ مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں:۔ "قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِكَايَةً مِنْ رَبِّ الْعِزَّةِ مَا تَقَرَّبَ عَبْدٌ اِلَيَّ بِمِثْلِ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهُ فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعًا وَّ بَصَرًا وَلِسَانًا وَقَلْبًا وَيَدًا وَرِجْلًا بِيْ يَسْمَعُ وَبِيْ يُبْصِرُ وَبِيْ يَنْطِقُ وَبِيْ يَمْشِيْ وَهٰذَا الْخَبَرُ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ لَمْ يَبْقَ فِيْ سَمْعِهِمْ نَصِيْبٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَا فِيْ بَصَرِهِمْ وَلَا فِيْ سَائِرِ اَعْضَائِهِمْ اِذْ لَوْ بَقِيَ هُنَاكَ نَصِيْبٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِمَا قَالَ اَنَا سَمْعُهٗ وَبَصَرُهٗ۔ انتہیٰ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس پر فرمایا میرا بندہ میری طرف کسی چیز کے ذریعہ وہ نزدیکی حاصل نہیں کرسکتا جو ادائے فرض کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔ اور نوافل کے ذریعہ وہ ہمیشہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں پھر جب وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تو میں اس کے کان، اور آنکھ، اور زبان، اور دل، اور ہاتھ، اور پاؤں ہو جاتا ہوں۔ وہ مجھ سے سُنتا ہے، مجھ سے دیکھتا ہے، مجھ سے بولتا ہے اور مجھ سے چلتا ہے اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان بندگانِ مقربین بارگاہِ ایزدی کی آنکھوں، کانوں بلکہ تمام اعضا میں غیر اللہ کے لئے کوئی حصہ باقی نہ رہا اس لئے اگر یہاں اللہ تعالیٰ کے غیر کے لئے کوئی حصہ باقی رہا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ کبھی نہ فرماتا کہ میں اس کی سمع اور بصر ہو جاتا ہوں"۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ اس عبارت کے آگے تحریر فرماتے ہیں ''وَلِھٰذَا قَالَ عَلِی بْنِ اَبِی طَالِبْ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ وَاللّٰہِ مَا قَلَعْتُ بَابُ خَیْبَرِ بِقُوَّۃِ جَسَدَانِیَۃٍ وَلٰکِنْ بِقُوَّۃِ رَبَّانِیَّۃٍ وَذَالِکَ لِاَنَّ عَلِیًّا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ فِی ذَالِکَ الْوَقْتِ اِنْقَطَعَ نَظَرَہٗ عَنْ عَالِمُ الْاَجْسَادِ وَاِشْرَقَتِ الْمَلَائِکَۃِ بِاَنْوَارِ عَالِمَ الْکِبْرِیَاءِ فَتَقْوٰی رُوْحَہٗ وَتَشْبِیْہِ بِجَوَاھِرِ الْاَرْوَاحِ الْمَلَکِیَۃِ

وَتَلَالَاتَ فِيهِ اَمنواء عَالِمُ القُدُسِ وَالعَظمَةِ فَلاجَرمُ
حَصِلَ مِنَ القُدرَة مَا قَدرَ بِهَا عَلى مَا لَمْ يَقْدِرُ عَلَيهِ غَيرُه
وَلِذَالِكَ العَبدِ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ اِلَى المَقَامِ
الَّذِي يَقُولُ اللّٰهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَّبَصْرًا فَاِذَا صَارَ نُورُ جَلَالِ
اللّٰهِ سَمْعًا لَهُ سَمِعَ القَرِيبِ وَالبَعِيدِ وَاِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّورِ
بَصَرًا لَهُ رَأىٰ القَرِيبِ وَالبَعِيدِ وَاِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّورِ يَدًا لَهُ
قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالبَعِيدِ وَالقَرِيبِ۔
اِنْتَهىٰ! (تفسیر کبیر جلد ۵ صہ ۶۸۸ مطبوعہ مصر)

اور اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ جسمانی قوت سے نہیں اکھاڑا بلکہ ربانی قوت سے اکھاڑا تھا اور اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظر عالم اجساد سے منقطع ہو چکی تھی اور ملکی قوتوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عالم کبریا کے نور سے چمکا دیا تھا جس کی وجہ سے ان کی روح قوی ہو کر ارواح مُلکیہ کے جواہر سے مشابہ ہو گئی تھی اور اس میں عالم قدس و عظمت کے انوار چمکنے لگے تھے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں وہ قدرت حاصل ہو گئی جو ان کے غیر کو حاصل نہ تھی۔ اور اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ

نے کُنتُ لَہٗ سَمۡعًا وَبَصَرًا فرمایا ہے۔ جب اللہ کے جلال کا نُور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دُور اور نزدیک کی آوازوں کو سُن لیتا ہے اور جب یہی نُور اس کی بصر ہو گیا تو دُور اور نزدیک کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جب یہی نُورِ جلال اس کا ہاتھ ہو گیا تو یہ بندہ مشکل اور آسان دُور اور قریب چیزوں میں تصرّف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے"۔

تفسیر روح المعانی میں علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمد آلوسی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ وَذَكَرُوا اَنَّ مِنَ الْقَوۡمِ مَنۡ یَسۡمَعُ فِی اللّٰہِ وَلِلّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَمِنَ اللّٰہِ جَلَّ وَعَلَا وَ یَسۡمَعُ بِالسَّمۡعِ الۡاِنۡسَانِیِّ بَلۡ یَسۡمَعُ بِالسَّمۡعِ الرَّبَّانِیِّ کَمَا فِی الۡحَدِیۡثِ الۡقُدۡسِیِّ کُنۡتُ سَمۡعَ الَّذِیۡ یَسۡمَعُ بِہٖ (تفسیر روح المعانی پ۲۱ ص۱۰۳)۔

عارفین نے ذکر کیا ہے کہ قوم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ میں اللہ کے لئے، اللہ کے ساتھ، اللہ سے سُنتے ہیں جیسا کہ حدیث قدسی کُنۡتُ سَمۡعَہُ الَّذِیۡ یَسۡمَعُ میں وارد ہے۔

استاذ المحدثین علامہ قاضی عیاض مالکی کتاب الشفاء میں تحریر فرماتے ہیں۔ اَلنُّفُوۡسُ الۡقُدۡسِیَّۃُ اِذَا تَجَرَّدَتۡ عَنۡ

الۡعَلَائِقِ الۡبَدَنِیَّۃِ اِتَّصَلَتۡ بِالۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰی وَلَمۡ یَبۡقَ لَہٗ حِجَابٌ فَتَرٰی وَتَسۡمَعُ الۡکُلَّ کَالۡمُشَاھَدَۃِ۔

"نفوسِ قدسیہ جب علائق بدنیہ سے علیحدہ ہو جاتے ہیں تو ملأ اعلیٰ سے مل جاتے ہیں اور ان کے لئے کوئی حجاب نہیں رہ جاتا پس وہ سب کچھ اس طرح دیکھتے اور سنتے ہیں جیسے کہ سب کچھ ان کے سامنے ہے"

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدۡ اَخۡبَرَ الۡحَقُّ تَعَالٰی اَنَّہٗ اِذَا اَحَبَّ عَبۡدًا کَانَ سَمۡعُہٗ وَبَصَرُہٗ۔ اَلۡحَدِیۡثَ۔ لٰکِنۡ قَدۡ یَجۡمَعُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَنۡ شَآءَ فِیۡ ھٰذَا الۡمَقَامِ الصِّفَاتِ کُلَّھَا وَقَدۡ یُعۡطِیۡہِ بَعۡضَ الصِّفَاتِ عَلَی التَّدۡرِیۡجِ شَیۡئًا بَعۡدَ شَیۡءٍ (الیَوَاقِیۡتُ وَالجَوَاھِرُ جلد ۱ ص۱۲۵ مطبوعہ مصر)۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی کہ جب وہ کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے تو وہ اس کی سمع و بصر ہو جاتا ہے۔ الحدیث (یعنی وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع و بصر کا مظہر بن جاتا ہے۔) اس مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو جنہیں وہ چاہتا ہے۔ ان میں اپنی کل صفات (جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں شرعاً و عقلاً ممکن ہے) جمع کر دیتا ہے اور کبھی بعض صفات عطا فرماتا ہے۔

اور درجہ بدرجہ تھوڑی صفات عطا فرماتا رہتا ہے"۔

المختصر تمام اکابرینِ اُمّت مفسّرین و محدّثین و علمائے حق ازروئے قرآن و حدیث اسی امر پر متفق ہیں کہ متصرف حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں واجب الوجود، ازلی، ابدی، قائم بالذات، مستقل غیر متغیر، غنیٌّ عن الغیر وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ اور محبوبانِ خُدا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء باذن و عطائے الٰہی صفاتِ الٰہی کے مظہر ہیں اور متصرف ہیں تاہم خود مختار نہیں ہر آن بہرحال محتاج الی اللہ ہیں یہی سب کچھ اس حدیثِ قدسی سے ثابت ہے اور قرآن و حدیث کی بہت سی آیات و روایات اس پر شاہد عادل ہیں۔ ان اُمور پر کامل اعتقاد و یقین رکھنا عین ایمان ہے یہی اسلام ہے اور یہی توحیدِ رحمانی ہے۔ ان اُمور پر اعتراض کرنا اللہ و رسول پر اعتراض اور قرآن و حدیث کا انکار کرنا ہے، شیوہ نجدیہ سعودیہ وہابیہ اور راہِ توحیدِ شیطانی ہے جس کا مظاہرہ نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں کیا گیا ہے۔

المختصر اس حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے خارجیت، نجدیت وہابیت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ سیدنا محمد و علیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

محقق زماں، غزالیٔ دوراں علامہ سیّد احمد کاظمی قدس سرہٗ فرماتے ہیں "مخلوق کا مظہر انوارِ الٰہی ہونا شرک نہیں بلکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کی حقیقت کو تسلیم کرنا فی الجملہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ امکان شرک کا عقیدہ یقیناً کفرِ خالص ہے لیکن مخلوقات کا مظہر انوارِ الٰہی اور جلوہ گاہ کمالاتِ الٰہی ہونے کا انکار بھی کفر و الحاد سے کم نہیں۔ یہ امر بدیہات سے ہے کہ عالم کے ہر ذرّے میں جو خُوبی اور کمال موجود ہے درحقیقت وہ حسن و جمال الوہیت کا ظہور ہے"۔

نیز فرماتے ہیں: مخلوق کا مظاہرِ حق ہونا قرآن سے یقینی طور پر ثابت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی "رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی" اے میرے رب مجھے دکھا دے تو مُردوں کو کیسے جِلاتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اَوَلَمْ تُؤْمِنْ (اے ابراہیم علیہ السلام) آپ کا اس پر ایمان نہیں؛ قَالَ بَلٰی ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں ضرور میرا ایمان ہے۔ وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ لیکن میں اس لئے سوال کر رہا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ چار پرندوں کو لے لیجئے اور ان کو اپنے ساتھ مانوس کر لیجئے۔ پھر انہیں ذبح کر کے ہر پہاڑ پر ان میں سے ایک جزو

رکھ دیجئے ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا پھر ان کو پکارئیے وہ آپ کے پاس دوڑتے چلے آئیں گے"۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابراہیم علیہ السلام نے حسب ارشاد خداوندی چار پرندے لے کر انہیں ذبح کیا اور ان کے اجزاء کو مخلوط کر کے ہر پہاڑ پر ان کے ایک جزو کو رکھ دیا اور اس کے بعد انہیں پکارا تو وہ چاروں کے چار پرندے زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے ان کے سامنے آموجود ہوئے۔ ظاہر ہے کہ احیاء یعنی زندہ کرنا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور سوال بھی اللہ تعالیٰ ہی کے احیاء کے متعلق تھا۔ لیکن ان مُردہ پرندوں کی زندگی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پکارنے پر ظہور پذیر ہوئی۔ جو اس امر پر روشن دلیل ہے کہ صفتِ احیاء اللہ تعالیٰ ہی کی تھی۔ لیکن اس کا ظہور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات اقدس میں ہوا یہی ہمارا ایمان ہے کہ صفاتِ خداوندی کا ظہور مقربان بارگاہِ ایزدی میں علی وجہ الکمال ہوا کرتا ہے۔ اگر بندے میں صفاتِ خداوندی کا ظہور ناممکن ہوا تو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ کے کیا معنے ہوں گے؟ ہر شخص جانتا ہے کہ اخلاقِ الٰہیہ کے جلووں سے متصف ہونا مطلوب عند الشرع ہے۔ اگر اس چیز کو شرک قرار دے دیا جائے تو کمالِ انسانی کا کون سا مقام باقی رہے گا؟

ایک صفت یا ایک سے زیادہ صفات کے ظہور میں کوئی فرق

نہیں پیدا ہوتا۔ یعنی جس طرح خدا تعالیٰ کی تمام صفات کا کسی بندے میں مستقل پایا جانا ممتنع عقلی ہے بالکل اسی طرح کسی ایک صفتِ خُداوندی کا بھی بندے میں بالاستقلال پایا جانا محال ہے۔ بندے کا مظہر صفاتِ الوہیّت ہونے کا یہی مطلب ہے کہ وہ انوارِ صفات سے منور ہو جائے نہ یہ کہ صفاتِ الٰہیہ عرض قائم بالغیر کی طرح اس کی ذات میں پائی جائیں، ایسا عقیدہ کتاب وسُنّت کے منافی اور صریح الحاد و بے دینی ہے۔ (تسکین الخواطر فی الحاضر والناظر ص۱۸۔۱۹۔ از علامہ سیّد احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ)۔

استقلال اور عدم استقلال کا فرق

حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "یاد رکھیے اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس کے متعلق صرف یہ اعتقاد مومن ہونے کے لئے کافی نہیں کہ یہ کمال اللہ کا دیا ہوا ہے۔ اتنی بات تو مشرکین بھی اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے۔ بلکہ مومن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ عطاء خداوندی کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کمال کسی مخلوق کو عطا فرمایا ہے وہ عطا کے بعد حکم خُداوندی، ارادہ اور مشیّت ایزدی کے ماتحت ہے۔ ہر آن خدا تعالیٰ کی مشیّت اس کے ساتھ متعلق ہے اور اس

بندے کا ایک آن کے لئے بھی خدا تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال اور ممتنع بالذات ہے۔ مختصر یہ کہ مخلوق کے ہر کمال اور بندے کی ہر صفت کے متعلق مومن کا یہی اعتقاد ہے کہ یہ کمال اور یہ خوبی اللہ کی دی ہوئی ہے اور یہ بندہ اس کمال و خوبی میں علی الاطلاق مشیّتِ جزیہ کے ماتحت ہے اور کسی حال میں معبودِ حقیقی سے مستغنی اور بے نیاز نہیں۔

الحاصل بندے کو کسی امر میں اللہ تعالیٰ کی مشیّتِ جزئیہ کے ماتحت نہ سمجھنا یا اس کو کسی حال میں کسی اعتبار سے اللہ تعالیٰ سے مستغنی اور بے نیاز قرار دینا شرکِ جلی اور کفر خالص ہے اور اس کے برخلاف اعتقاد رکھنا عین ایمان ہے۔ استقلال اور عدم استقلال کے درمیان یہی فرق ہے جس کو ہم نے وضاحت سے بیان کر دیا ہے"۔ (تسکین الخواطر ص ۱۵)

بندوں میں صفاتِ خداوندی کے ظہور کی وضاحت

اس مقام پر یہ عرض کر دینا مناسب ہو گا کہ اس بحث میں صفاتِ خداوندی سے ہمارے نزدیک وہی صفات مُراد ہیں جن کا ظہور بندوں میں دینِ متین اور عقلِ سلیم کی روشنی میں ممکن ہے ورنہ وجوب وجود اور غنائے ذاتی کا ظہور بندوں کے حق میں قطعاً محال ہے۔

اسی لئے ہمارا ایمان ہے کہ صفتِ الوہیّت (جو غنائے ذاتی کو مستلزم ہے) کا ظہور غیر اللہ کے لئے محال عقلی اور ممتنع بالذات ہے۔ اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے وصفِ الوہیّت عطا فرما دیا ہے وہ مشرک اور ملحد ہے۔

مشرکین اور مومنین کے درمیان بنیادی فرق یہی ہے کہ وہ غیر اللہ کے لئے عطائے الوہیّت کے قائل تھے جس کی عطا عقلاً نقلاً وشرعاً محال ہے اور مومنین کسی مقرب سے مقرب ترین حتیٰ کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے حق میں بھی الوہیت اور غنائے ذاتی کے قائل نہیں ہیں"۔ (تسکین الخواطر ص ۱۴-۱۵)

اللہ تعالیٰ کی چار صفات قابل عطا نہیں کہ اُن پر اُلوہیّت کا مدار ہے

۱۔ وجُوب وجُود ۲۔ قِدَم یعنی قدیم ہونا ۳۔ خلق یعنی پیدا کرنا۔
۴۔ نہ مرنا۔

دیگر صفات کی تجلی مخلوق میں بھی ہو سکتی ہے مگر ان میں بڑا فرق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی... واجب۔ قدیم۔ غیر مخلوق۔ مستقل۔ اور مخلوق کی صفات عطائی۔ غیر واجب ممکن۔ حادث۔ مخلوق

غیر مستقل۔ فانی۔ نام نہاد تفسیر نجدیہ میں از اول تا آخر اندھے کے لاٹھی گھمانے کی طرح کور باطنی سے تحریف کی۔ اندھا دھند آندھی چلائی گئی ہے۔ نہ خالق کا خوف نہ مخلوق سے شرم۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے ولی سے محبت کرو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرَائِیْلَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبَبْہُ فَیُحِبُّہٗ جِبْرَائِیْلُ فَیُنَادِیْ جِبْرَائِیْلُ فِیْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ (صحیح بخاری جلد ۱۔ ص ۴۵۶)

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جب کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے بلا شبہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت فرماتا ہے تُو بھی اس سے محبت کر تو جبرئیل علیہ السلام اُس سے محبت کرتا ہے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں سے منادی کر دیتا ہے کہ بے شک اللہ نے فلاں کو محبوب بنالیا ہے تو تم سب بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس ولی اللہ کے لئے زمین میں مقبولیت عام کر دی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اولیاء کی محبت ذریعۂ نجات وبلندی درجات ہے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَۃِ فَقَالَ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ وَمَاذَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ لَاشَیْئَ اِلَّا اَنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بِشَیْئٍ بِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ مَعَھُمْ بِحُبِّیْ اِیَّاھُمْ وَاِنْ لَمْ اَعْمَلْ بِمِثْلِ اَعْمَالِھِمْ

(صحیح بخاری جلد ۱ صـ ۵۲۱ و صحیح مسلم جلد ۲ صـ ۳۳۲)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کیا اور پوچھا یارسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تُو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی؟ وہ بولا کچھ بھی نہیں سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تُو اسی کے ساتھ ہوگا،

جس سے تجھے محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں اور کسی چیز سے اس قدر خوشی نہ ہوئی جتنی خوشی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ فرمانے سے ہوئی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور ان سے محبت رکھنے کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ میں انہی کے ساتھ ہوں گا اگرچہ ان کے اعمال کے مثل عمل نہ کروں"۔

اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضری باعث مغفرت ہے

عَنْ اَبِی سَعِیْدُ للْخُدْرِی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ فَضْلًا عَنْ کِتَابِ النَّاسِ فَاِذَا وَجَدُوْا اَقْوَامًا یَذْکُرُوْنَ اللہَ تَنَادَوْا ھَلُمُّوْا اِلٰی بَغِیَّتِکُمْ فَیَجِیْئُوْنَ فَیَحُفُّوْنَ بِھِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اللہُ عَلٰی اَیِّ شَیْءٍ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ یَصْنَعُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاھُمْ یُحْمَدُوْنَکَ وَیُمَجِّدُوْنَکَ وَیَذْکُرُوْنَکَ قَالَ فَیَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْرَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا قَالَ فَیَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْرَاَدْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوْرَاَوْکَ لَکَانُوْا اَشَدَّ تَحْمِیْدًا وَاَشَدَّ تَمْجِیْدًا وَاَشَدَّ لَکَ ذِکْرًا قَالَ فَیَقُوْلُ وَاَیَّ شَیْءٍ یُطْلَبُوْنَ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ یُطْلِبُوْنَ الْجَنَّۃَ

قَالَ فَيَقُولُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ فَيَقُولُوْنَ لَا قَالَ فَيَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ فَيَقُولُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا لَكَانُوْا اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَاَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا قَالَ فَيَقُولُ فَمِنْ اَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالُوْا يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَقُولُ وَهَلْ يَرَاوِهَا فَيَقُولُوْنَ لَا قَالَ فَيَقُولُ كَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا فَيَقُولُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا لَكَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا وَاَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا وَاَشَدَّ مِنْهَا تَعَوُّذًا قَالَ فَيَقُولُ فَاِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَيَقُولُوْنَ اِنَّ فِيْهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءَ لَمْ يُرِدْهُمْ اِنَّمَا جَاءَهُمْ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى لَهُمْ جَلِيْسٌ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے جو اعمال لکھنے والوں کے علاوہ ہیں زمین میں پھرتے رہتے ہیں۔ جب کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مقصود کی طرف آؤ چنانچہ وہ آتے ہیں اور اہلِ مجلس کو نچلے آسمان تک ڈھانک لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو وہ عرض کرتے ہیں ہم نے تیرے بندوں کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ تیری حمد اور پاکیزگی بیان کرتے اور تیرا ذکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو

کیا حالت ہوتی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں (یا اللہ) اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو (پہلے سے) کہیں زیادہ تحمید تمجید اور ذکر کریں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں جنّت مانگتے ہیں۔ اللہ استفسار فرماتا ہے کیا انہوں نے جنّت کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو کیا کیفیت ہوتی؟ عرض کرتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس کی شدید طلب اور حرص کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ عرض کرتے ہیں (جہنم کی) آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں نہیں۔ فرماتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں (یا اللہ) اگر وہ اسے دیکھ لیتے، اس سے زیادہ بھاگتے بہت ڈرتے اور پناہ مانگتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فرشتو! گواہ رہو میں نے انہیں بخش دیا وہ عرض کرتے ہیں (الٰہی) ان میں فلاں آدمی بہت بڑا گنہگار ہے وہ ذکر سُننے کیلئے نہیں بلکہ کسی کام کے لئے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہمنشین بھی محروم و بد بخت نہ ہو گا"۔
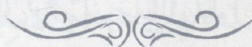
اولیاء اللہ کی حاضری سے نفع پہنچتا ہے

صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيْسِ السُّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيْرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدِمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ تَشْتَرِيَهُ أَوْ تَجِدُ رِيْحَهُ وَكِيْرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَيْتَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رَائِحَةً خَبِيْثَةً"۔

نیک ہم نشین کی مثال مشک فروش کی مثل ہے کہ تو اس سے مشک مول لے گا یا کم از کم تجھے اس کی خوشبو تو آئے گی اور بد ہمنشین کی مثال لوہار کی بھٹی کی طرح ہے کہ وہ تیرا گھر پھونک دے گی۔ یا کپڑے جلائے گی اور کچھ نہ ہوا تو اس سے تجھے بدبو تو پہنچے گی"۔

صالحین اپنے خدمت گزار جہنمیوں کو جنّت میں داخل کریں گے!

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ اَنَا الَّذِيْ سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ

بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِیْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءً فَیَشْفَعُ لَهٗ فَیُدْخِلُ الْجَنَّةَ رواہ ابن ماجة (مشکوۃ باب الحوض والشفاعۃ)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخی لوگ صف بستہ ہوں گے (یعنی جنتیوں کے راستے میں) گنہگار مومنین دوزخ میں جلنے کے لئے ایسے صف بستہ کھڑے ہوں گے جیسے امیروں، اغنیاء کی راہ میں بھکاری صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں (مرقات) اُن سے آس لگائے کہ کوئی ہمیں پہچان لے اور چھڑائے۔ ادھر جنّتی آگے پیچھے گزر رہے ہوں گے۔) تو جنّتیوں میں سے ایک شخص ان پر گزرے گا، توان میں سے ایک دوزخی کہے گا۔ اے فلاں! کیا تُو مجھے پہچانتا نہیں ہے؟ میں وہی ہوں جس نے تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا اور بعض دوزخی کہیں گے کہ میں وہ ہوں جس نے تجھے وضو کا پانی دیا تھا۔ یا تجھے فلاں وقت کھانا کھلایا تھا یا میں نے تجھے فلاں وقت سلام کیا تھا یا فلاں وقت کپڑا دیا تھا یا فلاں وقت تیرے پاس محبت سے کچھ معمولی ہدیہ پیش کیا تھا۔ غرضکہ ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا لیتا ہے یہ بھی اسی طرح سہارا لے گا۔ یہ دو چیزیں بطور مثال ارشاد ہوئی ہیں۔ (مرقات) یہ جنّتی اُن کی شفاعت کرے گا، پھر اُسے جنت میں داخل کرے گا۔"

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صالحین، عُلماء شہداء کی شفاعت برحق ہے۔ دوسرے یہ کہ شفاعت سے ہم جیسے گنہگاروں کی تقدیریں پلٹ جائیں گی۔ دیکھو یہ پُکارنے والا جہنمیوں کی صف میں آگیا تھا۔ شفاعت کی برکت سے وہاں سے نکل کر جنتی ہوگیا۔ دنیا میں بھی یہی حال ہے دُعا سے قضا بدل جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ ہم جیسے گنہگاروں کو چاہیئے کہ صالحین مقبولین کی خدمت کیا کریں، ان کی خدمت بڑے کام آئے گی۔ ان سے تعلق رکھیں ان سے تعلق بہت فائدہ دے گا۔ انہیں ہدیہ پیش کریں اگرچہ کھجور کی کھانپ یا اچھی بات ہی ہو۔ یہ تیسری بات حضرت ملا علی قاری نے مرقات میں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمائی رحمتہ اللہ علیہما۔

چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت یہ ہے کہ ہر ایک کو براہِ راست بغیر وسیلہ ہر چیز دے مگر قانون یہ ہے کہ گنہگاروں کو نیک کاروں کے وسیلہ سے دے۔ دیکھو ان دوزخی صفوں والوں کو اللہ تعالیٰ ہی بخشے گا مگر جنتی راہ گزروں کی شفاعت سے۔ بلکہ ان لوگوں کو جنتیوں کے راستے میں اسی لئے کھڑا کرے گا کہ انہیں ان کے ہاتھوں شفاعت کی بھیک ملے۔

پانچویں یہ کہ دنیا میں اللہ والوں سے تعلق چاہیئے ان کو محبت و

عقیدت کے ساتھ دیکھنا بھی قیامت میں کام آئے گا۔ دیکھو قیامت میں یہ جان پہچان کام آئے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے یُدْخِلُہُ الْجَنَّۃَ فرما کر یہ بتایا کہ وہ جنّتی اس جہنمی کو اپنے ساتھ جنّت میں لے جائے گا۔ چھٹے یہ کہ قیامت میں لوگوں کو اپنے اچھے بُرے اعمال یاد ہوں گے یہاں کی دوستیاں، آپس کے سُلوک یاد ہوں گے ایک دوسرے کی پہچان ہو گی۔ ساتویں یہ کہ وفات یافتہ بزرگوں کی خدمت میں ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ، نذر و نیاز، تلاوت قرآن مجید، نفلی عبادتوں اور غربا و مساکین اور یتیموں، بیواؤں، غریب طلباء و علماء کی مالی امداد ان کو کپڑے وغیرہ دینا اور کھانا کھلانے کا ثواب نذر کرنا۔ قیامت کو ہم جیسے گنہگاروں کی بخشش کا ذریعہ بنے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

قرآن مجید و حدیث شریف سے ثابت ہے کہ محبوبانِ خدا، انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و قدمت اسرارہم سے محبت و عقیدت اور ان کی خدمت گزاری سے دنیا میں بھی عطیات و انعامات اور سہولیات حاصل ہوتی ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں اور آخرت میں بھی یہ فوائد حاصل ہوں گے۔

درِ فیضِ حق بند جب تھا نہ اب کچھ
فقیروں کی جھولی میں اب بھی ہے سب کچھ

یہ اللہ والے ہیں دیتے ہیں سب کچھ
مگر چاہیئے ان سے لینے کا ڈھب کچھ

حقیقتۃً معطی و نافع و دافع مصائب و مشکلات و مصائب اللہ تعالیٰ ہے لیکن چونکہ یہ سب کچھ محبوبانِ خُدا، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء کرام علیہ الرحمتہ والرضوان کے ذریعہ و وسیلہ سے ملتا ہے۔ اس لئے اس عطا کی نسبت مجازاً ان کی طرف کی جاتی ہے۔ اس امر پر ارشادِ محبوبِ خُدا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاہد ناطق ہے کہ فرمایا:۔

''اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ خَازِنٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی''

بے شک میں تقسیم کرنے والا اور خزانچی ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ نیز فرمایا:۔ مَا اُعْطِیْکُمْ وَلَآ اَمْنَعُکُمْ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَیْثُ اُمِرْتُ (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۴۳۹)

میں نہ ذاتی طور پر تمہیں کچھ عطا فرماتا ہوں اور نہ ذاتی طور پر تم سے کچھ روکتا ہوں میں صرف تقسیم فرمانے والا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کسی کو کچھ دیتا یا روکتا ہوں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت و متابعت میں اولیاء کرام علیہم الرضوان بعطاء و اذنِ الٰہی مخلوق میں نعمتیں بانٹتے اور ان کی حاجت روائی و مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ محبوبانِ خُدا

باذن اللہ تعالیٰ خلق کے حاجت روا اور مشکل کشاء ہیں۔ لیکن نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں اوّل سے آخر تک، انتہائی شقاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام محبوبانِ خدا کو سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بشمول سید الانبیاء، والمرسلین خاتم النبیین رحمتہ اللعالمین، باعثِ تخلیقِ کائنات سرکارِ دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سارے صدیقین، شہداء وصالحین، اولیاء کاملین علیہم الرضوان کو قبروں میں مدفون مُردے، منوں مٹی تلے دبے ہوئے، بے جان محض جامد پتھر، بے جان، بے حس، بے فیض، بے کار قرار دے کر ان نفوس قدسیہ کو بے دریغ بلا جھجک کفار کے معبودانِ باطل بُتوں شیطانوں، بدروحوں، جنّوں بھوتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ ان کی توہین وتکذیب کی گئی ہے۔ ان کے فضائل وفیوض وبرکات کا انکار کیا گیا ہے۔ ان کی خداداد اعلیٰ صفات وکرامات کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ سوقیانہ انداز میں تمسخر اور دریدہ دہنی کرتے ہوئے اپنے اشقیاء ازلی ہونے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ بقول امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ۔

؎ عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے!
یہ گھٹائیں، اُسے منظور بڑھانا تیرا
ورفعنالک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا !

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا !

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

قَلَّتْ حِيْلَتِيْ اَنْتَ وَسِيْلَتِيْ

اَدْرِكْنِيْ يَا سَيِّدِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ